U 4089 12-12-07

Title – SAIR-E-ANSAR (Part-2).

Creator – Saeed Ansari

Publisher – Matba Maruf (Azamgarh).

Date – 1343 H

Pages – 280

Subjects – Tazkira Ansar ; Tazkira Sahaba-
Ansareen.

y3/19

والذین آووا و نصروا اولئک ہم المؤمنون حقا لہم مغفرة و رزق کریم

نمبر ۲۴

سیر انصار رض

حصہ دُوم

یعنی سیر الصحابہ کا وہ حصہ جس مین انصار اور حلفائے انصار
کے سوانح و حالات اور اُنکے فضائل و کمالات
مستند ذرائع سے بہ ترتیب حروف
تہجی لکھے گئے ہین

از

مولوی سعید صاحب انصاری سابق رفیق دار المصنفین

باہتمام مسعود علی ندوی
در مطبع معارف اعظم گڈھ طبع شد
۱۳۴۳

کتب خانہ دار المصنفین اعظم گڈھ

علامہ شبلی نعمانی رح

سیرة النبی صلعم، حصہ اول طبع دوم قیمت باختلاف کاغذ . . . . سے / اعہ

ایضاً حصہ دوم، طبع اول قیمت قسم اعلی تقطیع کلان عہ

ایضاً حصہ دوم، طبع دوم، قیمت باختلاف کاغذ تقطیع خورد . . . . . . صر / سیہ

سیرة النبی حصہ سوم، تقطیع کلان، قسم اول عہ / قسم دوم . . . . سے /

الفاروق، حضرت فاروق اعظم کی لائف اور طرز حکومت

المامون، خلیفہ مامون الرشید کے عہد سلطنت کے حالات، . . . . . عہ

الغزالی، امام غزالی کی سوانحمری اور ان کا فلسفہ عہ

سیرة النعمان، امام ابو حنیفہ کی سوانحمری اور ان کے اجتہادات اور مسائل، . . . . عہ

سوانح مولانا روم، مولانا جلال الدین رومی کی مفصل سوانحمری، مثنوی شریف اور دیگر تصانیف پر تقریظ

رسائل شبلی، مولانا کے گیارہ مختلف علمی مضامین کا مجموعہ، . . . . . عہ

مقالات شبلی، مولانا کے تیرہ مختلف مضامین کا مجموعہ، . . . . . عہ

بیان خسرو، خسرو کے حالات زندگی، اور انکی شاعری پر ریویو، ۸ر

شعر العجم، حصہ اول، شاعری کی حقیقت فارسی شاعری کا آغاز و قدماء کا دور . . . . . سے /

ایضاً حصہ دوم، شعرائے متوسطین کا دور عہ

" **حصہ سوم**، شعرائے متاخرین کا دور عہ

" **حصہ چہارم**، فارسی شاعری پر ریویو، سے /

" **حصہ پنجم**، فلسفیانہ صوفیانہ اور اخلاقی شاعری پر تبصرہ . . . . عہ

الانتقاد علی التمدن الاسلامی، جرجی زیدان کے تمدن اسلامی پر عربی مین ریویو، ۸ر

موازنۂ انیس و دبیر، میرانیس کی شاعری پر ریویو، . . . . سے / سیہ

سفرنامۂ روم و مصر و شام، مطبوعۂ معارف پریس، قیمت . . . . عہ

مضامین عالمگیر، شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر پر اعتراضات اور ان کے جوابات، قیمت باختلاف کاغذ وطبع . . . . عہ، عہ ۸ر

علم الکلام، مسلمانون کے علم کلام کی تاریخ اسکی عہد بعہد کی ترقیان اور علمائے متکلمین کے نظریات اور مسائل، طبع چہارم مطبوعہ معارف پریس، عہ

الکلام، مولانا کی مشہور تصنیف، جدید علم کلام جس مین عقلی دلائل سے مذہب کو فلسفہ کے مقابلہ مین ثابت کیا ہے اور ملاحدہ اور منکرین کے دلائل کا رد کیا ہے، طبع سوم مطبوعہ معارف پریس، قیمت عہ

قصیدۂ امرتسر، امرتسر کے اجلاس ندوة العلماء مین مولانا نے جو فارسی قصیدہ پڑھا تھا طبع رنگین

فہرست مضامین سیر الانصار حصہ دوم

نام	صفحہ	نام	صفحہ	نام	صفحہ
(س)		حضرت عبداللہؓ بن رواحہ	۵۹	حضرت عثمانؓ بن حنیف	۱۰۲
حضرت سعدؓ بن ربیع	۱	حضرت عاصمؓ بن ثابت بن		حضرت عمارہؓ بن حزم	۱۱۱
حضرت سہلؓ بن سعد	۴	ابی اقلح	۶۹	حضرت عمروؓ بن جموح	۱۱۲
حضرت سہلؓ بن حنیف	۷	حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن حرام	۷۲	حضرت عمروؓ بن حزم	۱۱۶
حضرت سعدؓ بن معاذ	۱۰	حضرت عبداللہؓ بن عبداللہ بن ابی	۷۶	حضرت عمیرؓ بن سعد	۱۱۹
حضرت سعدؓ بن عبادہ	۱۹	حضرت عتبانؓ بن مالک	۸۰	حضرت عویمؓ بن ساعدہ	۱۲۲
حضرت سعدؓ بن خیثمہ	۳۶	حضرت عبادؓ بن بشر	۸۳	(ف)	
حضرت سعدؓ بن زید اشہلی	۳۸	حضرت عبداللہؓ بن عتیک	۸۶	حضرت فضالہؓ بن عبید	۱۲۵
حضرت سلمہؓ بن سلامہ	۴۰	حضرت عباسؓ بن عبادہ		(ق)	
حضرت سہلؓ بن حنظلیہ	۴۲	بن نضلہ	۸۹	حضرت قتادہؓ بن نعمان	۱۲۸
حضرت سائبؓ بن خلاد	۴۴	حضرت عبداللہؓ بن زید	۹۱	حضرت قیسؓ بن سعد بن عبادہ	۱۳۱
(ش)		حضرت عبداللہؓ بن زید		حضرت قرظہؓ بن کعب	۱۴۰
حضرت شدادؓ بن اوس	۴۵	بن عاصم	۹۶	حضرت قطبہؓ بن عامر	۱۴۴
(ع)		حضرت عبداللہؓ بن زید خطمی	۹۸	(ک)	
حضرت عبادہؓ بن صامت	۵۰	حضرت عبدالرحمنؓ بن شبلی	۱۰۰	حضرت کعبؓ بن مالک	۱۴۶

ACCESSIONED
129
CHECKED-2002
M.A.LIBRARY, A.M.U.
U4089

نام	صفحہ
حضرت کلثومؓ بن الہدم	۱۵۵
(م)	
حضرت معاذؓ بن جبل	۱۵۶
حضرت مسلمہؓ بن مخلد	۱۸۸
حضرت محمدؓ بن مسلمہ	۱۹۳
حضرت معاذؓ بن عفراء	۲۰۱
حضرت محیصہؓ بن مسعود	۲۰۵
حضرت منذرؓ بن عمرو	۲۰۷
(ن)	
حضرت نعمانؓ بن بشیر	۲۰۹
حضرت نعمانؓ بن عجلان	۲۱۹
حضرت ہلالؓ بن امیہ	۲۲۰

حلفائے انصار

نام	صفحہ
(ا)	
حضرت ابوبردہؓ بن نیار	۲۲۳
(ث)	
حضرت ثابتؓ بن صحاح	۲۲۵
(ح)	
حضرت حذیفہؓ بن الیمان	۲۲۷
(ز)	
حضرت زید بن سعنہؓ	۲۴۵
(س)	
حضرت سعد بن حبتہؓ	۲۴۷
حضرت سمرہ بن جندبؓ	۲۵۰
(ط)	
حضرت طلحہ بن البراءؓ	۲۵۵
(ع)	
حضرت عاصمؓ بن عدی	۲۵۷
حضرت عبداللہؓ بن انیس جہنی	۲۵۹
حضرت عبداللہؓ بن سلمہ	۲۶۲
حضرت عبداللہؓ بن سلام	۲۶۴
حضرت عبداللہؓ بن طارق	۲۷۰
حضرت عدیؓ بن ابی الزغباء	۲۷۲
حضرت عقبہؓ بن وہب	۲۷۳
(ک)	
حضرت کعبؓ بن عجرہ	۲۷۴
(م)	
حضرت مجذرؓ بن زیاد	۲۷۷
حضرت معنؓ بن عدی	۲۷۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم،

"س"

حضرت سعد بن ربیع رضؓ

نام ونسب، سعد نام، قبیلہ خزرج سے ہیں، سلسلۂ نسب یہ ہے، سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امرء القیس بن مالک اغر بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج اکبر،

اسلام، عقبہ اولیٰ میں مسلمان ہوئے اور عقبہ ثانیہ میں شرکت کی، دوسری بیعت میں اپنے قبیلہ کے نقیب بنائے گئے، عبداللہ بن رواحہ بھی اسی قبیلہ کے نقیب تھے،

غزوات اور دیگر حالات، عبدالرحمٰن بن عوف سے کہ عشرہ مبشرہ میں تھے، برادری قائم ہوئی، حضرت سعدؓ نے اپنے مہاجر بھائی کے ساتھ جو غیر معمولی جوش وخروش اور خلوص ظاہر کیا، اس کی نظیر تاریخ عالم کے کسی باب میں نہیں مل سکتی، تمام انصار نے مال ومتاع، جائداد، زمین آدھی آدھی مہاجرین کو دیدی تھی، حضرت سعدؓ نے ان چیزوں کے علاوہ اپنی ایک بیوی بھی پیش کی، حضرت عبدالرحمٰنؓ اگرچہ اس وقت مفلوک الحال تھے، تاہم دل غنی تھا، بولے "خدا تمھارے بال بچوں اور مال ودولت میں برکت دے، مجھے اس کی ضرورت نہیں،

۱؎ اسد الغابہ صفحہ ۲۷۷ ج ۲ ۲؎ ایضاً،

ابوسہیل اصبحی، عباس بن سہل (لڑکے تھے) وفا بن شریح حضرمی، یحییٰ بن میمون حضرمی، عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی ذباب، عمرو بن جابر حضرمی،

روایات کی تعداد ۱۸۸ ہے جن میں سے ۲۸ متفق علیہ ہیں،

اخلاق، حُبِ رسول میں چور تھے، آنحضرت صلعم ایک ستُون کے سہارے کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے، ایک روز منبر کا خیال ظاہر فرمایا، حضرت سہلؓ اُٹھے اور جنگل سے منبر کے لیئے لکڑی کاٹ لائے،[1]

ایک مرتبہ آنحضرت صلعم کو بیر بضاعہ سے پانی پلایا تھا،[2]

حق گوئی خاص شعار تھی، آل مروان میں سے ایک شخص مدینہ کا امیر ہو کر آیا، حضرت سہلؓ کو بلا کر کہا کہ علیؓ کو برا کہو، انھوں نے انکار کیا تو کہا کہ اچھا اتنا ہی کہدو کہ "خدا (نعوذ باللہ) ابوتراب پر لعنت کرے"، حضرت سہلؓ نے جواب دیا کہ یہ علیؓ کا محبوب ترین نام تھا اور آپ اِس نام سے بہت خوش ہوتے، اس کے بعد ابوتراب کی وجہ تسمیہ بتلائی تو اوس کو بھی خاموش ہونا پڑا،[3]

---

[1] صفحہ ۳۳۳ مسند جلد ۵، [2] ایضاً صفحہ ۳۳۰، [3] صحیح مسلم صفحہ ۳۲۶ جلد ۲،

حضرت سہلؓ بن حنیف

نام ونسب، سہل نام، ابو سعد کنیت، سلسلۂ نسب یہ ہی، سہل بن حنیف بن واہب ابن حکیم بن ثعلبہ بن حارث بن مجدعہ بن عمرو بن حنش بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس،

اسلام، ہجرت سے قبل مشرف بہ اسلام ہوئے،

غزوات وعام حالات، ابن سعد کی روایت کے مطابق جناب امیر علیہ السلام سے مواخاہ[۱] ہوئی، تمام غزوات شریک تھے، غزوۂ احد مین جب آنحضرت صلعم چند صحابہ کے ساتھ میدان مین رہ گئے تھے، یہ بھی ثابت قدم رہے، اوسی دن موت پر بیعت کی تھی، رسول اللہ صلعم کی طرف جو تیر آتے یہ اونکا جواب دیتے تھے، آنحضرت صلعم لوگون سے فرماتے کہ "ان کو تیر دو یہ سہل ہین، حضرت عمرؓ تفاؤل کے طور پر کہتے کہ سہل ہو، حزن نہین[۲]،

خلافتِ راشدہ مین سے جناب امیر علیہ السلام کے عہد مبارک مین مدینہ کے امیر تھے کوفہ سے امیر المومنین کا فرمان پہونچا کہ یہان آجاؤ، چنانچہ مدینہ سے کوفہ چلے گئے،

جنگِ جمل کے بعد بصرہ کے والی بنائے گئے، جنگ صفین مین حضرت علیؓ کی طرف سے شرکت کی[۳]، اور لڑائی کے بعد کوفہ واپس چلے آئے،

اسی زمانہ مین فارس کے امیر بنائے گئے، لیکن اہل فارس نے سرتابی کر کے خارج البلد کر دیا، حضرت علیؓ نے ان کے بجائے زیاد بن ابیہ کو وہان کا حاکم مقرر فرمایا،

---

[۱] اصابہ صفحہ ۱۳۹ جلد ۳ و تہذیب التہذیب صفحہ ۲۵۱ جلد ۴، [۲] اصابہ صفحہ ۱۳۱، [۳] صحیح بخاری صفحہ ۶۰۲ جلد ۲،

حضرت سہلؓ بن سعد

نام و نسب، سہل نام، ابو العباس، ابو مالک، ابو یحییٰ کنیت، سلسلۂ نسب یہ ہے، سہل بن سعد بن مالک بن خالد بن ثعلبہ بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ بن کعب بن خزرج اکبر،

ہجرت نبوی سے ۵ سال قبل پیدا ہوئے، باپ نے حزن نام رکھا، لیکن آنحضرتؐ جب مدینہ تشریف لائیے تو بدلکر سہل کر دیا،

اسلام، ہجرت سے پیشتر حضرت سہلؓ کے والد سعد بن مالک نے مذہب اسلام قبول کر لیا تھا، بیٹے نے اسی باپ کے سایۂ عاطفت مین پرورش پائی تھی،

غزوات اور دیگر حالات، آنحضرتؐ کی تشریف آوری مدینہ کے وقت ان کا سن ۵ سال کا تھا، دو برس کے بعد غزوۂ بدر پیش آیا، اس وقت یہ ہفت سالہ تھے، لڑائی سے قبل ان کے والد نے انتقال کیا، اور حضرت سہلؓ کو یتیم چھوڑ گئے، آنحضرت صلعم نے لڑائی ختم ہونے کے بعد اور مجاہدین کی طرح ان کے باپ کا بھی حصہ لگایا، کیونکہ وہ جنگ کا عزم کر چکے تھے،

غزوۂ احد مین وہ اور لڑکون کی طرح شہر کی حفاظت کر رہے تھے، آنحضرت صلعم کو جب چشم زخم پہنچا، اور دھویا گیا، اوس وقت آپ کے پاس آگئے تھے[1]،

سنہ ۵ھ مین غزوۂ خندق ہوا، باایں ہمہ صغر سنی، جوش کا یہ عالم تھا کہ خندق

---

[1] ص ۳۳۴ مسند جلد ۵،

کھودنے اور مٹی اٹھا اٹھا کے کندھے پر لیجاتے تھے[1]،

غزوات مابعد مین بھی میدان جنگ کے قابل نہ ہوسکے، ۱۵ برس کا سن ہوا اور تیغ زنی کے قابل ہوئے تو خود سرور عالم نے سفر آخرت قبول فرمایا[2]، یہ ۱۱ھ کا واقعہ ہے،

۷۴ھ مین حجاج بن یوسف ثقفیؓ کا پنجۂ سیاست دراز ہوا، ان کو بلاکر پوچھا کہ تمنے حضرت عثمانؓ کی مدد کیون نہ کی؟ جواب دیا، ”کی تھی“ بولا ”جھوٹ کہتے ہو“ اس کے بعد حکم دیا کہ ان کی گردن پر مہر لگادی جائے، یہ عتاب ان بزرگون کے ذلیل کرنے اور اثر زائل کرنے کے لیے کیا گیا تھا، حضرت انسؓ اور حضرت جابرؓ بن عبد اللہ بھی اسی جرم مین ماخوذ تھے،

وفات، سن مبارک ۹۶ سال تک پہونچ چکا تھا، آنحضرت صلعم کے جمال باکمال دیکھنے والون سے مدینہ خالی تھا، دیگر صوبے بھی صحابہ کے سایہ سے عموماً محروم ہوچکے تھے، وہ خود فرمایا کرتے تھے ”کہ مرجاؤن گا تو کوئی قال رسول کہنے والا باقی نہ رہے گا“، آخر ۹۱ھ مین بزم قدس نبوی کی یہ ٹمٹماتی ہوئی شمع بھی بجھ گئی،

فضل وکمال، حضرت سہلؓ مشاہیر صحابہ مین ہین، اکابر صحابہ کے فوت ہونے کے بعد ان کی ذات مرجع انام بنگئی تھی، لوگ نہایت ذوق وشوق سے حدیث سننے آتے تھے،

آنحضرت صلعم کے زمانہ مین اگرچہ صغیر السن تھے تاہم آپ سے حدیث سنی تھی، بعد مین حضرت ابیؓ بن کعب، عاصم بن عدی، عمرو بن عبسہ سے اس فن کی تکمیل کی، مروان سے بھی چند روایتین لین، اگرچہ وہ صحابی نہ تھا، راویان حدیث اور تلامذۂ خاص کی ایک جماعت تھی جن مین بعض کے نام یہ ہین،

حضرت ابوہریرہؓ، ابن عباسؓ، سعید بن مسیب، ابوحازم بن دینار، زہری،

---

[1] صفحہ ۳۳۲ جلد ۵ مسند، [2] صفحہ ۱۱۶ مسند ابی مبارک،

تم مجھکو بازار دکھلادو،[1]

غزوۂ بدر کی شرکت سے تذکرے خاموش ہین، غزوۂ احد مین شریک تھے، اور اسی مین

وفات نہایت جانبازی سے لڑکر شہادت حاصل کی، جسم پر نیزہ کے بارہ زخم تھے، موطا مین ہی کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کوئی سعد بن ربیع کی خبر لاتا، ایک شخص نے کہا مین جاتا ہون، زرقانی مین ہی کہ انھون نے جاکر لاشون کا گشت لگایا اور اون کا نام لیکر آواز دی، شہر خاموشان مین ہر طرف سناٹا تھا، کوئی جواب نہ آیا، لیکن جب یہ آواز دی کہ مجھکو رسول اللہؐ نے تمھارے پاس بھیجا ہی، تو ایک ضعیف آواز کان مین پہونچی کہ مین مردون مین ہون، یہ حضرت سعدؓ کا اخیر وقت تھا، دم توڑ رہے تھے، زبان قابو مین نہ تھی، تاہم ان سے کہا کہ رسول اللہؐ سے میرا اسلام کہنا اور انصار سے کہنا کہ اگر خدا نخواستہ رسول اللہؐ قتل ہوگئے اور تم مین سے ایک بھی زندہ بچ گیا تو خدا کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہوگے! کیونکہ تم نے لیلۃ العقبہ مین رسول اللہؐ پر فدا ہونے کی بیعت کی تھی، یہ شخص جن کا نام بعض روایتون مین ابی بن کعبؓ آیا ہی وہین کھڑے رہے، اور حضرت سعدؓ کی روح مبارک جسد عنصری سے پرواز کر گئی،

بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

حضرت ابیؓ نے یہ وصیت کے آخری کلمات آنحضرتؐ کو پہونچائے، فرمایا خدا اون پر رحم کرے، زندگی اور موت دونون مین خدا اور رسول کی بہی خواہی مد نظر رہی،[2]

دفن کے وقت دو دو آدمی ایک قبر مین رکھے گئے تھے، خارجہ بن زید بن ابی زہیر جو حضرت سعدؓ کے چچا ہوتے تھے، ان کے ساتھ دفن کئے گئے، کہ جس طرح دنیا مین ساتھ دیا تھا قبر مین بھی ساتھ دین،[3]

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۲۷۷ و ۲۷۸ جلد ۲ و اصابہ صفحہ ۲۷ جلد ۳، [2] اسد الغابہ صفحہ ۲۷۸، [3] صحیح بخاری ص ۵۶۱ ج ۱

اہل وعیال دو لڑکیاں چھوڑین، ایک نام ام سعید تھا، آنحضرت نے جائداد مین دو ثلث ان کو عطا فرمائے، قرآن مجید کی آیت میراث،

فان کن نسأ فوق اثنتین فلھن ثلثا ما ترک   اگر دو عورتون سے زیادہ ہون تو دو ثلث انکا حصہ ہوگا،

اسی موقع پر نازل ہوئی، اور اسی تقسیم سے یہ معلوم ہوا کہ دو عورتون کا بھی وہی حصہ ہے جو تین یا چار کا ہے[1]،

دو بیویان تھین، جن مین ایک نام عمرۃ بنت حزم تھا[2]،

فضل وکمال آنحضرت صلعم سے حدیث سننے کے علاوہ، لکھنا جانتے تھے، اور چونکہ رئیس کے بیٹے تھے، تعلیم کا خاص اہتمام ہوا تھا، کتابت اسی زمانہ مین سیکھی تھی[3]،

اخلاق جوش ایمان، اور حب رسول، عقبہ اور احد کے کارنامون مین ظاہر ہوتی ہے، غزوۂ احد مین جو وصیت کی، وہ اس کا بالکل بین ثبوت ہی،

مشرکین مکہ کی تیاریون کی خبر جب آنحضرت صلعم کے پاس احد مین آئی تھی، آنحضرت نے سعد کو آگاہ کیا تھا[4]،

انھین باتون کی وجہ سے حضرت سعد رضی کا اثر تمام صحابہ پر تھا، ان کی صاحبزادی ام سعید حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت مین آئین تو انھون نے اپنا کپڑا بچھا دیا، حضرت عمر رضی نے کہا یہ کون ہین؟ فرمایا کہ یہ اوس شخص کی بیٹی ہی جو مجھ سے اور تم سے بہتر تھا، پوچھا یا خلیفۂ رسول اللہ وہ کیون؟ ارشاد ہوا کہ اوس نے آنحضرت صلعم کے زمانہ مین جنت کا راستہ لیا، اور ہم تم یہین باقی رہ گئے[5]،

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۲۷۰ جلد ۲، [2] اصابہ صفحہ ۷۰ جلد ۳، [3] اسد الغابہ صفحہ ۲۷۷، [4] طبقات صفحہ ۲۵، [5] اصابہ صفحہ ۷۷،

وفات، ۳۸ھ مین بمقام کوفہ انتقال فرمایا، حضرت علیؓ نے نماز جنازہ پڑھائی، ۶ تکبیرین کہین اور فرمایا کہ یہ اصحاب بدر مین تھے،

اولاد، دو بیٹے یادگار چھوڑے، ابوامامہ اسعد، اور عبداللہ، اول الذکر آنحضرت صلعم کے عہد مقدس مین تولد ہوئے تھے،

حلیہ، نہایت خوبصورت اور پاکیزہ منظر تھے، بدن نہایت سڈول تھا، ایک غزوہ مین آنحضرت صلعم کے ہمرکاب تھے، وہان نہر جاری تھی، نہانے کے لئے گئے کسی انصاری نے جسم دیکھکر کہا، کیسا بدن پایا ہی؟ مین نے تو ایسا بدن کبھی نہ دیکھا تھا، حضرت سہلؓ کو غش آگیا، اُٹھا کر لائے گئے، بخار چڑھا تھا، آنحضرت صلعم نے پوچھا کیا معاملہ ہے لوگون نے قصہ بیان کیا، فرمایا تعجب ہے، لوگ اپنے بھائی کا جسم پامال دیکھتے ہین اور برکت کی دعا نہین کرتے، اسلئے نظر لگتی ہی،

فضل وکمال، راویان حدیث مین ہین، آنحضرت صلعم اور حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت کرتے ہین، ان سے متعدد تابعین نے روایت کی ہے مثال کے طور پہ چند نام یہ ہین،

ابو وائل، عبید بن سباق، عبد الرحمن بن ابی لیلے، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ، یسیر بن عمرو، رباب، عثمان بن حکم بن عباد بن حنیف کی دادی تھین،[1]

اخلاق وعادات اختلاف سے دور رہتے تھے، صفین سے واپس آئے تو ابو وائل نے کہا کہ کچھ خبر بیان کیجئے، فرمایا کیا بتاؤن؟ سخت مشکل ہے، ایک سوراخ بند کرتے ہین تو دوسرا کھل جاتا ہی،[2]

---

[1] از طبقات صفحہ ۹ جلد ۱ وتہذیب التہذیب جلد ۴ واصابہ جلد ۳ حالات سہل، [2] صحیح بخاری ص ۷۰۲ ج ۲،

نہایت شجاع اور جری تھے، لیکن لوگون مین اس کے خلاف چرچا تھا، فرمایا یہ اون کی رائے کا قصور ہے، مین بزدل نہین، ہمنے جس کام کے لیے تلوار اُٹھائی اوس کو ہمیشہ آسان کرلیا، یوم ابی جندل (حدیبیہ) مین لڑنا اگر رسول اللہ صلعم کی مرضی کے خلاف نہ ہوتا تو مین اوس دن بھی آمادۂ پیکار ہوجاتا،[1]

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۶۰۲ جلد ۲،

سعد بن معاذؓ بھی شریک تھے[۱]،

لڑائی کا وقت آیا تو زرہ پہنے اور ہاتھ مین حربہ لیے میدان کو روانہ ہوئے، بنو حارثہ کے قلعہ مین ان کی مان موجود تھین اور حضرت عائشہؓ کے پاس بیٹھی تھین، شعر پڑھتے ہوئے گذرے تو مان نے کہا، بیٹا! تم پیچھے رہ گئے، جلدی جاؤ،،

جس ہاتھ مین حربہ تھا وہ باہر نکلا ہوا تھا، حضرت عائشہؓ نے کہا سعد کی مان! دیکھو زرہ بہت چھوٹی ہے،، میدان مین پہنچے تو حبان بن عبد مناف نے کہ عرقہ کا بیٹا تھا، ہاتھ پر ایک تیر مارا جس سے ہفت اندام کٹ گئی[۲]، اور نہایت جوش مین کہا لو، مین عرقہ کا بیٹا ہون، آنحضرت صلعم نے سنا تو فرمایا خدا اس کا چہرہ دوزخ مین غرق آلود کرے،

اس کے بعد مسجد نبوی مین ایک خیمہ لگایا، اور رفیدہ اسلمیہ کو اون کی خدمت پر مامور کیا، حضرت سعدؓ اسی خیمہ مین رہتے تھے، اور آنحضرت صلعم روزانہ اون کی عیادت کو تشریف لاتے تھے،

چونکہ زندگی سے مایوس ہو چکے تھے، خدا سے دعا کی کہ قریش کی لڑائیان باقی ہون تو مجھے زندہ رکھ، اون سے مجھے لڑنے کی بڑی تمنا ہے، کیونکہ انھون نے تیرے رسول کو اذیت دی، تکذیب کی اور مکہ سے نکالدیا، اور اگر لڑائی بند ہونے کا وقت آگیا ہی تو اس زخم سے مجھے شہادت دے، اور بنی قریظہ کے معاملہ مین میری آنکھین ٹھنڈی کر، اس دعا کا دوسرا ٹکڑا مقبول ہوا[۳]، چنانچہ جب بنو قریظہ کو آنحضرت صلعم کے جلا وطن کرنا چاہا تو چونکہ وہ قبیلہ اوس کے حلیف تھے کہلا بھیجا کہ ہم سعد کا حکم مانین گے، آنحضرت صلعم نے حضرت سعدؓ کو اطلاع کی، وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے، مسجد کے قریب پہنچے تو آنحضرت صلعم نے انصار سے کہا

---

[۱] طبقات صفحہ ۵۲ جلد ۳ قسم ۱، [۲] صحیح بخاری صفحہ ۵۹۱ جلد ۲ و دیگر کتب رجال، [۳] صحیح بخاری صفحہ ۵۹۱ جلد ۲،

کہ "اپنے سردار کی تعظیم کے لیئے اُٹھو"[1]

پھر سعد سے فرمایا کہ "یہ لوگ تمہارے حکم کے منتظر ہین"، عرض کی "تو مین حکم دیتا ہون جو لوگ لڑنے والے ہین قتل کیئے جائین، اولاد غلام بنائی جائے، اور مال تقسیم کردیا جائے"، آنحضرت صلعم نے یہ فیصلہ سُنکر کہا کہ تم نے آسمانی حکم کی پیروی کی، چنانچہ اس کے بموجب اپنے سامنے ۴۰۰ آدمی قتل کرائے،

وفات، اس واقعہ کے بعد کچھ دنون تک زندہ رہے، آنحضرت صلعم نے خود زخم کو داغا، جس سے خون رُک گیا، لیکن اس کے عوض ہاتھ پھول گیا تھا، ایک دن زخم پھٹا اور اس زور سے خون جاری ہوا کہ مسجد سے گذر کر بنی غفار کے خیمہ تک پہنچا، لوگون کو بڑی تشویش ہوئی پوچھا کیا معاملہ ہے، جواب ملا کہ سعد کا زخم پھٹ گیا،

آنحضرت صلعم کو اطلاع ہوئی تو گھبرا اُٹھے اور کپڑا گھسیٹتے ہوئے مسجد آئے، دیکھا تو حضرت سعد کا انتقال ہوچکا تھا، نعش کو اپنے آغوش مین لیکر بیٹھے، خون برابر بہہ رہا تھا، لوگ آکر جمع ہونا شروع ہوئے، حضرت ابوبکرؓ آئے اور نعش کو دیکھکر ایک چیخ ماری کہ ہائے ان کی کمر ٹوٹ گئی، آنحضرت صلعم نے فرمایا "ایسا نہ کہو" حضرت عمرؓ نے روکر کہا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

خیمہ مین کہرام پڑا تھا، دُکھیا ماں یہ کہکر رو رہی تھی،

ویل ام سعد اسعدا   براعة ونجدا
ویل ام سعد اسعدا   صرامة وجدا

آنحضرت صلعم نے فرمایا، کہ اور رونے والیان جھوٹ بولتی ہین، لیکن یہ سچ کہتی ہین،

جنازہ روانہ ہوا تو خود آنحضرت صلعم ساتھ ساتھ تھے، فرمایا کہ ان کے جنازہ مین ستر ہزار

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۹۱ جلد ۲،

مکان پر کہ مکہ کا مشہور رئیس اور اِن کا دوست تھا قیام کیا، (اُمیہ مدینہ آتا تھا تو اِن کے ہان ٹھہرا کرتا تھا) اور کہا کہ جس وقت حرم خالی ہو مجھے خبر کرنا، چنانچہ دوپہر کے قریب اِس کے ساتھ طواف کے لیے نکلے، راستہ مین ابوجہل سے ملاقات ہوئی، پوچھا "یہ کون ہین؟" اُمیہ نے کہا "سعد" ابوجہل نے کہا "تعجب ہی کہ تم صابیون (بے دین، آنحضرتؐ، اور صحابہ مراد ہین) کو پناہ دیکر اور اون کے انصار بنکر مکہ مین نہایت اطمینان سے پھر رہے ہو، اگر تم ان کے ساتھ نہ ہوتے تو تمہارا گھر پہنچنا دشوار ہو جاتا" حضرت سعدؓ نے غضب آلود لہجہ مین جواب دیا "تم مجھے روکو پھر دیکھنا کیا ہوتا ہی؟ مین تمہارا مدینہ کا راستہ روک دونگا" امیہ نے کہا "سعد! ابوالحکم (ابوجہل) مکہ کا سردار ہی، اِس کے سامنے آواز پست کرو" حضرت سعدؓ نے فرمایا، چلو ہٹو، مین نے آنحضرت صلعم سے سُنا ہی کہ مسلمان تم کو قتل کرینگے، بولا کیا مکہ مین آکر مارین گے؟ جواب دیا اِس کی خبر نہین[1]،

اِس پیشینگوئی کے پورا ہونے کا وقت، غزوۂ بدر تھا، کفارِ قریش نے مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے نہایت ساز و سامان سے تیاریان کی تھین، آنحضرت صلعم کو خبر ہوئی تو صحابہ سے مشورہ کیا، حضرت سعدؓ نے اُٹھ کر کہا یا رسول اللہ ہم آپ پر ایمان لائے، رسالت کی تصدیق کی، اِس بات کا اقرار کیا کہ جو کچھ آپ لائے ہین حق اور درست ہی سمع اور طاعت پر آپ سے بیعت کی، پس جو ارادہ ہو کیجیے، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا اگر آپ سمندر مین کودنے کو کہین تو ہم حاضر ہین، ہمارا ایک آدمی بھی گھر نہ بیٹھیگا، ہم کو لڑائی سے بالکل خوف نہین، اور انشاء اللہ میدان مین ہم صادق القول ثابت ہون گے، خدا ہماری طرف سے آپ کی آنکھین ٹھنڈی کرے[2]" آنحضرت صلعم اِس تقریر سے خوش ہوئے، نوجون کی

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۵۶۳ جلد ۲، [2] زرقانی جلد ۱ صفحہ ۴۷۹،

ترتیب کا وقت آیا تو قبیلۂ اوس کا جھنڈا آنحضرت صلعم نے اون کے حوالہ کیا،

غزوۂ اُحد مین انھون نے رسول اللہ صلعم کے آستانہ پر پہرہ دیا تھا،

کفار سے مقابلہ کے لیئے رسول اللہ صلعم کی رائے تھی کہ مدینہ مین رہکر کیا جائے، عبداللہ بن ابی ابن سلول کا بھی یہی خیال تھا، لیکن بعض نوجوان جن کو شوق شہادت دامنگیر تھا، باہر نکلکر لڑنے پر مُصر تھے، چونکہ کثرت رائے انھین کو حاصل تھی، اس بنا پر آنحضرت صلعم نے انھین کی تائید کی، اور زرہ پہننے کو اندر تشریف لے گئے، سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر نے کہا، "کہ تم لوگون نے رسول اللہ صلعم کو باہر چلنے کے لیئے مجبور کیا ہی حالانکہ اون پر آسمان سے وحی آتی ہی اسلیئے مُناسب یہہ ہی کہ اپنی رائے واپس لیلو، اور معاملہ کو بالکل آنحضرت صلعم پر چھوڑ دو" آنحضرت صلعم تلوار، ڈھال اور زرہ لگا کر نکلے تو تمام لوگون کو ندامت ہوئی، عرض کیا کہ ہم کو حضور کی مخالفت منظور نہین، جو حکم ہو ہم بجا لانے پر آمادہ ہین، ارشاد ہوا کہ اب کیا ہوتا ہی؟ نبی جب ہتھیار پہن لیتا ہی تو جنگ کا فیصلہ کرکے اُتارتا ہی،[1]

غرض کوہ اُحد کے دامن مین لڑائی شروع ہوئی، اسلامی لشکر پہلے فتحیاب تھا لیکن پھر تاب مقاومت نہ لاکر پیچھے ہٹا، اوس وقت آنحضرت صلعم سب سے زیادہ ثابت قدم تھے، اور آپ کے ساتھ دو اصحاب داد شجاعت دے رہے تھے، اونھین مین حضرت سعد بن معاذ بھی تھے،

اس غزوہ مین اون کے بھائی عمرو شہید ہوگئے،[2]

معرکۂ خندق مین، کہ ۵ھ مین ہوا آنحضرت صلعم نے انصار سے مدینہ کے تہائی پھل عیینہ بن حصن بن سید کو دینے کے لیئے مشورہ کیا تھا، اس مشورہ مین سعد بن عبادہ کے ساتھ[3]

---

[1] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۶ جلد ۲ قسم ۱ [2] زرقانی صفحہ ۴۰ جلد ۲، [3] طبقات صفحہ ۳۰ جلد ۲ قسم ۱،

حضرت سعدؓ بن معاذ

نام ونسب، سعد نام، ابو عمرو کنیت، سید الاوس لقب، قبیلۂ عبد الاشہل سے ہین، سلسلہ نسب یہ ہی، سعد بن معاذ بن نعمان بن امرء القیس بن زید بن عبد الاشہل بن جشم ابن حارث بن خزرج بن نبت (عمرو) بن مالک بن اوس، والدہ کا نام کبشہ بنت رافع تھا جو حضرت ابو سعیدؓ خدری کی چچازاد بہن تھین، قبیلۂ اشہل، قبائل اوس مین شریف تر قبیلہ تھا، اور سیادت عامہ اوس مین وراثتاً چلی آتی تھی، چنانچہ حضرت سعدؓ کے تمام مورث اپنے اپنے زمانہ مین تاجِ سیادت زیب فرق کیے تھے،

والد نے ایام جاہلیّت ہی مین وفات پائی، والدہ موجود تھین، ہجرت سے پیشتر ایمان لائین اور حضرت سعدؓ کے انتقال کے بعد بہت دنون تک زندہ رہین،

اسلام، اگرچہ عقبۂ اولیٰ مین یثرب کی سرزمین پرخورشید اسلام کا پرتو پڑچکا تھا لیکن حقیقی ضیاگستری حضرت مصعب بن عمیرؓ کی ذات سے وابستہ تھی، چنانچہ جب وہ داعی اسلام بنکر مدینہ پہنچے توجو کان اس صدا سے ناآشنا تھے، اون کو بھی چار و ناچار اس کے سننے کیلیے تیار ہونا پڑا،

سعد بن معاذ ابھی حالتِ کفر مین تھے، ان کو مصعب کی کامیابی پر سخت حیرت اور اپنی قوم کی بے وقوفی پر انتہا درجہ کا حزن وملال تھا،[1]

لیکن تابہ کے؟ آخر ایک دن اُنپر بھی حضرت مصعب بن عمیرؓ کو کامیابی حاصل ہوئی

---

[1] خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفٰی صفحہ ۹۲،

اسعد بن زرارہ نے جن کے مکان مین مصعب فروکش تھے، ان سے کہا تھا کہ "سعد بن معاذ مسلمان ہوجائینگے تو دو آدمی بھی کافر نہ رہ سکین گے، اسلیئے آپ کو اون کے مسلمان کرنے کی فکر کرنی چاہیئے، سعد بن معاذ حضرت مصعبؓ کے پاس آئے تو انھون نے کہا کہ مین ایک بات کہنا چاہتا ہون آپ بیٹھکر سُن لیجیئے، ماننے نہ ماننے کا آپ کو اختیار ہی، سعد نے منظور کیا تو حضرت مصعبؓ نے اسلام کی حقیقت بیان کی، اور قرآن کی چند آیتین پڑہین، جن کو سُنکر سعد بن معاذ کلمۂ شہادت پکار اُٹھے،

قبیلۂ عبد الاشہل مین یہ خبر فوراً پھیل گئی، سعد گھر گئے تو خاندان والون نے کہا کہ اب وہ چہرہ نہین! حضرت سعدؓ نے کھڑے ہوکر پوچھا مین تم مین کس درجہ کا آدمی ہون؟ سب نے کہا سردار اور اہل فضیلت، فرمایا "تم جب تک مسلمان نہ ہوگے، مین تم سے بات چیت نہ کرون گا"، حضرت سعدؓ کو اپنی قوم مین جو عزت حاصل تھی اوس کا یہ اثر ہوا کہ شام ہونے سے قبل تمام قبیلہ مسلمان ہوگیا، اور مدینہ کے در و دیوار تکبیر کے نعرون سے گونج اُٹھے،

اشاعتِ اسلام مین یہ حضرت سعدؓ کا نہایت عظیم الشان کارنامہ ہی، صحابہ مین کوئی شخص اس فخر مین انکا حریف نہین، آنحضرت صلعم نے اسی بنا پر فرمایا ہی خیر دور الانصار بنو النجار ثم بنو عبد الاشہل یعنے انصار کے بہترین گھرانے بنو نجار کے ہین اور اون کے بعد عبد الاشہل کا درجہ ہی، حضرت سعدؓ اور اون کے قبیلہ کا اسلام عقبہ اولی اور عقبہ ثانیہ کے درمیان کا واقعہ ہی،

مسلمان ہوکر حضرت سعد نے حضرت مصعبؓ کو اسعد بن زرارہ کے مکان سے اپنے ہان منتقل کرلیا،

غزوات اور دیگر حالات، کچھ دنون کے بعد عمرہ کی غرض سی مکہ روانہ ہوئے اور امیہ بن خلف کے

فرشتے شریک ہین، لاش بالکل ہلکی ہوگئی تھی، منافقین نے مضحکہ کیا تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ انکا جنازہ فرشتے اُٹھائے[1] تھے،

دفن کرکے واپس ہوئے سرورِ کائناتؐ نہایت مغموم تھے، ریش مبارک ہاتھ مین تھی، اور اوس پر مُسلسل آنسو گر رہے تھے،

حضرت سعدؓ کی وفات تاریخ اسلام کا غیر معمولی واقعہ ہی، انھون نے اسلام کی جو خدمات انجام دی تھین، جو مذہبی جوش ان مین موجود تھا اس کی بدولت وہ انصار مین صدیق اکبر سمجھے جاتے تھے، حضرت عائشہؓ کے معاملہ مین جب آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ "اُس دشمن خدا (ابن ابی) نے مجھے سخت تکلیف دی ہی، تم مین کوئی اِس کا تدارک کرسکتا ہی"؟ تو سب سے پہلے انھون نے اُٹھکر کہا تھا کہ قبیلۂ اوس کا آدمی ہو تو مجھکو بتلایے مین ابھی گردن مارنے کا حکم دیتا ہون؟"

اِس وقت اِسی محب صادق اور عاشق جان نثار نے وفات پائی تھی، اِس واقعہ کی اہمیت اِس سے اور بڑھ جاتی ہی کہ فرشتے جنازہ مین موجود تھے، آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ اِن کی موت سے عرش مجید جنبش مین آگیا ہی[2]!!

ایک انصاری فخریہ کہتا ہی:

وما اهتز عرش الله من موت هالك — سمعنا به الا لسعد ابي عمرو

کسی مرنے والے کو موت پر خدا کا عرش نہین ہلا — مگر سعد ابی عمرو کی موت پر

حلیہ، حلیہ یہ تھا کہ قد دراز، بدن دوہرا[3]،

اولاد، دو بیٹے تھے، عمرو اور عبداللہ، دونون صحابی تھے، اور بیعت رضوان مین شریک تھے،

---

[1] صحیح ترمذی صفحہ ۶۳۳ [2] صحیح بخاری صفحہ ۵۳۶ جلد ۱، [3] ترمذی صفحہ ۲۹۵،

فضل وکمال، جیسا کہ اوپر معلوم ہوا حضرت سعدؓ کا انتقال اوائل اسلام مین ہوا تھا، آنحضرت صلعم کے فیض صحبت سے اونھون نے ۵ برس فائدہ اُٹھایا، اِس عرصہ مین بہت سی حدیثین سُنی ہونگی، لیکن چونکہ روایات کا سلسلہ آنحضرت صلعم کے بعد قایم ہوا اسلئے اونکی روایتین اشاعت نہ پاسکین،

صحیح بخاری مین عبد اللہ بن مسعود کی ایک روایت مذکور ہی جس مین اون کے عمرہ کا ذکر آیا ہی، ایک حضرت انسؓ کی حدیث ہی، جس مین سعدؓ بن ربیع کے اُحد مین قتل ہونے کا تذکرہ ہی،

مناقب واخلاق، اخلاقی حیثیت سے حضرت سعدؓ بڑے درجہ کے انسان تھے حضرت عایشہؓ فرماتی ہین "رسول اللہ صلعم کے بعد سب سے بڑھ کر عبد الاشہل کے تین آدمی تھے، سعد بن معاذ، اسید بن حضیر اور عباد بن بشر"،

وہ خود کہتے ہین کہ یون تو مین ایک معمولی آدمی ہون، لیکن تین چیزون مین جس رتبہ تک پہونچنا چاہیئے پہنچ چکا ہون، پہلی بات یہ ہی کہ رسول اللہ صلعم سے جو حدیث سنتا ہون اوس کے منجانب اللہ ہونے کا یقین رکھتا ہون، دوسرے نماز مین کسی طرف خیال نہین کرتا، تیسرے جنازہ کے ساتھ رہتا ہون تو منکر نکیر کے سوال کی فکر دامنگیر رہتی ہی،

سعید بن مسیبؒ کہتے ہین کہ یہ خصلتین پیغمبرون مین ہوتی ہین،

آنحضرت صلعم کو ان کے اعمال پر جو اعتماد تھا، اِس حدیث سے معلوم ہوسکتا ہے جس مین مردہ کو قبر کے دبانے کا ذکر آیا ہی، اس کا ایک فقرہ یہ بھی ہی کہ اگر قبر کی تنگی سے کوئی نجات پاسکتا تو سعد بن معاذ نجات پاتے[1]،

---

[1] اخرجہ احمد والبیہقی عن عایشہؓ،

ایک مرتبہ کسی نے آنحضرت صلعم کے پاس حریر کا جبہ بھیجا تھا، صحابہ اوس کو چھوتے اور اوس کی نرمی پر تعجب کرتے تھے، آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم کو اس کی نرمی پر تعجب ہے، حالانکہ جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس[1] سے بھی زیادہ نرم ہیں،

* * *

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۵۳۶ جلد ۱،

حضرت سعد بن عبادہؓ

نام ونسب اور ابتدائی حالات، سعد نام، ابو ثابت وابو قیس کنیت، سید الخزرج لقب، قبیلۂ خزرج کے خاندان ساعدہ سے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہی، سعد بن عبادہ بن دلیم بن حارثہ ابن حرام بن خزیمہ بن ثعلبہ بن طریف بن خزرج بن ساعدہ بن کعب بن خزرج اکبر،

والدہ کا نام عمرہ بنت مسعود تھا، اور صحابیہ تھین، ۵ھ مین فوت ہوئین،

حضرت سعد کے دادا دلیم، قبیلۂ خزرج کے سردار اعظم تھے اور مدینہ کے مشہور مخیر تھے، خاندان ساعدہ کی عظمت وجلالت کے سکے انھین نے بٹھائے، مذہبًا بُت پرست تھے، اور مناۃ کی پوجا کرتے تھے، جو مکہ مین مقام مشلّل پر نصب تھا، ہر سال ۱۰ اونٹ اپنے معبود کو نذر چڑھاتے تھے،

حضرت سعدؓ کے والد عبادہ، باپ کے خلف الرشید تھے، اوسی شان سے اپنی زندگی بسر کی اور اپنے بیٹے کے لیے مسند امارت وریاست چھوڑ گئے،

تعلیم وتربیت، عرب کے قاعدہ کے مطابق تیر اندازی اور تیراکی سکھائی گئی، اگرچہ انصار مین ایک آدمی بھی لکھنا نہین جانتا تھا، لیکن حضرت سعدؓ کی تعلیم مین جو اہتمام ہوا اوسکا اندازہ اس سے ہوسکتا ہی کہ وہ جاہلیت ہی مین نہایت عمدہ عربی لکھ لیتے تھے،

ان تینون چیزون مین اس درجہ کمال بہم پہنچایا کہ اُستاد ہوگئے، اسی بنا پر لوگون نے کامل کا لقب دیا،

---

[1] طبقات ابن سعد صفحہ ۱۴۲ مغازی آنحضرت صلعم ۵ تہذیب التہذیب صفحہ ۴۷۵ جلد ۳،

اسلام، عقبہ ثانیہ مین اسلام قبول کیا، بخاری مین اگرچہ وقت کی تعیین نہین، تاہم اسقدر مذکور ہو کہ وکان ذا قدم فی الاسلام، یعنے بہت پرانے مسلمان تھے،[1]

بیعت عقبہ جس شان سے ہوئی، انصار کے جس قدر آدمی اوس مین شامل ہوئے جن اہم شرائط پر بیعت کا انعقاد ہوا، یہ کام اگرچہ خفیہ اور نہایت خفیہ تھا، لیکن پوشیدہ رہ نہ سکتا تھا، قریش کو ہر وقت آنحضرت صلعم کی فکر لاحق رہتی تھی، چنانچہ جس وقت آپ رات کے وقت مکہ سے باہر انصار سے بیعت لے رہے تھے، جبل ابوقبیس پر کوئی شخص چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ دیکھنا! سعد مسلمان ہوئے تو محمد بالکل نڈر ہو جائیگا،

قریش کے کان مین اگرچہ یہ آواز پہونچ گئی، تاہم انکا خیال ادھر منتقل نہ ہوا وہ قضاعہ اور تمیم کے سعد نامی اشخاص کو سمجھے، اس وجہ سے بیعت مین مزاحمت نہ کی،

دوسری رات کو پھر اسی پہاڑ سے چند شعر سُنے گئے، جن مین صاف صاف انکا نام و پتہ موجود تھا، قریش کو سخت حیرت ہوئی، اور تحقیق واقعہ کے لیئے انصار کے فرودگاہ مین آئے، عبداللہ بن ابی بن سلول سے کہ قبیلۂ خزرج کا رئیس تھا گفتگو ہوئی، اوس نے اس واقعہ سے بالکل لاعلمی ظاہر کی، یہ لوگ چلے گئے، تو مسلمانون نے یاجج کا راستہ لیا، قریش نے ہر طرف ناکہ بندی کرادی تھی، سعد بن عبادہ اتفاق سے ہاتھ لگ گئے، لوگون نے ان کو پکڑ کر ہاتھ گردن سے باندھ دیئے، اور بال کھینچ کھینچ کر زدوکوب کرتے ہوئے مکہ لائے،

مکہ مین مطعم بن عدی نہایت شریف انسان تھا، ابتداے اسلام مین اس نے آنحضرت صلعم کی بڑی خدمت کی تھی، اس نے حارث بن امیہ بن عبد شمس کو ساتھ لیا اور ان کو پہچان کر قریش کے پنجۂ ظلم وستم سے نجات دلائی،[3]

---

[1] صحیح بخاری، [2] استیعاب جلد ۲ صفحہ ۵۶۲ [3] طبقات ابن سعد صفحہ ۱۵۰ جلد ۱ قسم اول،

ادھر انصار مین بڑی کھلبلی پڑی تھی، مجلس شوری قایم ہوئی، جس مین طے پایا کہ چاہے جانین خطرہ مین کیون نہ پڑجائین مگر مکہ واپس چلکر سعد کا پتہ لگانا چاہیئے، لوگون کا یہ ارادہ ابھی قول سے فعل مین نہ آیا تھا کہ سعد آتے ہوئے نظر آئے، لوگ ان کو لیکر سیدھے مدینہ روانہ ہوگئے،

غزوات اور عام حالات، چند مہینون کے بعد جناب رسول اللہ صلعم بھی مدینہ تشریف لائے، اوس وقت یثرب کا ہر گلی کوچہ، شادمانی اور مسرت کا تماشاگاہ تھا، دار ابی ایوب مین پہنچتے ہی تحفون اور ہدیون کا سلسلہ شروع ہوگیا، حضرت سعدؓ کے مکان سے ایک بڑا پیالہ ترید اور عُراق سے[1] بھرا پہنچا،

ہجرت سے کچھ مہینون کے بعد اسلام کی تحریک نشو ونما پانے لگی، صفر سنہ ۲ھ[2] مین آنحضرت صلعم ابواء ایک بستی پر جو مکہ کی طرف واقع تھی، قریش کی فکر مین گئے، اس لشکر مین کوئی انصار نہ تھا، حضرت سعدؓ کو مدینہ مین اپنا جانشین[3] چھوڑ گئے،

اسی سنہ مین بدر کا معرکہ پیش آیا، حضرت سعدؓ کی شرکت مین لوگون نے اختلاف کیا ہی، بخاری اور مسلم اون کی شرکت ثابت کرتے ہین، لیکن صاحب طبقات کو انکار ہی، لیکن صحیح یہی ہی کہ وہ بدر مین شریک نہ تھے، علامہ ابن حجر عسقلانی نے بھی اسی خیال کی تایید کی ہے، اور مسلم کے الفاظ سے اپنے دعوی پر نہایت لطیف استشہاد کیا ہی[4]،

ابن سعد نے طبقات مین ان کا ذکر اس جماعت کے طبقۂ اولی مین کیا ہے جو بدر مین شریک نہ تھی، اور اوس کے ذیل مین لکھا ہی کہ سعد نے غزوہ کا سامان کیا تھا لیکن

---

[1] طبقات ابن سعد صفحہ ۱۵۰ جلد ۱ قسم اول، [2] طبقات صفحہ ۱۶۲ جلد ۱ قسم اول، [3] طبقات صفحہ ۳ مغازی آنحضرت صلعم، [4] فتح الباری صفحہ ۲۲۴ جلد ۷،

کتے نے کاٹ کھایا اور وہ اپنے ارادہ سے باز آئے، آنحضرت صلعم نے سنا تو فرمایا کہ افسوس اون کو شرکت کی بڑی حرص تھی[1]، تاہم مال غنیمت مین حصہ لگایا، اور اصحاب بدر مین شامل تصور[2] کیا،

غزوۂ بدر، عہد نبوت کے غزوات مین سب سے پہلا مشہور غزوہ ہے، آنحضرت صلعم کو اب تک اگرچہ چار غزوے اور چار سرایا، پیش آچکے تھے لیکن انصار کی ان مین سے ایک مین بھی شرکت نہ تھی، اس کا سبب جیسا کہ ظاہر ہے یہ تھا کہ انصار کی طرف سے بیعت مین صرف اس قدر وعدہ کیا گیا تھا کہ جو مدینہ پر چڑھ کر آئے گا، ہم اوس کو روکین گے مدینہ کے باہر جو معرکے ہون اون کا اس مین کوئی تذکرہ نہ تھا

اس بنا پر آنحضرت صلعم نے اس مہم اعظم کا ارادہ کیا تو انصار کو شریک کرنے کے لیئے رائے و مشورہ ضروری سمجھا، ایک مجمع مین جنگ کا مسئلہ پیش ہوا، حضرت ابو بکرؓ نے اٹھکر رائے دی، پھر حضرت عمرؓ اٹھے، لیکن آنحضرت صلعم نے التفات نہ کیا، سعدؓ سمجھ گئے اٹھ کر کہا کہ شاید ہم لوگ مراد ہین؟ تو اے رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ مین میری جان ہے! اگر آپ سمندر کا حکم دین تو اسے پامال کر ڈالین! اور خشکی کا حکم ہو تو برک غماد (یمن کے ایک موضع کا نام ہے) تک اونٹون کے کلیجے پگھلا دین[3]! آنحضرت صلعم یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور تیاری کا حکم دیدیا،

تذکرہ نویسون نے اسی روایت سے شرکت بدر پر استدلال کیا ہے، حالانکہ اس مین صاف مذکور ہے کہ جب ابوسفیان کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو آنحضرت صلعم نے مشورہ کیا[4]، اور یہ

---

[1] اصابہ صفحہ ۸۰ جلد ۳، [2] فتح الباری صفحہ ۲۲۴ جلد ۷، [3] صحیح مسلم صفحہ ۸۴ جلد ۲، [4] اصل الفاظ یہ ہین

ان رسول اللہ شاور حین بلغہ اقبال ابی سفیان، صحیح مسلم ص ۸۴ جلد ۲،

بالکل مطابق واقعہ ہی، لیکن اِس کے بعد کا واقعہ وہ ہی جس کو ابن سعد روایت کرتے ہین، اس بنا پر طبقات کی روایت، صحیح مسلم کے منافی نہین، بلکہ اس کے بعد اجمال کی تفصیل اور ابہام کی ایضاح ہی،

بدر کے بعد غزوۂ اُحد واقع ہوا، مشرکین اِس سروسامان سے آئے تھے، کہ مدینہ والون پر خوف طاری ہوگیا تھا، شہرمین تمام رات، جمعہ کی شب کو پہرہ رہا، اِس موقع پر حضرت سعدؓ چند اکابر انصار کے ساتھ مسجد نبوی مین ہتھیار لگائے، رسول اللہ صلعم کے مکان کی حفاظت کر رہے تھے[1]،

جمعہ کے دن شوال کی ۶ تاریخ کو لڑائی کی تیاریان ہوئین، آنحضرت صلعم نے نیزے منگا کر تین پھریرے لگائے، اور خزرج کا علم سعد بن عبادہؓ کے سپرد کیا،

یہ انتظامات مکمل ہوئے، تو آنحضرت صلعم گھوڑے پر سوار ہوکر نکلے، سعد بن عبادہؓ[2] اور سعد بن معاذؓ اوس وخزرج کے سردار زرہین پہنے اور جھنڈے لیئے آگے آگے دوڑ رہے تھے، بیچ مین آنحضرت صلعم اور داہنے بائین مہاجرین وانصار کا لشکر تھا، کوکب نبوت اِس شان سے رونما ہوا تو چشم کفر خیرہ ہوگئی، اور منافقین کے دل دہل اُٹھے،

سنیچر کے دن احد کے دامن مین قتال برپا ہوا، لڑائی اِس شدت کی تھی کہ مسلمانون کے پیر اُکھڑ گئے تھے، لیکن میدان مین رسول اللہ صلعم سب کے آگے تھے، مہاجرین اور انصار مین صرف ۱۴ آدمی آپ کے ساتھ تھے، حضرت سعدؓ کو بھی بعض لوگون نے انھین مین[3] شامل کیا ہی، غزوۂ مریسیع (مصطلق) مین جو ۵ھ مین ہوا تھا، اِنکو یہ اعزاز عطا ہوا کہ اوس وخزرج دونون جماعتون کا علم اِن کو تفویض کیا[4]،

---

[1] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۲ حصۂ مغازی، [2] ایضاً صفحہ ۲۷، [3] زرقانی صفحہ ۴۰ جلد ۲، [4] طبقات صفحہ ۴۵ حصۂ مغازی،

غزوۂ خندق مین جو اِسی سنہ مین ہوا تھا، آنحضرت صلعم نے اِن کو اور سعد بن معاذ کو بلا کر مشورہ کیا کہ عیینہ بن حصن کو مین مدینہ کی پیداوار کا ایک ثلث اِس شرط پر دینا چاہتا ہون، کہ قریش کو چھوڑ کر واپس جائے، وہ نصف مانگتا ہی، اب تمھاری کیا راے ہی؟ انھون نے کہا یا رسول اللہ! اگر یہ وحی ہی تو انکار کی مجال نہین، ورنہ اس کی بات کا جواب تو صرف تلوار ہی، خدا کی قسم! ہم اس کو پھل کے بجائے تلوار دین گے! آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ وحی نہین، اور وحی آتی تو تم سے پوچھنے کی کیا حاجت تھی، عرض کیا تو پھر تلوار ہی، ہم نے جاہلیت مین بھی ایسی ذلت کبھی گوارا نہین کی، اور اب تو آپ کی وجہ سے اللہ نے ہم کو ہدایت دی، معزز اور مکرم کیا، پھر دبنے کی کیا وجہ ہی؟ آنحضرت صلعم اِس گفتگو سے بہت مسرور ہوئے اور دونون کے لیے دعائے خیر فرمائی،[۱]

خندق کے معرکہ مین بھی انصار کا علم سعد بن عبادہؓ کے پاس تھا،[۲]

سنہ ۶ھ مین آنحضرت صلعم نے غابہ پر حملہ کیا، اور سعد کو ۳۰۰ آدمیون کا افسر مقرر کر کے، مدینہ کی حفاظت کے لیے چھوڑ گئے،[۳]

وہان امداد کی ضرورت ہوئی، مدینہ مین خبر پہونچی تو حضرت سعدؓ نے ۱۰ اونٹ اور چھوہارون کے بہت سے گٹھے روانہ کیے، جو رسول اللہ صلعم کو ذی قرد مین ملگئے،[۴]

سنہ ۶ھ مین غزوۂ حدیبیہ اور بیعت الرضوان پیش آئی، وہ دونون مین موجود تھے،

غزوۂ خیبر (سنہ ۷ھ) مین اِسلامی لشکر مین تین جھنڈے تھے، جن مین سے ایک سعدؓ کے پاس تھا،[۵]

---

[۱] استیعاب صفحہ ۵۶۲ جلد ۲، [۲] طبقات صفحہ ۴۰ حصہ مغازی، [۳] ایضاً صفحہ ۵۰، [۴] طبقات صفحہ ۵۰، [۵] طبقات صفحہ ۰، حصہ مغاز

فتح مکہ مین خود رسول اللہ صلعم کا رایت[1] (جھنڈا) سعد کے پاس تھا، فوج اسلام کا ایک ایک دستہ شہر مین جا رہا تھا، اور ابوسفیان، حضرت عباسؓ کے ساتھ کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے، انصار جن کے آگے آگے سعدؓ تھے، اِس شان سے گذرے کہ ابوسفیان کی آنکھین خیرہ ہوگئین[2]، پوچھا یہ کون لوگ ہین؟ حضرت عباسؓ نے جواب دیا کہ یہ انصار ہین، ان پر سعد بن عبادہؓ افسر ہین اور جھنڈا ابھی انھین کے ہاتھ مین ہے، قریب پہنچے تو ابوسفیان کو پکارا دیکھنا! آج کیسی سخت لڑائی ہوگی، آج کعبہ حلال ہوجائیگا! ابوسفیان کا دل اپنی سابق حرکتون کے سبب سے یونہین تھوڑا تھوڑا تھا، حضرت عباسؓ سے کہا آج تو خوب لڑائی ہوگی، سعدؓ کے بعد خود رسول اللہ صلعم کا دستہ سامنے سے گذرا، تو ابوسفیان پکارا "یا رسول اللہ، للہ اپنی قوم پر رحم کیجئے، آپ کو خدا نے رحیم اور نیکوکار بنایا ہے، سعد مجھکو دھمکا گئے ہین، ملحمہ عظمی آج ہی ہے، آج قریش کا خاتمہ ہوجائیگا"، ابوسفیان کی آواز پر کئی آوازین اُٹھین، حضرت عثمانؓ اور عبدالرحمن بن عوفؓ نے کہا "ہمین خوف ہے کہ سعد کا جوشِ انتقام تازہ نہ ہوجائے"، ضرار بن خطاب فہری نے چند شعر کہے تھے، ایک شخص کو کہا کہ رسول اللہ صلعم کے سامنے جا اور اِن کو پڑھ کر فریاد کر،

یا نبیّ الهدی الیک لجا	یا رسول اللہ! آپ کے دامن مین قریش نے
حیّ قریش ولات حین لجا	اِس وقت پناہ لی ہے، جبکہ اون کے لئے کوئی
حین ضاقت علیهم سعة الار	جائے پناہ نہین، جبکہ ان پر فراخی کے باوجود
ض وعاداهم اله السماء	زمین تنگ ہے، اور آسمان کا خدا اونکا
ان سعدا یرید قاصمة الظهر	دشمن ہوگیا ہے، سعد اہل مکہ کی پیٹھ

---

[1] فتح الباری صفحہ، جلد ۸، طبقات صفحہ ۹۸ و استیعاب صفحہ ۵۶۳ جلد ۲، [2] صحیح بخاری صفحہ ۶۱۳ جلد ۲،

باهل الحجون والبطحاء　　توڑنا چاہتا ہی،

اسی طرح کے بہت سے شعر تھے، آنحضرت صلعم نے اشعار سُنے تو دریائے رحمت موجزن ہوا، ارشاد ہوا کہ سعد نے جھوٹ کہا، آج کعبہ کی عظمت دوبالا ہوگی، آج کعبہ کو غلاف پہنایا جائے گا! اس کے بعد حضرت علیؓ کو بھیجا کہ سعد سے جھنڈا لیکر اون کے بیٹے قیس کو دیدو، حضرت سعدؓ نے انکار کیا اور کہا کہ اس کا کیا ثبوت ہی کہ تم کو رسول اللہؐ نے بھیجا ہی، آنحضرت صلعم نے اپنا عمامہ بھیجا، تو اونھون نے بیٹے کے ہاتھ مین جھنڈا دیدیا، لیکن جو خطرہ رسول اللہ صلعم کو سعد سے تھا، ان کو اپنے بیٹے سے ہوا، درخواست کی کہ قیس کے سوا کسی اور شخص کو سپرد کیجیے، آنحضرت صلعم نے حضرت زبیر بن العوامؓ کے سپرد کیا، صحیح بخاری مین جو آیا ہی کہ رسول اللہ صلعم کا علم زبیر کے پاس تھا، اس کا یہی مطلب ہی،[1]

فتح مکہ کے بعد حنین کا معرکہ ہوا، اس مین قبیلۂ خزرج کا علم سعد کے پاس تھا،[2]

ان غزوات کے علاوہ بھی جو غزوات یا مشاہدات عہد نبوی مین پیش اُن مین حضرت سعدؓ کی نمایان شرکت رہی، میدان جنگ مین انصار کے وہی علم بردار ہوتے تھے،

سقیفۂ بنی ساعدہ، ۱۱ھ مین آنحضرت صلعم نے انتقال فرمایا، مدینہ کا علاقہ انصار کی قدیم ملکیت تھا، اس کے ماسوا آغازِ اسلام مین رسول اللہ صلعم کی سب سے بڑی مدد انصار نے کی تھی، جس زمانہ مین کہ اسلام بے خانماں مسافر تھا، رسول اللہ صلعم تمام قبائلِ عرب پر اپنے کو پیش کرتے تھے، کہ مجھکو مکہ سے اپنے وطن لیچلو، لیکن قریش کے دبدبہ و رعب کی وجہ سے کوئی حامی نہین بھرتا تھا، انصار کے ایک مختصر قافلہ نے

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۶۱۳ جلد ۲ و فتح الباری صفحہ ۶ جلد ۸ و استیعاب صفحہ ۵۱۲، ۵۱۴ جلد ۲ سے یہ واقعات لئے گئے ہین، [2] طبقات ابن سعد صفحہ ۱۰ حصہ مغازی

جو صرف ۷۰ اشخاص تھے مرکب تھا، "عرب و عجم" کی جنگ پر آنحضرت صلعم سے مکہ آکر بیعت کی اور آپ کو اپنے وطن مدینہ مین مدعو کیا،

عہدِ نبوت مین جو غزوات پیش آئے، اوس مین تعداد، جان بازی، فدائیت سب سے زیادہ انھین لوگون سے ظاہر ہوئی، حضرت قتادہؓ فرمایا کرتے تھے، کہ قبائلِ عرب مین کوئی قبیلہ انصار سے زیادہ شہدا نہ لا سکے گا، مین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ اُحد مین ۷۰، بیر معونہ مین ۷۰، اور یمامہ مین ۷۰ انصار شہید ہوئے تھے[1]،

اِن باتون کے باوجود قرآن مجید اور حدیث مین اون کے فضائل و مناقب کثرت سے بیان کیے گئے ہین، اِس بنا، پر انصار کے دل مین خلافت کا خیال پیدا ہونا ایک فطرتی امر تھا،

انصار مین دو بزرگ تمام قوم کے پیشوا اور سردار تسلیم کیے جاتے تھے، سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ، سعد بن معاذؓ آنحضرت صلعم کے عہد مین انتقال کر چکے تھے، صرف سعد بن عبادہؓ باقی تھے، جن کا اوس و خزرج مین وجاہت و امارت کے لحاظ سے کوئی حریف مقابل نہ تھا،

آنحضرت صلعم نے وفات پائی تو سقیفۂ بنی ساعدہ مین جو انصار کا دارالندوہ تھا اور سعد بن عبادہؓ کی ذاتی ملکیت تھا لوگ جمع ہوئے، سعد بیمار تھے، لوگ اون کو لوا لائے، وہ کپڑا اوڑھے ہوئے مسند پر آکر بیٹھ گئے، اور تکیہ سے ٹیک لگالی، اور اپنے اعزہ سے کہا کہ میری آواز دور تک نہ پہنچے گی، جو مین کہون اوس کو باواز بلند لوگون تک پہنچاؤ، تقریر کا ماحصل یہ تھا، کہ انصار کو جو شرف اور سبقت فی الدین حاصل ہے،

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۵۰۴ جلد۲،

عرب کے کسی قبیلہ کو حاصل نہین، محمد علیہ السلام ۱۰ برس سے زیادہ اپنی قوم مین رہے، لیکن اون کی کسی نے نہ سُنی، جو لوگ اون پر ایمان لائے، وہ تعداد مین بہت کم تھے، اون مین نہ تو رسول اللہ صلعم کی حفاظت کی طاقت تھی، نہ دین کے بلند کرنے کی قوت، وہ تو خود اپنی حفاظت سے عاجز تھے!

خدا نے جب تم کو فضیلت دینا چاہی تو یہ سامان بہم پہنچایا کہ تم ایمان لائے، رسول اور اصحاب کو پناہ دی، اپنے سے رسول اللہ صلعم کو عزیز سمجھا، اونکے اعدا سے جہاد کیا، یہان تک کہ تمام عرب طوعاً یا کرہاً خلافت الٰہی مین شامل ہوگیا، اور بعید و قریب سب نے گردنین ڈالدین، پس یہ تمام مفتوحہ ممالک تمہاری تلوار اون کا مرہون منت ہی، رسول اللہ صلعم زندگی بھر تم سے خوش رہے، اور وفات کے وقت بھی خوش گئے، اِس بنا پر تم سے زیادہ خلافت کا کوئی مستحق نہین!"

تقریر ختم ہوئی تو تمام مجمع نے یکزبان ہو کر کہا کہ رائے نہایت معقول اور صائب ہے، ہمارے نزدیک اِس منصب کے لئے آپ سے زیادہ کوئی موزون نہین! ہم آپ ہی کو خلیفہ بنائین گے!

اِس کے بعد آپس مین گفتگو شروع ہوئی، کہ مہاجرین کے دعوے خلافت کا کیا جواب ہوگا، بعضون نے کہا یہ کہ دو امیر ہون، ایک ہمارا اور ایک اون کا، سعد کے کان مین آواز پڑی تو بولے، کہ یہ پہلی سستی ہی!

اِدھر حضرت عمرؓ کو خبر ہوچکی تھی، وہ حضرت ابوبکرؓ کو لیکر آ پہنچے، حضرت عمرؓ کی مشتعل طبیعت نے تمام مجمع مین آگ لگا دی، انصار کے خطبا بار بار تقریر کرتے تھے، حضرت عمرؓ اور اون مین سخت کلامی کی نوبت آئی اور اخیر مین تلوارین کھنچ گئین حضرت

ابوبکرؓ نے رنگ بدلتا دیکھکر حضرت عمرؓ کو روکا اور خود نہایت معرکۃ الآرا خطبہ دیا، اِسکے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت بیان کی تو تمام انصار پکار اُٹھے کہ نعوذ باللہ ان نتقدم ابا بکر[1]، یعنی ہم خدا سے پناہ مانگتے ہین کہ ابوبکر سے آگے بڑھین،

تمام مجمع بیعت کے لیۓ اُٹھا، تو لوگون نے شور مچایا کہ دیکھنا! سعد نہ کچل جاۓین، حضرت عمرؓ نے کہا اوس کو خدا کچلے، سعد اپنی ناکامی پر پہلے سے متاسف تھے، سخت برہم ہوۓ، اور لوگون سے کہا کہ مجھکو یہان سے لیچلو[2]،

حضرت ابوبکرؓ نے کچھ دنون بالکل تعرض نہ کیا، بعدمین آدمی کو بھیجا کہ یہان آکر بیعت کرین، اونھون نے بیعت سے قطعًا انکار کیا، حضرت عمرؓ نے کہا کہ اون سے ضرور بیعت لیجیۓ، بشیر بن سعد انصاریؓ بیٹھے تھے، بولے کہ اب وہ انکار کرچکے ہین کسی طرح بیعت نہ کرین گے، مجبور کیجیۓ گا تو کشت وخون کی نوبت آئیگی، وہ اُٹھین گے تو اون کا گھرا ور کُنبہ بھی حمایت کرے گا، جس سے ممکن ہی کہ تمام خزرج اُٹھ کھڑا ہو، اسلیۓ ایک سوتے فتنہ کو جگانا لاحاصل ہی، اسلیۓ میرے خیال مین اون کو یون ہی چھوڑ دیجیۓ، ایک آدمی ہین کیا کرین گے؟ اس راۓ کو سب نے پسند کیا، حضرت سعد حضرت ابوبکرؓ کی خلافت تک مدینہ مین مقیم رہے، بعدمین ترک وطن کرکے شام کی سکونت اختیار کی، دمشق کے قریب حوزان کا علاقہ نہایت سرسبز و شاداب تھا اوسی کو اپنے رہنے کے لیۓ پسند کیا،

وفات، ۱۵ھ مین وفات ہوئی، کسی نے مار کر غسل خانہ مین ڈالدیا تھا، گھر کے لوگون نے دیکھا تو بالکل جان نہ تھی، تمام جسم نیلا پڑگیا تھا، قاتل کی بہت تلاش ہوئی لیکن کچھ

---

[1] مسند صفحہ ۱۸ جلد ۱، [2] بخاری صفحہ ۱۰۱۰ جلد ۲ و طبری صفحہ ۱۸۴۳ و اقعات ۱۱ھ ،

پتہ نہ چلا، ایک غیر معلوم سمت سے آواز آئی،

قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادہ　　یعنے خزرج کے سردار سعد بن عبادہ کو قتل کیا

رمیناہ بسہم فلم نخط فوادہ　　ایک تیر مارا جو خالی نہین گیا،

چونکہ قاتل نہین ملا، اور آواز سنی گئی، بعضون کا خیال ہوا کہ کسی جن نے قتل کیا ہی،

اولاد، تین اولادین چھوڑین، قیسؓ (بہت بڑے صحابی ہین) سعیدؓ، اسحاقؓ، بیوی کا نام فکیہہ تھا، صحابیہ تھین، اور چچازاد بہن ہوتی تھین،[1]

مکان اور جائداد، جائداد بہت تھی جب مدینہ چھوڑا تو بیٹون پر تقسیم کر دی، ایک لڑکا پیٹ مین تھا جس کا حضرت سعدؓ نے حصہ نہ لگایا تھا، جب پیدا ہوا، حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ نے قیس سے کہا کہ اپنے باپ کی تقسیم فسخ کر دو، کیونکہ اون کے فوت ہونے کے بعد لڑکا پیدا ہوا ہی، قیس نے کہا باپ نے جو کچھ کیا ٹھیک کیا اوس کو بدستور قایم رکھون گا، میرا حصہ موجود ہی، اوس کو وہ لے سکتا ہی،[2]

حضرت سعدؓ کا مکان بازار مدینہ کی انتہا پر واقع تھا، اور جرار سعد کہلاتا تھا، ایک مسجد اور چند قلعے بھی تھے، ایک مکان بنو حارث مین بھی انکی ملکیت تھا،[3]

فضل وکمال، حدیث کے ساتھ غیر معمولی اعتنا کیا، صحابہ کے زمانہ مین تحریر اگرچہ عام ہو گئی تھی، اور قرآن مجید لکھا جا چکا تھا، تاہم حدیث لکھنے کا رواج نہ تھا، حضرت سعدؓ نے حدیث لکھی تھی، مسند ابن حنبل مین ہی،

عن اسمٰعیل بن عمرو بن قیس بن سعد　　یعنے اونھون نے حضرت سعد کی کتابون

بن عبادۃ عن ابیہ انہم وجدوا　　[illegible]

---

[1] استیعاب صفحہ [illegible] جلد [illegible] ، [2] ایضاً صفحہ ۵۳۹ ، [3] خلاصۃ الوفا صفحہ [illegible]

فی کتب او فی کتاب سعد بن عبادہؓ الخ

حدیث لکھنے کے ساتھ اس کی تعلیم کے ذریعہ سے اشاعت بھی کی، چنانچہ ان کے بیٹے، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ، امامہ بن سہل، سعید بن مسیب وغیرہ ان سے حدیثین روایت کرتے ہین،

اخلاق و عادات، حضرت سعدؓ کے مرقع اخلاق مین جود و سخا کے خال و خط نہایت نمایان ہین، اسماء الرجال کے مصنف جب انکا تذکرہ کرتے ہین تو لکھتے ہین، وکان کثیر الصدقات جدا

حضرت سعدؓ مشہور فیاض آدمی تھے، اور تمام عرب مین یہ بات صرف انھین کو حاصل تھی، کہ ان کی چار پشتین جود و سخا مین نامور رہین، اون کے دادا (دلیم) باپ (عبادہ) خود، بیٹا (قیس) اپنے زمانہ کے مشہور مخیر گذرے،

دلیم کے زمانہ مین خوان کرم اسقدر وسیع تھا کہ معمولاً قلعہ پر سے ایک شخص پکارتا کہ جس کو گوشت اور روغن اور اچھا کھانا مطلوب ہو ہمارے ہان قیام کرے، اس صلائے عام نے آل ساعدہ کو مدینہ کا حاتم بنا رکھا تھا، دلیم کے بعد حضرت سعدؓ تک یہی رسم قایم رہی، اور اون کے بعد قیس نے اس کو اسی طرح باقی رکھا،

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ ایک دفعہ سعد کے مکان کی طرف سے گذرے، قلعہ نظر آیا تو نافع سے کہا دیکھو یہ سعد کے دادا کا قلعہ ہے، جن کے سخاوت وجود کی تمام مدینہ مین دھوم تھی،

حضرت سعدؓ کی فیاضی افسانۂ بزم و انجمن ہے، بہت سے قصے مشہور ہین، ہم چند

---

[1] مسند صفحہ ۲۰۵ جلد ۵،

صحیح واقعات اِس مقام پر درج کرتے ہین،

رسول اللہ صلعم مدینہ تشریف لائے، تو حضرت سعدؓ کے ہان سے برابر کھانا آتا تھا، اصابہ مین ہے، کانت جفنة سعد تدور مع النبی صلعم فی بیوت ازواجہ

صحابہ مین اصحابِ صفہ کی ایک جماعت تھی، جو دور دور دراز ملکون سے ہجرت کرکے مدینہ آئی تھی، یہان اِس کا منشاء صرف تحصیل علم اور تکمیل مذہب ہوتا تھا رسول اللہ صلعم اِن لوگون کو ذی مقدرت صحابہ کے متعلق کر دیتے تھے، چنانچہ اور لوگ ایک، دو آدمی اپنے ہان لیجاتے تھے، لیکن حضرت سعدؓ ۸۰ آدمیون کو برابر شام کے کھانے مین مدعو کرتے تھے،

فطری سخاوت ہر جگہ نمایان ہوتی تھی، مان نے انتقال کیا تو رسول اللہ صلعم کے پاس آئے کہ مین صدقہ کرنا چاہتا ہون، مگر کیا صورت ہو؟ آپ نے فرمایا کہ پانی پلواؤ، سقایہ آل سعد جو مدینہ مین ہے اسی صدقہ کا نتیجہ ہے[1]،

حمیت قومی انتہا کے درجہ تک پہونچی ہوئی تھی، قضیہ افک مین آنحضرت صلعم نے منبر پر فرمایا کہ ابن ابی نے میرے گھر والون (حضرت عائشہ) کو تہمت لگائی، جس سے مجھے سخت تکلیف پہونچی، کوئی ہے جو اس کا تدارک کرنے پر آمادہ ہو؟ سعد بن معاذؓ کہ اوس کے سردار تھے، بولے کہ مین حاضر ہون، جو حکم ہو بجا لاؤن، اگر قبیلۂ اوس کا آدمی ہے تو ابھی گردن ماردی جائے، اور خزرج کا ہے تو جو فرمایئے، بجا لانے کو تیار ہین، (خزرج اور اوس مین دیرینہ عداوت تھی، جاہلیت مین بڑے معرکے کی لڑائیان ہوچکی تھین، اسلام نے [illegible] لڑائی [illegible] دلون مین کدورت باقی تھی، اِس بنا پر سعد بن معاذؓ کی

---

[1] مسند صفحہ ۲۰۵ جلد ۵،

یہ درخواست کہ خزرج کے معاملہ مین ہم آپ کے حکم کے منتظر ہین، یہ معنی رکھتی تھی، اس بناپر غلبہ پانے کی ایک صورت نکل آئے، جو یقیناً خزرج کے لیئے ناقابل برداشت تھی (سعد ابن عبادہؓ سردار خزرج نے اُٹھکر کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو، تم خزرج کو کبھی نہین قتل کر سکتے، اور نہ اوس پر قادر ہو، اگر تمہارے خاندان (اشہل) کا معاملہ ہوتا تو زبان سے ایسی بات نہ نکالتے، اسید بن حضیر نے کہ سعد بن معاذؓ کے ابن عم تھے، جواب دیا کہ تم یہ کیا کہتے ہو، رسول اللہ صلعم حکم دین تو ہم ضرور مارین گے، تم منافق ہو، اور منافق کی طرف سے لڑ رہے ہو، اتنا کہنا تھا کہ دونون قبیلے جوش مین اُٹھ کھڑے ہوئے، آنحضرت صلعم منبر پر تھے، آہستہ آہستہ دھیما کیا، یہانتک کہ حمیت کا غلغلہ پست ہوگیا[1]،

حب رسول کا یہ حال تھا کہ اپنے قبیلے کی پوشیدہ باتین جو رسول اللہ صلعم سے متعلق ہوتین پہنچا دیتے تھے، غزوۂ ہوازن مین آنحضرت صلعم نے قریش اور سرداران عرب کو بڑی بڑی رقمین دی تھین، اور انصار کو کچھ نہ دیا تھا، بعض نوجوانون کو اس ترجیح پر رنج ہوا، اور کہا کہ رسول اللہؐ اپنے ہم قومون کو دیتے ہین، اور ہم کو محروم کرتے ہین، حالانکہ قریش کا خون ہماری تلوارون سے ابتک ٹپک رہا ہے، سعد بن عبادہؓ نے جاکر رسول اللہ صلعم سے کہدیا کہ یہ خیالات ہین، فرمایا تم کیا کہتے ہو؟ عرض کیا گو کہ مین انصار ہون لیکن یہ خیال نہین، ارشاد ہوا کہ جاؤ اور لوگون کو فلان خیمہ مین جمع کرو، اعلان ہوا تو مہاجرین اور انصار دونون آئے، سعد نے مہاجرین کو چھانٹ دیا، آنحضرت صلعم نے آکے خطبہ پڑھا، جس کا ایک فقرہ یہ تھا کہ کیا تم راضی نہین کہ تمام لوگ مال و دولت لیکر جائین اور تم خود مجھکو اپنے ہان لے چلو،

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۳۳۵ جلد۲ بر فتح الباری و ۳۲۱ جلد ۸،

تمام لوگ رو پڑے اور باتفاق کہا کہ آپ کے مقابلہ مین ساری دنیا کی دولت ہیچ ہی[1]،

غزوۂ احد مین تمام مدینہ خطرہ مین پڑ گیا تھا، لوگ شہر مین پہرہ دے رہے تھے، اس وقت حضرت سعدؓ نے اپنا مکان چھوڑ کر رسول اللہ صلعم کے مکان کا پہرہ دیا تھا،

آنحضرت صلعم کو ان سے جو محبت تھی اوس کا یہ اثر تھا کہ اون کے مکان تشریف لیجاتے تھے، ایک مرتبہ ان کے لیئے دعا کی تو فرمایا اللھم اجعل صلواتک ورحمتک علی آل سعد بن عبادہ

ایک مرتبہ فرمایا خدا انصار کو جزاے خیر دے، خصوصًا عبداللہ بن عمرو بن حرام اور سعد بن عبادہ کو،

صدقات کے افسرون کی ضرورت ہوئی، تو ان کو بھی منتخب کیا، لیکن جب امارت کی ذمہ داریون سے واقف ہوئے تو عرض کیا کہ مین اس خدمت سے معذور ہون، آنحضرت صلعم نے عذر قبول فرمایا[2]،

ایک مرتبہ بیمار پڑے تو آنحضرت صلعم صحابہ کو لیکر عیادت کے لیئے تشریف لائے درد سے بیہوش تھے، کسی نے کہدیا کہ ختم ہوگئے، بعض بولے ابھی دم باقی ہی، اتنا سننا تھا کہ آنحضرت صلعم رو پڑے، اور ساتھ ہی تمام مجلس مین ماتم پڑ گیا[3]،

نرمی طبع اور امن پسندی ذیل کے واقعہ سے معلوم ہو سکتی ہے،

ایک مرتبہ آنحضرت صلعم اون کی عیادت کو تشریف لا رہے تھے، راستہ مین ابن ابی بیٹھا تھا، اوس نے آنحضرت صلعم سے سخت کلامی کی، صحابہ کو طیش آگیا اور فریقین لڑنے پر آمادہ ہوگئے، آنحضرت صلعم نے سب کو اس ارادہ سے باز رکھا اور

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۶۲۰ جلد ۲ و مسند صفحہ ۶ جلد ۲، [2] مسند صفحہ ۲۸۵ جلد ۵، [3] صحیح بخاری صفحہ ۲۴۷ جلد ۱،

حضرت سعدؓ کے مکان چلے آئے، فرمایا سعد! تم نے کچھ سُنا، آج ابو حباب (ابن ابی) نے مجھے ایسا ایسا کہا، عرض کی یارسول اللہ! اوس کا قصور معاف کیجیے، بات یہ ہی کہ اسلام سے قبل لوگون کا خیال تھا کہ اس کو مدینہ کا بادشاہ بنائین، لیکن جب اللہ نے آپ کو حق و صداقت کے ساتھ مبعوث کیا تو وہ خیال بدل گیا، یہ اُسی غم و غصہ کا بخار ہی، آپ نے یہ سُنکر معاف کردیا،[1]

* * *

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۶۵۶ جلد ۲،

حضرت سعدؓ بن خثیمہ

نام ونسب، سعد نام، ابو خثیمہ کنیت، خیر لقب، سلسلۂ نسب یہ ہی، سعد بن خثیمہ بن حارث بن مالک بن کعب بن نحاط بن کعب بن حارثہ بن غنم بن سلم بن امرء القیس بن مالک بن اوس،

والد بزرگوار جن کا نام خثیمہ تھا، صحابی تھے، غزوۂ احد مین شہادت پائی،

اسلام، عقبہ مین شریک تھے، بنی عمرو بن عوف کے نقیب بنائے گئے،

غزوات اور عام حالات، آنحضرت صلعم ہجرت کرکے مدینہ تشریف تو اولاً قبیلۂ عمرو بن عوف مین قیام ہوا، اور حضرت کلثوم بن الہدمؓ کے گھر مین ٹھہرے، اس دوران مین ملاقات کے لئے حضرت سعدؓ کا مکان تجویز فرمایا، آنحضرت صلعم مہاجرین وانصار سے انھین کے مکان مین ملتے تھے، اسی بنا پر بعض لوگون نے لکھا ہی کہ سعد بن خثیمہؓ کے ہان آپ نے قیام فرمایا تھا، حضرت سعدؓ کا گھر منزل العزاب (العراب) کے نام سے مشہور تھا،

غزوۂ بدر مین شرکت کا قصد کیا تو عجیب واقعہ پیش آیا، باپ نے کہا کہ ہم مین سے ایک آدمی کو گھر رہنا چاہیئے، اس بنا پر تم یہین رہو، مین جہاد پر جاتا ہون، بیٹے نے جواب دیا کہ اگر جنت کے علاوہ کوئی اور معاملہ ہوتا تو آپ کو ترجیح دیتا، مین خود جاؤنگا اور امید ہے کہ اللہ شہادت عطا فرمائے،

شہادت، تاہم شفقت پدری نے مجبور کیا اور حضرت خثیمہؓ نے قرعہ ڈالا، جس مین

شہادت کا خیال موجزن تھا، قرعہ فال اُسی کے نام نکلا، مجبور ہو کر اجازت دی، چنانچہ حضرت سعدؓ رسول اللہ صلعم کے ہمراہ بدر پہونچے، اور طعیمہ بن عدی ایک مشرک کے ہاتھ سے مارے گئے، انا للہ و انا الیہ راجعون،

اولاد، ایک بیٹا تھا، جس کا نام عبد اللہ تھا، اگرچہ نہایت کم عمر تھے، تاہم عقبہ اور بدر مین باپ کے ساتھ شریک تھے، بعض لوگون کا خیال ہی کہ حضرت سعدؓ نے کوئی اولاد نہین چھوڑی،

حضرت سعد بن زید اشہلیؓ

سعد نام، قبیلۂ اوس کے خاندان اشہل سے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہی،
سعد بن زید بن مالک بن عبد بن کعب بن عبد الاشہل،

واقدی کے قول کے مطابق عقبہ مین شریک تھے، جمہور نے بدر کی شرکت پر اتفاق کیا ہی، عیینہ بن حصن نے مدینہ کے اونٹون پر لوٹ ڈالی اور حضرت حسانؓ نے کہا،

هل سر اولاد اللقيطة اننا سلم غداة فوارس المقداد

تو سعد نہایت برہم ہوئے کہ میرے ہوتے ہوئے فوارس مقداد کا کیون ذکر کیا، حضرت سعدؓ اس زمانہ مین رئیس قبیلہ تھے، حسان نے معذرت کی کہ قافیہ سے مجبوری تھی[1]،

غزوۂ قریظہ مین آنحضرت صلعم نے ان کو قیدیون کے ہمراہ نجد بھیجا، انھون نے ان کے معاوضہ مین گھوڑے اور ہتھیار خریدے، اور مدینہ لیکر آئے،

رمضان ۸ھ مین فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلعم نے ان کو انصار کے بت مناۃ[2] کے توڑنے کے لیے جو مکہ مین مُشَلل نام ایک مقام پر نصب تھا، بیس سوارون کے ساتھ روانہ فرمایا، پجاری نے پوچھا کیا ارادہ ہے؟ بولے ہدم مناۃ!

---

[1] اصابہ تذکرہ [illegible] جلد [illegible]

کہا تم جانو! سعد نے بت گرایا، تو ایک برہنہ اور سیاہ فام عورت چھاتی پیٹتی اور شور مچاتی ہوئی نکلی، سعد نے یہ ہیئت کذائی دیکھکر اوس کو قتل کر دیا، پجاری نہایت خائف تھا، عورت کی آواز سنکر بولا مناۃ! ادونک لبعض غضبا تا[1]! خزانہ میں کچھہ نہ تھا، تلاشی لیکر چلے آئے، واپسی کے وقت رمضان کی اخیر تاریخیں تھیں،

وفات، وفات کا سنہ اور تاریخ بالکل نا معلوم ہے،

* * *

---

[1] طبقات ابن سعد صفحہ ۱۰۶ جلد ۲، قسم ۱

حضرت سلمہ بن سلامہؓ

نام ونسب، سلمہ نام، ابوعوف کنیت، قبیلۂ اوس سے ہین، نسب نامہ یہ ہی، سلمہ ابن سلامہ بن وقش بن زغورا بن عبد الاشہل، مان کا نام سلمٰی بنت سلمہ بن خالد بن عدی تھا اور قبیلۂ بنی حارثہ سے تھین،

اسلام، آنحضرت صلعم کی نبوت کی خبر مدینہ پہونچی تو سلمہ نے فورًا لبیک کہی اور عقبہ اولیٰ کی بیعت مین شریک ہوئے، دوسرے سال عقبہ ثانیہ مین بھی شرکت کی،

غزوات، بدر اور تمام غزوات مین آنحضرت صلعم کے ہمرکاب رہے،

غزوۂ مریسیع مین عبد اللہ بن ابی نے آنحضرت صلعم اور مہاجرین کی شان مین ناز یبا الفاظ استعمال کیے تو حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلعم سے عرض کی کہ سلمہ کو بھیجیے کہ اوس کا سر کاٹ لائین[1]!

حضرت عمرؓ نے اپنے عہدِ خلافت مین ان کو یمامہ کا والی بنایا تھا،

وفات، ۴۵ھ مین بمقام مدینہ وفات پائی، اس وقت ۷۴ برس کا سن تھا،

فضل وکمال، حدیث مین ان کے سلسلہ سے چند روایتین ہین، محمود بن لبید، اور جبیرہ راویون مین ہین،

حدیث مین حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہی، توضؤا مما مست النا

---

[1] اصابہ صفحہ ۱۱۶ جلد ۳،

یعنی جس چیز کو آگ نے متغیر کر دیا ہو، اس کے استعمال سے وضو لازم آتا ہی، حضرت سلمہؓ کا بھی یہی مذہب تھا،

ایک مرتبہ محمود بن جبیرہ کے ساتھ ولیمہ مین گئے، تو کھانا کھا کر وضو کیا، لوگون نے کہا آپ تو باوضو تھے، فرمایا ہان لیکن آنحضرت صلعم کو بھی ایسا اتفاق پیش آیا تھا، اور انھون نے بھی یہی[1] کیا تھا،

* * *

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۳۳۷ جلد ۲،

حضرت سہل بن حنظلیہؓ

نام و نسب، سہل نام، قبیلۂ اوس سے ہیں، سلسلۂ نسب یہ ہے، سہل بن ربیع بن عمرو بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس، حنظلیہ کے متعلق اختلاف ہے، بعض کا خیال ہے کہ سہل کی ماں تھیں، لیکن ابن سعد نے تصریح کی ہے کہ عمرو بن عدی (سہل کے دادا) کی والدہ تھیں، نام ام ایاس بنت ابان بن دارم تھا، اور قبیلۂ تمیم سے تھیں، اسی بنا پر عمرو کی تمام اولاد ابن حنظلیہ کے نام سے مشہور ہوئی،

حضرت سہلؓ غالباً ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے،

غزوات، غزوۂ اُحد اور ما بعد کے تمام غزوات میں شرکت کی، اور بیعت رضوان میں شمولیت کا شرف حاصل کیا،

عہد نبوت کے بعد شام چلے گئے، اور دمشق کی سکونت اختیار کی،

وفات، اور وہیں امیر معاویہ کی خلافت میں انتقال فرمایا،

اولاد، کوئی اولاد نہیں چھوڑی، امام بخاری نے لکھا ہے کان عقیما، یعنے وہ نازائیدہ تھے، اکثر فرماتے تھے لا یکون لی سقط فی الاسلام احب الی مما طلعت علیہ الشمس، یعنی [illegible] اسلام میں کاش ایک حمل ہی ساقط ہو جاتا،

[illegible] معلوم ہے کہ ڈاڑھی میں زرد خضاب لگاتے تھے،

فضل و کمال، مصنف استیعاب اور صاحب اسد الغابہ لکھتے ہیں،

کان فاضلا عالماً! یعنے وہ عالم اور فاضل تھے،

اِس سے بڑھکر کیا ہوسکتا ہی کہ خود صحابہ اُن سے حدیثین پوچھتے تھے، ایک مرتبہ حضرت ابودرداؓ کی طرف سے نکلے تو انھون نے حدیث کی خواہش کی، حضرت سہلؓ نے ایک حدیث بیان کی۔[1] اسی طرح امیر معاویہ کے معائینہ کو گھوڑے پیش ہوئے، تو انھون نے اون سے وہ حدیث دریافت کی[2] جس مین گھوڑون کی پرورش وپرداخت کی فضیلت بیان کی گئی ہی،

اتفاقات کے علاوہ بھی روایت حدیث کا سلسلہ برابر جاری تھا، امیر معاویہ کے غلام قاسم جمعہ کے دن جامع دمشق مین آئے، دیکھا کہ ایک بزرگ حدیثین بیان کر رہے ہین، بڑھکر پوچھا کون شخص ہین؟ جواب ملا سہل بن حنظلیہ صحابی،[3]

راویان حدیث کے زمرہ مین متعدد حضرات ہین، بعض کے نام یہ ہین، ابوکبشہ سلولی، قاسم بن عبدالرحمان، یزید بن ابی مریم شامی،

اخلاق، وقت کو نہایت عزیز سمجھتے، لوگون سے تعلقات نہ رکھتے، اور عبادت مین عموماً مصروف رہتے تھے، جب تک مسجد مین رہتے نماز پڑھتے، اُٹھتے تو تسبیح وتہلیل مین ہوتے، اور اسی حالت مین کاشانۂ اطہر کا رُخ کرتے تھے،

لہ اسد الغابہ [illegible] ۳۲۷ جلد ۲، سلہ [illegible] سلہ ایضاً صفحہ ۳۲۸ جلد ۳

حضرت سائب بن خلادؓ

سائب نام، ابوسہلہ کنیت، قبیلۂ خزرج سے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہی، سائب بن خلاد بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امرء القیس بن مالک اغر بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج اکبر،

مان کا نام لیلیٰ بنت عبادہ تھا، اور قبیلۂ ساعدہ سے تھین،

غزوات، ابوعبید کے خیال مین بدر مین شریک تھے، لیکن ابونعیم کو انکار ہی،

امیر معاویہ کے زمانۂ خلافت مین یمن کے حاکم تھے،

وفات، سنہ ۷۱ھ مین وفات پائی،

اولاد، خلاد نام ایک لڑکا یادگار چھوڑا،

فضل وکمال، ان کی سند سے ۵ حدیثین مروی ہین، بعض صحاح مین بھی ہین، راویون مین خلاد، صالح بن خیوان، عطاء بن یسار، محمد بن کعب قرظی، عبدالرحمان بن ابی صعصعہ، عبدالملک بن ابی بکر بن عبدالرحمان وغیرہ ہین،

"ش"

حضرت شداد بن اوسؓ

نام ونسب، | شداد نام، ابویعلےٰ وابوعبدالرحمان کنیت، قبیلۂ خزرج کے خاندان نجار سے ہین، اور حضرت حسان بن ثابتؓ، شاعر مشہور کے بھتیجے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہی، شداد بن اوس بن ثابت بن منذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج،

اوس بن ثابت، کہ شداد کے پدر گرامی تھے، عقبۂ ثانیہ، اور بدر کی شرکت کا فخر حاصل کر چکے تھے، غزوۂ اُحد مین شہادت پائی، والدہ کا نام صرمیہ تھا اور بنو نجار کے خاندان عدی سے تھین،

اسلام، | باپ، چچا، اور تقریباً تمام خاندان مشرف بہ اسلام ہو چکا تھا، شداد بھی اِنھین لوگون کے ساتھ ایمان لائے،

غزوات اور عام حالات، | چونکہ کم سن تھے، غزوات مین شاذ و نادر حصہ لیا، امام **بخاری** نے لکھا ہی، کہ غزوۂ بدر مین شریک تھے، لیکن یہ صحیح نہین،

عہد نبوت کے بعد شام مین سکونت اختیار کی، فلسطین، بیت المقدس، اور حمص مین قیام پذیر رہے،

وفات، | ۵۸ھ مین بعمر ۷۵ سال انتقال فرمایا، اور بیت المقدس مین دفن ہوئے،

اولاد، | حسب ذیل اولاد چھوڑی، یعلیٰ، محمد،

فضل وکمال، | فضلاء صحابہ مین تھے، حضرت عبادہؓ بن صامت کہ اساطین امت

امت مین تھے اور صحابہ کے عہد مین علوم و فنون کا مرجع تھے، فرمایا کرتے تھے، لوگ دو طرح کے ہوتے ہین، بعض عالم ہوتے ہین لیکن غصہ ور، اور مغلوب الغضب، بعض حلیم اور بردبار ہوتے ہین، لیکن جاہل اور علوم و فنون سے بے بہرہ، شداد اُن چند لوگون مین ہین جو علم و حلم کے مجمع البحرین تھے،[1]

مسجد جابیہ مین، ابن غنم، ابو درداءؓ، اور عبادہؓ بن صامت ٹہل کر باتین کر رہے تھے، شداد بھی آپہونچے اور کہا لوگو! مجھکو تم سے جو کچھ ڈر ہے یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا، میری امت پیروی نفس و شرک مین مبتلا ہو جائیگی، اخیر کا فقرہ چونکہ تعجب انگیز تھا، ابو درداءؓ اور عبادہ نے اعتراض کیا اور اوس کی سند مین ایک حدیث پیش کی کہ شیطان جزیرۂ عرب مین اپنی پرستش سے بالکل ناامید ہو چکا ہے، پھر ہمارے مشرک ہونے کے کیا معنے؟ حضرت شدادؓ نے فرمایا کہ ایک شخص نماز، روزہ، زکوٰۃ، ریاءً ادا کرتا ہے، آپ لوگ اس کو کیا سمجھتے ہین، سب نے جواب دیا مشرک، فرمایا مین نے اس کے متعلق خود آنحضرت صلعم سے حدیث سنی ہے، کہ ان چیزون کو ریاءً بجالانے والا مشرک ہوتا ہے، عوف بن مالک بھی ساتھ تھے بولے، کہ جتنا عمل خالص ہوگا اوس کے قبول ہونے کی اُمید ہے، باقی جس مین شرک کی آمیزش ہے وہ مردود ہوگا، اس بنا پر ہم کو اپنے عمل پر اعتماد کرنا چاہیئے، شداد نے جواب دیا کہ حدیث قدسی مین وارد ہے کہ مشرک کا تمام عمل اوس کے معبود کو دیا جائیگا، خدا اس کا محتاج نہیں،[2] (یہ قرآن مجید کے بالکل مطابق ہے ارشاد ربانی ہے، ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الخ)

حدیث مین فہم و بصیرت حاصل تھی، اور اُصول درایت اور نقد سے کام لیتے تھے،

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۳۰۶ جلد ۲، [2] مسند ابن حنبل صفحہ ۱۲۶ جلد ۴،

حضرت ابوذر غفاریؓ جن کے زہد و قناعت اور ترک دنیا کی حدیثون نے تمام شام مین کھلبلی ڈالدی تھی، ان کے متعلق راے دیتے ہین،

کان ابو ذر یسمع الحدیث من رسول الله صلعم	وہ آنحضرت صلعم سے کوئی حدیث جس مین شدت
فیه الشدة ثم یخرج الی قومه یسلم لعله	اور سختی ہوتی تھی، سنتے تھے، پھر اپنی قوم مین جاکر
یشدد علیهم ثم ان رسول الله صلعم یرخص	اوس کی اشاعت کرتے تھے، ابعد کو آنحضرت صلعم
فیه بعد فلم یسمعه ابوذر فیتعلق ابوذر فلیتعلق	اوس سخت حکم مین رخصت عطا فرما دیتے تھے، لیکن
ابوذر بالامر الشدید[1]،	ابوذر کو خبر تک نہ ہوئی، اِس بنا پر وہ اپنی اُسی
" " " "	شدت پر قایم رہے،

حضرت شدادؓ کے سلسلہ سے جو حدیثین مروی ہین اون کی تعداد ۵۰ ہے، انھون نے اکثر آنحضرت صلعم سے اور کچھ کعب احبار سے حدیثین سنی تھین،

اِن سے روایت کرنے والون مین بہت سے اہل شام ہین، منتخب حضرات کے نام یہ ہین، محمودؓ بن لبید، یعلے، ابوالاشعث صنعانی، ضمرة بن حبیب، ابو ادریس خولانی، محمود بن ربیع، عبدالرحمان بن غنم، بشیر بن کعب، جبیر بن نفیر، ابو اسماء رحبی، حسان بن عطیہ، عبادہ بن نسی، حنظلی،

اخلاق، اخلاق و عادات یہ تھے کہ نہایت عابد اور پرہیزگار تھے، خدا سے ہر وقت خوف کھاتے تھے، بسا اوقات رات کو آرام فرمانے کے لیے لیٹتے، پھر اُٹھ بیٹھتے، اور تمام رات نماز پڑھتے، کبھی کبھی منہ سے نکلتا،

اللهم ان النار قد حالت بینی وبین النوم	خدایا آتش جہنم میرے سونے کے درمیان حائل ہوگئی ہے

---

[1] مسند ابن حنبل صفحہ ۱۲۵ جلد ۴،

اسد بن وداعۃ کا یہ فقرہ بھی اس مقام پر قابلِ لحاظ ہی، کہتے ہین،

کان شداد بن اوس اذا اخذ مضجعہ	شدادؓ جب رات کو لیٹتے تو خوف سے اس قدر
من اللیل کان کالحبۃ علی المقلی[1]	بے چین اور متاثر ہوتے جیسے بھاڑ مین چنا،

نہایت حلیم اور کم سخن تھے، تاہم جب گفتگو کرتے تو دل آویز اور شیرین ہوتی،

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہین کہ شداد دو خصلتون مین ہم سے بڑھ گئے،

بیان اذا نطق ویکظم اذا غضب	بولنے کے وقت فصاحت بیانی مین، اور
〃 〃 〃 〃 〃	غصہ کے وقت حلم، عفو اور درگذر مین،

حفظ لسان اور کم سخنی کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ سفر مین تھے، غلام سے کہا چھری لاؤ، اوس سے کھیلین! ایک شخص نے ٹوکا تو فرمایا،

ما تکلمت بکلمۃ منذ اسلمت وانا اخطمہا	جب سے مسلمان ہوا میرے منہ مین لگام رہی
وازمہا الا کلمتی ہذہ فلا تحفظوہا	آج یہ کلمہ منہ سے نکل گیا، تو تم اس کو بھول جاؤ
علیؓ 〃 〃	اور ایک حدیث بیان کرتا ہون اُس کو سنو
〃 〃 〃 〃 〃	اور یاد رکھو،

مسلمانون کے انقلاب اور تغیر کو نہایت سختی سے محسوس کرتے تھے، ایک مرتبہ رونے لگے، لوگون نے وجہ دریافت کی تو ارشاد ہوا، کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ مجھے اپنی امت کے خواہش نفس اور شرک مین مبتلا ہونے کا خوف ہی، مین نے عرض کی کیا آپ کی امت مشرک ہو جائیگی؟ فرمایا ہان، لیکن اس طرح کہ سورج، چاند، بُت، پتھر کو نہ پوجے گی، البتہ ریا اور مخفی خواہشون کا غلبہ ہوگا، صبح کو آدمی روزہ دار اُٹھے گا،

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۳۵۵ جلد ۲، [2] مسند ابن حنبل صفحہ ۱۲۳ جلد ۴،

لیکن جب خواہش تقاضا کرے گی تو وہ روزہ بےخوف وخطر توڑدیگا،[1]

مریضون کی عیادت کرتے تھے، ابواشعث صنعانی شام کے قریب مسجد دمشق مین تھے، شداد اور صنابحی سے ملاقات ہوئی، پوچھا کہان کا ارادہ ہی؟ جواب دیا ایک بھائی بیمار ہی، اوس کی عیادت کو جاتے ہین، یہ بھی ساتھ ہوگئے، اندر جاکر مریض سے پوچھا کیا حال ہی؟ بولا اچھا ہون، شداد نے کہا ابشر بکفارات السیئات و حط الخطایا یعنے مین تم کو مرض کے کفارۂ گناہ ہونے کی بشارت سناتا ہون، حدیث شریف مین وارد ہی کہ جو شخص خدا کے ابتلاء مین اسکی حمد کرے اور راضی برضا رہے اِس طرح پاک وصاف اُٹھتا ہی جیسا کہ مان کے پیٹ سے پیدا ہوا،[2]

بارگاہِ رسالت مین خصوصیّت اور حب رسولؐ کا اندازہ اِس سے ہوسکتا ہی، کہ فتح مکہ کے دوران مین آنحضرت صلعم[3] ایک روز بقیع تشریف لائے، تو شداد ہمراہ تھے، اور آپ اون کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے،

ایک مرتبہ خدمت اقدس مین حاضر تھے، چہرہ پر اُداسی چھائی تھی، ارشاد ہوا کیا ہے؟ بولے یا رسول اللہ! مجھپر دنیا تنگ ہی، فرمایا تمپر تنگ نہوگی، شام اور بیت المقدس فتح ہوگا، اور وہان تم اور تمھاری اولاد امام ہوگی، یہ پیشین گوئی حرف بہ حرف پوری اُتری وہ اپنی اولاد کے ساتھ بیت المقدس مین اقامت گزین ہوئے اور تمام شام کے علم وفضل مین مرجع بنگئے،

---

[1] مسند ابن حنبل صفحہ ۱۲۴ جلد ۴، [2] ایضاً صفحہ ۱۲۳ جلد ۴، [3] ایضاً صفحہ ۱۲۴ جلد ۴،

حضرت عبادہ بن صامت رضؓ

نام ونسب، عبادہ نام، ابو الولید کنیت، قبیلۂ خزرج کے خاندان سالم سے ہین نسب نامہ یہ ہی، عبادہ بن صامت بن قیس بن اصرم بن فہر بن قیس بن ثعلبہ بن غنم (قوقل) بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج، والدہ کا نام قرۃ العین تھا، جو عبادہ بن نضلہ بن مالک بن عجلان کی بیٹی تھین، قرۃ العین کے جگر گوشہ کا نام اپنے نانا کے نام پر رکھا،

بنو سالم کے مکانات مدینہ کے غربی سنگستان کے کنارہ، قبا سے متصل واقع تھے، یہان اِن کے کئی قلعے بھی تھے، جو اطم قواقل کے نام سے مشہور ہین، اِس بنا پر حضرت عبادہؓ کا مکان مدینہ سے باہر تھا،

اِسلام، ابھی عنفوانِ شباب تھا کہ مکہ سے اِسلام کی صدا بلند ہوئی، جن خوش نصیب لوگون نے اِس کی پہلی آواز کو رغبت کے کانون سے سُنا، حضرت عبادہؓ اِنھین مین سے ہین، انصار کے وفد ۳ سال تک مدینہ سے مکہ آئے تھے، وہ سب مین شامل تھے، پہلا وفد جو دس آدمیون سے مرکب تھا، وہ اس مین داخل تھے، اور چھ شخصون کے ساتھ آنحضرت صلعم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، ارباب علم کی ایک جماعت کا یہی[1] خیال ہے، اگرچہ کثرت رائے اِن کے اِسلام کو دوسری بیعت تک موقوف سمجھتی ہے، جس مین بارہ[2] آدمیون نے مذہب اِسلام اختیار کیا تھا، تیسری بیعت جس مین ۷۲ اشخاص[3]

---

[1] فتح الباری جلد ۷ صفحہ ۱۷۲، اور زرقانی صفحہ ۳۶۱ جلد ۱، [2] مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۳۲۳ و بخاری صفحہ ۵۵۰ جلد ۱، [3] مسند صفحہ ۳۱۶ جلد ۵،

شامل تھے، حضرت عبادہؓ کی اس مین بھی شرکت تھی،

اخیر بیعت مین ان کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آنحضرت صلعم نے ان کو خاندان قوافل کا نقیب تجویز فرمایا،

غزوات و دیگر حالات، حضرت عبادہؓ کی زندگی ابتدا ہی سے ولولہ انگیز ہے، مکہ سے اسلام لا کر پلٹے تو مکان پہنچتے ہی والدہ کو مشرف باسلام کیا،[1] کعب بن عجرہ ایک دوست تھے اور ہنوز مسلمان نہ ہوئے تھے، گھر مین بڑا سا بت رکھا تھا، حضرت عبادہؓ کو فکر تھی کہ کسی صورت سے یہ گھر بھی شرک سے پاک ہو، موقع پا کر اندر گئے اور بت کو بسولے سے توڑ ڈالا، کعب کو ہدایت غیبی ہوئی،[2] اور وہ جمعیت اسلام مین آملے،

آنحضرت صلعم نے مدینہ پہنچکر انصار و مہاجرین مین برادری قایم کی تو حضرت ابو مرثد غنوی کو انکا بھائی تجویز فرمایا حضرت ابو مرثد نہایت قدیم الاسلام صحابی اور حضرت حمزہؓ عم رسول اللہ صلعم کے حلیف تھے، اس بنا پر اس کا تعلق خود خاندان رسالت سے تھا،

سنہ ۲ مین غزوۂ بدر واقع ہوا، حضرت عبادہؓ نے اس مین شرکت کی، اسی سنہ مین بنو قینقاع عبد اللہ بن ابی کے اشارے سے رسول اللہ صلعم سے جہاد پر آمادہ ہوئے، دربار نبوت سے جلاوطنی کا فرمان صادر ہوا، حضرت عبادہؓ نے حلف کا دیرینہ تعلق ان لوگون سے قطع کر دیا تھا، اخراج البلد کا کام بھی انھین کے متعلق ہوا[3] قرآن کی یہ آیت یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا الیھود والنصاریٰ اسی واقعہ کے متعلق نازل ہوئی تھی،

---

[1] زرقانی صفحہ ۱۶۳ جلد ۱، [2] نزہۃ الابرار فی الاسامی و مناقب الاخیار قلمی ورق صفحہ ۱۲۳، [3] طبقات صفحہ ۲ قسم اول جزء ۲ حصہ مغازی

مشاہد عہد نبوت مین بیعت الرضوان کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے، وہ اس بیعت[1] مین بھی شریک تھے، خلافت صدیقی مین شام کی بعض لڑائیون مین شریک تھے، خلافت فاروقی مین مصر کے فتح ہونے مین دیر ہوئی تو عمرو بن عاص نے حضرت عمرؓ کو مزید کمک کے لیئے خط لکھا، حضرت عمرؓ نے ۴ ہزار فوج روانہ کی، جس مین ایک ہزار فوج کے حضرت عبادہؓ افسر تھے، اور جواب مین لکھا کہ اِن افسرون مین ہر شخص ایک ہزار آدمیون[2] کے برابر ہے، یہ کمک مصر پہونچی تو عمرو بن عاص نے تمام فوج کو یکجا کرکے ایک پُر اثر تقریر کی اور حضرت عبادہؓ کو بُلاکر کہا کہ اپنا نیزہ مجھکو دیجیئے، خود سر سے عمامہ اُتارا اور نیزہ پر لگاکر اون کو حوالہ کیا کہ یہ سپہ سالار کا علم ہے، اور آج آپ سپہ سالار ہین، خدا کی شان کہ پہلے ہی حملہ مین شہر فتح ہوگیا،

ملکی خدمات، خدمات ملکی کے سلسلہ مین تین چیزین قابل ذکر ہین، صدقات کی افسری فلسطین کی قضا اور حمص کی امارت،

آنحضرت صلعم نے اپنے اخیر عہد مین صدقہ کے عمال تمام اضلاعِ عرب مین روانہ کیئے تھے، حضرت عبادہ کو بھی کسی مقام کا عامل بنایا تھا، وصیت کے طور پر فرمایا کہ خدا سے ڈرنا، ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن چوپائے تک فریادی ہوکر آئین، انھون نے کہا کہ خدا کی قسم مین دو آدمیون پر بھی عامل بننے کا خواہشمند نہین،

حضرت عمرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت مین فلسطین کا قاضی بنایا تھا، اِس زمانہ مین یہ صوبہ امیر معاویہ کی ماتحتی مین تھا، کسی بات پر دونون مین تکرار ہوئی جس مین امیر معاویہ نے سخت کلامی کی تو انھون نے کہا کہ آیندہ جہان تم ہوگے مین نہ رہون گا، ناراض ہوکر

---

[1] مسند صفحہ ۳۱۹ جلد ۵، [2] کنز العمال صفحہ ۱۵۶ ج ۷ بحوالہ ابن عبد الحکیم،

فلسطین سے مدینہ چلے آئے، حضرت عمرؓ نے دیکھا تو پوچھا کیون؟ انھون نے سارا قصہ دہرایا، فرمایا کہ آپ اپنی جگہ پر جائیے، دنیا آپ جیسے لوگون سے قایم ہی، جہان آپ لوگ نہ ہون گے خدا اوس زمین کو خراب کر دیگا! اس کے بعد امیر معاویہ کو ایک خط لکھا کہ عبادہ کو تمھاری ماتحتی سے الگ کرتا ہون، قصّۂ فلسطین کا یہ پہلا عہدہ تھا جو حضرت عبادہؓ کو تفویض ہوا، اسی زمانہ مین حضرت ابو عبیدہؓ نے کہ شام کے امیر تھے ان کو حمص کا نائب بنایا، حمص کے زمانۂ قیام مین اونھون نے لاذقیہ فتح کیا اور اوس مین ایک خاص فوجی ایجاد کی یعنے بڑے بڑے گڈھے کھُدوائے جن مین ایک شخص مع اپنے گھوڑے کے چھپ سکتا تھا، یہ طریقہ آج یورپ مین بھی رائج ہی، (بلاذری فتوح البلدان صفحہ ۱۳۹)

وفات، حضرت عبادہؓ تادم مرگ شام مین سکونت پذیر رہے ۳۴ھ مین پیام اجل آیا، اس وقت انکا سن ۷۲ سال کا تھا، وفات سے پہلے بیمار رہے، لوگ عیادت کو آتے تھے، شداد بن اوس کچھ آدمیون کے ساتھ اون کے مکان پر آئے، پوچھا کیسا مزاج ہی؟ فرمایا خدا کے فضل سے اچھا ہون،

وفات کے قریب بیٹا آیا اور درخواست کی کہ وصیت کیجیے، فرمایا مجھے اُٹھا کے بٹھلاؤ اس کے بعد کہا بیٹا! تقدیر پر یقین رکھنا، ورنہ ایمان کی خیریت نہین[1]!

اسی حالت مین صنابحی پہنچے، دیکھا تو اُستاد جان بلب تھا، آنکھون مین آنسو بھر آئے، اور بے تاب ہو کر زار و قطار رونے لگے، اوستاد شفیق نے رونے سے منع کیا، اور کہا کہ ہر طرح سے راضی ہون، شفاعت کی ضرورت ہوگی تو شفاعت کرون گا شہادت کے لیے چاہو گے تو شہادت دونگا، غرض حتی الوسع تم کو نفع پہونچاؤن گا، اس کے بعد

---

[1] مسند صفحہ ۳۱۷، جلد ۵،

فرمایا کہ جتنی حدیثیں ضروری تھیں، تم لوگوں تک پہنچا چکا، البتہ ایک حدیث باقی تھی اوس کو اب بیان کئے دیتا ہوں[1]، حدیث بیان کر چکے تو روح جسم کو وداع کہکر جوار رحمت میں پرواز کر گئی، یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کا واقعہ ہے،

مدفن کے متعلق اختلاف ہے، ابن سعد نے رملہ لکھا ہے، دوسری روایتوں میں بیت المقدس کا نام آیا ہے، اور لکھا ہے کہ ان کی قبر وہاں اب تک مشہور ہے، امام بخاری نے فلسطین کو مدفن قرار دیا ہے، لیکن اصل یہ ہے کہ فلسطین ایک صوبہ تھا جس کے رملہ اور بیت المقدس اضلاع تھے،

حلیہ، حلیہ یہ تھا، قد دراز (۱۰ بالشت طول تھا) بدن دوہرا، رنگ ملیح، نہایت جمیل تھے،

اولاد، اولاد کے نام یہ ہیں، ولید، عبداللہ، داؤد، ان میں سے ولید دو بیٹے عبادہ، اور یحیی اور موخر الذکر کے لڑکے اسحاق، حدیث کے مشہور راویوں میں تھے،

فضل وکمال، حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ فضلائے صحابہ میں تھے، قرأۃ انکا خاص فن تھا، انہوں نے آنحضرت صلعم کے زمانہ میں پورا قرآن حفظ کر لیا تھا، اسلام کا پہلا مدرسہ قرأت جو عہد نبوی میں اصحاب صفہ کے لئے قایم ہوا تھا، انھیں کے زیر ریاست تھا، اہل صفہ جو صحابۂ کبار تھے ان سے تعلیم پاتے تھے، یہاں قرآن کے ساتھ لکھنا بھی سکھایا جاتا تھا، چنانچہ بہت سے لوگ قرأت اور کتابت سیکھکر یہاں[2] سے نکلے تھے،

بعض تلامذہ کے رہنے سہنے اور کھانے پینے کا انتظام بھی اُستاد کے متعلق ہوتا تھا، اس قسم کے بہت سے لوگ آتے تھے، ایک شخص کی نسبت مذکور ہے کہ ان کے گھر میں رہتا تھا اور شام کا کھانا بھی ان کے ساتھ کھاتا تھا، مکان جانے کا قصد کیا تو ایک

---

[1] مسند صفحہ ۳۲۴ جلد ۵، [2] ایضاً صفحہ ۳۱۵ جلد ۵،

عمدہ کمان اُستاد کے نذر کی، اونھون نے آنحضرت صلعم سے ذکر کیا، آپ نے اوسکے قبول کرنے سے منع فرمایا،[1]

عہد نبوی کے بعد جب شام کے مسلمانون کو تعلیم قرآن کی ضرورت ہوئی، تو حضرت عمرؓ نے اِن کو شام روانہ کیا، وہ پہلے حمص گئے، لیکن کچھ زمانہ کے بعد فلسطین کو اپنا مستقر بنایا،

حدیث مین حضرت عبادہؓ بعض اولیات کے موجد ہوئے، صحابہ کے زمانہ مین رسول اللہ صلعم تک سلسلۂ حدیث پہنچانے کا یہ طرز تھا کہ صحابی کہتا تھا کہ مین نے اِس کو رسول اللہ صلعم سے سُنا، لیکن بعض بزرگ ایسے بھی تھے، جنھون نے الفاظ روایت مین وہ مدارج قائم کیے جو بعد مین روایت حدیث کا جزء قرار پاگئے، حضرت عبادہؓ نے بھی اِن الفاظ مین ایک اضافہ کیا، ایک شخص سے حدیث بیان کی تو فرمایا،

قال رسول اللہ صلعم منی الی فی	یعنے رسول اللہ صلعم نے میرے رو در رو فرمایا
لا اقول حدثنی فلان ولا فلان!	مین یہ نہین کہتا کہ مجھ سے فلان فلان لوگون نے حدیث بیان کی،[2]

اِسی طرح ایک مجمع مین خطبہ دیا اور امیر معاویہ نے حدیث سے انکار ظاہر کیا تو فرمایا،

اشہد انی سمعت رسول اللہ صلعم	مین گواہ ہون کہ مین نے آنحضرت صلعم سے سُنا،

اشاعت حدیث کا خاص اہتمام تھا، مجامع وعظ، مجالس علم کی صحبتین ہر جگہ اِس کا چرچا رہتا تھا، کبھی گرجے مین جاتے، تو وہان بھی رسول اللہ صلعم کا کلام مسلمانون اور عیسائیون کے گوش گذار کرتے تھے،[3]

---

[1] مسند صفحہ ۳۲۴ جلد ۵، [2] ایضاً صفحہ ۳۲۲ جلد ۵، [3] ایضاً صفحہ ۳۲۰ و ۳۱۹ جلد ۵،

مرویات کی تعداد ۱۸۱ تک پہنچتی ہی، جس کے روایت کرنے والے اکابر صحابہ اور نبلاء تابعین ہین، چنانچہ وابستگان نبوت مین انسؓ بن مالک، جابرؓ بن عبد اللہ، ابو امامہؓ، سلمہؓ بن محبق، محمودؓ بن ربیع، مقدامؓ بن معدیکرب، رفاعہؓ بن رافع، اوسؓ بن عبد اللہ ثقفی، شرحبیلؓ بن حسنہ، اور تابعین باحسان مین عبد الرحمن بن عسیلہ صنابحی، حطان بن عبد اللہ رقاشی، ابو الاشعث صنعانی، جبیر بن نضیر، جنادہ بن ابی امیہ، اسود بن ثعلبہ عبد اللہ بن محیریز، ربیعہ بن ناجد، عطا بن یسار، قبیصہ بن ذویب، نافع بن محمود بن ربیع یعلی بن شداد بن اوس، ابو مسلم خولانی، ابو ادریس خولانی، اس مخزن علم سے فیضیاب ہوئے ہین،

فقہ مین کمال علمی مسلم تھا، اور تمام صحابہ اس کا اعتراف کرتے تھے، شام کے مسلمانونکو قرآن اور فقہ کی تعلیم کی ضرورت ہوئی تو حضرت عمرؓ نے اس کام کے لیے انھین کو انتخاب کیا،

امیر معاویہ نے طاعون عمواس کا خطبہ مین ذکر کیا، تو کہا کہ مجھ سے اور عبادہ سے اس مسئلہ مین گفتگو ہو چکی ہی، لیکن بات وہی ٹھیک تھی جو انھون نے کہی تھی، تم لوگ ان سے فائدہ اٹھاؤ، کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ فقیہ ہین،

جنادہ حضرت عبادہؓ سے ملاقات کو گئے تو بیان کرتے ہین کہ

وکان قد تفقہ فی دین اللہ — وہ دین الٰہی مین فقیہ تھے،

اخلاق وعادات، امرا کے مقابلہ مین حقگوئی، حضرت عبادہؓ کے تاج عظمت کا طرہ رہی ہی، وہ نہایت جوش سے اس فرض کو ادا کرتے تھے، شام گئے اور وہان بیع وشرا مین شرعی خرابیان دیکھین، تو ایک خطبہ دیا جس سے تمام مجمع مین کھلبلی پڑ گئی، امیر معاویہ بھی

موجود تھے، بولے کہ عبادہؓ سے آنحضرت صلعم نے یہ نہین فرمایا تھا، اب اون کے طیش کو کون روک سکتا تھا، فرمایا کہ مجھے معاویہ کے ساتھ رہنے کی بالکل پروا نہین، مین گواہی دیتا ہون کہ آنحضرت صلعم نے یہ ارشاد فرمایا تھا،[1]

یہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت کا واقعہ تھا، لیکن عہد عثمانی مین امیر معاویہ نے دربارِ خلافت مین شکایت لکھی کہ عبادہؓ نے تمام شام کو بگاڑ رکھا ہی، یا ان کو مدینہ بلائیے یا مین شام چھوڑ دون گا، امیر المومنین نے جواب مین لکھا کہ اون کو یہان روانہ کر دو، مدینہ پہنچکر سیدھے حضرت عثمانؓ کے کاشانہ مین پہنچے، مکان مین صرف ایک شخص تھا جو مہاجر اور تابعی تھا، لیکن باہر بہت سے لوگ جمع تھے، اندر جا کر ایک گوشہ مین بیٹھ گئے، حضرت عثمانؓ کی نظر اُٹھی تو عبادہ سامنے تھے، پوچھا کیا معاملہ ہے؟ پیکر حق اب بھی راستگوئی کا وہی جذبہ رکھتا تھا، کھڑے ہو کر مجمع سے مخاطب ہوا، کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہی کہ میرے بعد اُمرا منکر کو معروف اور معروف کو منکر سے بدل دینگے، لیکن معصیت مین طاعت جائز نہین، تم لوگ بدی مین ہرگز آلودہ نہ ہونا،[2]

حضرت ابوہریرہؓ نے کسی بات مین دخل دیا، تو فرمایا کہ جب ہم نے آنحضرت صلعم سے بیعت کی تھی، تم اوس وقت موجود نہ تھے، (پھر تم ناحق بیچ مین پڑتے ہو) ہم نے آنحضرت صلعم سے ان شرائط پر بیعت کی تھی، کہ چُستی اور کاہلی مین آپ کا کہنا مانین گے، فراخی اور تنگی مین مالی امداد دینگے، اچھی باتین پہونچائین گے، بُری باتون سے روکین گے، سچ کہنے مین کسی سے نہ دبین گے، آنحضرت صلعم یثرب تشریف لائین گے تو مدد کرین گے اور جان اور آل اولاد کی طرح آپ کی نگہبانی کرین گے، ان سب باتون کا صلہ جنت کی

---

[1] مسند صفحہ ۳۱۹ جلد ۵، [2] ایضاً صفحہ ۳۲۵،

صورت مین دیا جائیگا، پس ہم کو ان باتون پر پورے طور سے عمل کرنا چاہیئے، اور جو نہ کرے وہ اپنا آپ ذمہ دار ہے[1]،

اِس فرض امر معروف کو وہ راستہ چلتے بھی ادا کرتے تھے، ایک دفعہ کسی سمت جارہے تھے، عبداللہ بن عباد زرقی کو دیکھا کہ چڑیان پکڑ رہے ہین، چڑیا ہاتھ سے چھین کر اُڑا دی اور کہا بیٹا! یہ حرم مین داخل ہے[2]، یہان شکار جائز نہین،

حبِّ رسول کا یہ عالم تھا کہ بیعت کرنے بعد ۲ مرتبہ مکہ جاکر رسول اللہ صلعم کی زیارت کی، آنحضرت صلعم مدینہ تشریف لائے تو کوئی غزوہ اور واقعہ ایسا نہ تھا جس کی شرکت کا شرف اِنھین حاصل نہ ہوا ہو، اِنھین وجوہ سے آنحضرت صلعم کو ان سے خاص اُنسیت تھی، ایک مرتبہ وہ بیمار پڑے تو خود سردار دوعالم عیادت کو آیا، انصار کے کچھ لوگ ہمراہ رکاب تھے، فرمایا جانتے ہو شہید کون ہے؟ لوگ خاموش رہے، حضرت عبادہؓ نے اپنی بیوی سے کہا کہ ذرا مجھے تکیہ سے لگا کر بٹھاؤ، بیٹھکر رسول اللہ صلعم کے سوال کا جواب دیا کہ جو مسلمان ہو، ہجرت کرے، اور معرکہ مین قتل ہو، آپ نے فرمایا نہین، اس صورت مین تو شہیدون کی تعداد بہت کم ہوگی، قتل ہونا، ہیضہ ہونا، غرق آب ہونا، اور عورت کا زچگی مین مرجانا یہ سب شہادت مین داخل ہے[3]،

رسول اللہ صلعم علیل ہوتے تو صبح وشام دیکھنے جاتے تھے، آپ نے اِسی حالت مین اِن کو ایک دعا بتائی، اور فرمایا کہ مجھکو جبرئیل علیہ السلام نے تلقین کی تھی[4]،

---

[1] مسند صفحہ ۳۲۵ جلد ۵، [2] ایضاً صفحہ ۳۱۱، [3] ایضاً صفحہ ۳۱۱، [4] ایضاً صفحہ ۳۲۲،

حضرت عبد اللہ ابن رواحہ رضؓ

نام و نسب، عبد اللہ نام، ابو محمد کنیت، شاعر رسول اللہ لقب، سلسلۂ نسب یہ ہے، عبد اللہ بن رواحہ بن ثعلبہ بن امرا القیس بن عمرو بن امرا القیس الاکبر بن مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج اکبر، والدہ کا نام کبشہ بنت واقد بن عمرو بن اطنابہ تھا، اور خاندان حارث بن خزرج سے تھیں جو حضرت عبد اللہؓ کا پدر اعلیٰ تھا،

حضرت عبد اللہؓ بڑے رتبہ کے شخص تھے، ان کے تذکرے میں ہے،

کان عظیم القدر فی الجاهلیة والاسلام یعنی وہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں کبیر المنزلت تھے

اسلام، لیلۃ العقبہ میں مشرف بہ اسلام ہوئے، اور بنو حارثہ کے نقیب بنائے گئے،

غزوات اور دیگر حالات، حضرت مقداد بن اسود کندی سے سلسلۂ اخوت قائم ہوا، بدر میں شریک تھے، اور غزوہ ختم ہونے کے بعد اہل مدینہ کو فتح کی بشارت انہیں نے سنائی تھی، غزوۂ خندق میں آنحضرت صلعم ان کے رجز کے اشعار پڑھ رہے تھے،

اللھم لولا انت ما اھتدینا ولا تصدقنا ولا صلینا
خداوندا! اگر تیری مدد نہ ہوتی تو ہم ہدایت نہ پاتے اور نہ زکوٰۃ دیتے اور نہ نماز پڑھتے
فانزلن سکینۃ علینا وثبت الاقدام ان لاقینا
تو تو ہم پر اپنی تسکین نازل فرما اور معرکہ میں ہم کو ثابت قدم رکھ
ان الاولیٰ قد بغوا علینا اذا ارادوا فتنۃ ابینا

جن لوگون نے ہم پر ظلم کیا ہے   جب وہ فتنہ کا ارادہ کرینگے تو ہم اوسکا انکار کرینگے

حدیبیہ اور بیعت الرضوان مین بھی موجود تھے،

اسیر بن زارم یہودی ابورافع کے بعد خیبر کا حاکم بنایا گیا تھا، اور اسلام کی عداوت مین اوس کا پورا جانشین تھا چنانچہ اس نے غطفان مین دورہ کرکے تمام قبائل کو آمادہ کیا، آنحضرت صلعم کو ان واقعات کی خبر ہوئی تو رمضان ۶ھ مین عبد اللہ بن رواحہ کو ۳۰ آدمیون کے ساتھ خیبر روانہ فرمایا، عبد اللہ خفیہ طور سے اسیر کے تمام حالات معلوم کیئے اور آنحضرت صلعم کو آکر خبر دی، آپ نے اوس کے قتل کے لیے عبد اللہ بن رواحہ کو مقرر فرمایا، اور ۳۰ آدمی اون کی ماتحتی مین دیئے،

عبد اللہ اسیر سے ملے تو کہا کہ ہم کو امان دو، تم سے ایک بات کہنے آئے ہین، بولا کہو، حضرت عبد اللہ نے کہا کہ رسول اللہ نے ہم کو تمہارے پاس بھیجا ہے، اور اون کا ارادہ ہے کہ تم کو خیبر کا رئیس بنا دین، لیکن اس کے لیئے خود تمہارا مدینہ چلنا ضروری ہے، وہ باتون مین آگیا اور ۳۰ یہودیون کو لیکر اون کے ساتھ ہو لیا، راستہ مین اونھون نے ہر یہودی پر ایک مسلمان کو متعین کیا، اسیر کو کچھ شک ہوا اور اس نے پلٹنے کا ارادہ ظاہر کیا، مسلمانون نے دھوکہ بازی کے جرم مین سب کی گردنین اڑا دین، اور اٹھتا ہوا طوفان یہین دب کر رہ گیا،[1]

خیبر فتح ہونے کے بعد آنحضرت صلعم نے پھلون کا اندازہ کرنے کے لیئے انھین کو روانہ کیا تھا،

عمرۃ القضا مین آنحضرت مکہ تشریف لے گئے تو وہ اونٹ کی مہار پکڑے تھے،

---

[1] طبقات ابن سعد صفحہ ۶۶

اور یہ شعر پڑھ رہے تھے،

خلوا بنی الکفار عن سبیلہ　　خلوا فکل الخیر مع رسولہ
کفار ان کے راستہ سے ہٹ جاؤ　　کیونکہ تمام بھلائیان انھین کے ساتھ ہین
نحن ضربناکم علی تاویلہ　　کما ضربناکم علی تنزیلہ
ہم نے تم کو قرآن کی تاویل و تنزیل پر مارا ہے　　جس سے سر دھڑ سے الگ ہو گئے ہین
ضربا یزیل الھام عن مقیلہ، و یذھل الخلیل عن خلیلہ، یارب انی مومن بقیلہ
اور دوست دوستی بھول گئے ہین خدایا　　مین آنحضرت کے اقوال پر ایمان رکھتا ہون

حضرت عمرؓ نے کہا ہنہ! خدا کے حرم اور رسول اللہ صلعم کے روبرو شعر پڑھتے ہو، آنحضرتؐ بولے عمر! مین سن رہا ہون، خدا کی قسم ان کا کلام کفار پر تیر و نشتر کا کام کرتا ہی، اسکے بعد ان سے فرمایا کہ تم یہ کہو لا الہ الا اللہ وحدہ، نصر عبدہ، واعز جندہ وھزم الاحزاب وحدہ ابن رواحہ نے کہا تو تمام صحابہ نے آواز ملاکر ادا کیا جس سے مکہ کی پہاڑیان گونج اٹھین[1]،

غزوۂ موتہ اور شہادت، جمادی الاولیٰ سنہ ۸ھ مین غزوۂ موتہ ہوا، آنحضرت صلعم نے بُصریٰ کے رئیس کے پاس ایک نامہ بھیجا تھا، راستہ مین موتہ ایک مقام ہی، وہان ایک غسانی نے نامہ بر (سفیر) کو قتل کر دیا، سفیر کا قتل اعلان جنگ کا پیش خیمہ ہوتا ہے، اس بنا پر آنحضرت صلعم کو خبر ہوئی تو ۳ ہزار آدمی زیدؓ بن حارثہ کی زیر امارت موتہ روانہ کیے، اور یہ فرمایا کہ زید قتل ہو جائین تو جعفر امیر لشکر ہین، اور ان کے بعد ابنؓ واحہ سردار ہین، اور اگر وہ بھی قتل ہون تو جس کو مسلمان مناسب سمجھین امیر بنالین،

---

[1] طبقات ابن سعد صفحہ ۸۸ و کتب رجال،

لشکر طیار ہوا تو ثنیۃ الوداع تک آنحضرت صلعم نے خود مشایعت کی، رخصت کے وقت اہل مدینہ نے یکزبان ہو کر کہا کہ خدا آپ لوگون کو صحیح سالم اور کامیاب واپس لائے، حضرت ابن رواحہؓ کی یہ آخری ملاقات تھی، رونے لگے، لوگون نے کہا رونے کی کیا بات ہی؟ کہا مجھے دنیا کی محبت نہین، لیکن رسول اللہ صلعم سے سُنا ہی کہ ان منکم الا واردھا، کان علی ربک حتما مقضیا (یعنے ہر شخص کو جہنم مین جانا ہی) اس بنا پر یہ فکر ہی کہ مین جہنم مین داخل ہو کر نکل بھی سکون گا؟ سب نے تسکین دی اور کہا کہ خدا آپ سے پھر ملا وے گا، اس وقت حضرت ابن رواحہؓ نے فرمایا،

لکنی اسئل الرحمن مغفرۃ ☆ وضربۃ ذات فرغ تقذف الزبدا

لیکن مین خدا سے مغفرت اور ایک وار کا طالب ہون جو کاری لگے

او طعنۃ بیدی حران مجھزۃ ☆ بحربۃ تنفذ الاحشاء والکبدا

یا ایک نیزہ جو جگر تک چبھ جائے

حتی یقولوا اذا مروا علی جدثی   یا ارشد اللہ من غاز وقد رشدا

یہانتک کہ قبر پر گذرنے والے پکار اُٹھین کہ کیسا اچھا غازی تھا

اس کے بعد آنحضرت صلعم سے ملنے آئے، آپ نے الوداع کہا، ادھر مدینہ سے مسلمان روانہ ہوئے، ادھر دشمن کو خبر ہو گئی، اس نے ہرقل کو خبر کر کے ۲ لاکھ آدمی جمع کر لئے، مسلمانون نے شام پہونچکر معان مین دو رات قیام کیا، اور یہ رائے قرار پائی کہ رسول اللہ صلعم کو اس کی اطلاع دینی چاہیئے، عبداللہ بن رواحہؓ نے نہایت دلیری سے کہا کہ کچھ پروا نہین، ہم کو لڑنا چاہیئے، چنانچہ معان سے چلکر موتہ مین پڑاؤ ڈالا، اور یہان مشرکین سے مقابلہ ہو گیا، مسلمان صرف ۳ ہزار تھے، اور مشرکین کی طرف آدمیون کا جنگل نظر آتا تھا

میدان کارزار گرم ہوا پہلے زید بن حارثہؓ نے گھوڑے سے اُتر کر آتش جنگ مشتعل کی، اور نہایت جانبازی سے مارے گئے، پھر جعفرؓ نے علم اُٹھایا اور نہایت بہادری سے شہادت حاصل کی، اس کے بعد عبد اللہ بن رواحہؓ رجز پڑھتے ہوئے بڑھے،

یا نفس ان لم تقتلی تموتی   ان تسلمی الیوم فلن تفوتی
اے نفس اگر قتل نہ ہوا تو بھی مرے گا   اگر آج باقی ہے تو آیندہ فوت ہوگا

او تبتلی فطال ما عوفت
یا عافیت کی درازی ہی میں تیری آزمایش ہوگی

ہذہ حیاض الموت فقد خلت   وما تمنیت فقد اعطیت
اسلیئے موت کے حوض خالی ہو رہے ہیں   اور جو تیری تمنا تھی مل رہی ہے

پھر کہا اے نفس! بیوی، بچے اور مکان کا خیال فضول ہے، وہ سب آزاد ہیں، مکان اللہ اور رسولؐ کا ہے، دل کو سمجھا کر جھنڈا اُٹھایا اور حسب ذیل رجز پڑھتے ہوئے میدان میں آئے،

یا نفس ما لک تکرہین الجنۃ   اقسم باللہ لتنزلنہ
اے نفس جنت میں جانے سے کراہیت کیون ہے   خدا کی قسم تو ضرور داخل ہوگا
طائعۃ او لتکرہنہ   فطالما قد کنت مطمئنہ
خواہ برضا و رغبت خواہ جبر سے   تو نہایت مطمئن تھا، حالانکہ
ہل انت الا نطفۃ فی شنہ   قد اجلب الناس وشدوا الرنہ
تو مشک کا صاف پانی ہے (جو لوگون کی پیاس بجھانے کیلیئے ہے)   اب لوگ پیاسے ہین اور چیخ چیخ کر فریاد کر رہے ہین،

نیزہ لیکر حملہ کیا، اسی اثنا مین ایک کافر نے اِس زور سے نیزہ مارا کہ دونون لشکرون کے

درمیان بچھڑ گئے، خون چہرہ پر ملا، اور پکارا "مسلمانو! اپنے بھائی کے گوشت کو بچاؤ"! یہ سنکر تمام مسلمان ان کو گھیرے مین لیکر مشرکین پر ٹوٹ پڑے، اور روح مطہر ملا اعلیٰ کو پرواز کر گئی، انا للہ وانا الیہ راجعون،

شہادت سے قبل موتہ مین ایک شب یہ اشعار پڑھ رہے تھے،

اذا ادنیتنی وحملت رحلی مسیرۃ اربع بعد الحساء
فشانک فانعمی وخلاک ذم ولا ارجع الی اهلی ورائی
وجاء المومنون وخلفونی بارض الشام مشهور الثواء
وردک کل ذی نسب قریب الی الرحمن منقطع الاخاء
هنالک لا ابالی طلع بعل ولا نخل اسافلها رواء

زید بن ارقم نے سنا تو رونے لگے، انھون نے درہ اٹھایا اور کہا اس مین تمہارا کیا نقصان؟ خدا مجھکو شہادت نصیب کرے گا، تم آرام سے گھر جانا،

آنحضرت صلعم کو وحی کے ذریعہ سے دم دم کی خبرین مل رہی تھین، اور آپ مجمع کے سامنے بیان کر رہے تھے، حضرت جعفرؓ کی خبر بیان کرکے خاموش ہو گئے، انصار آپ کی خاموشی سے سمجھ گئے کہ شاید ابن رواحہؓ شہید ہوئے، تھوڑی دیر سکوت کے بعد بادیدۂ پرنم فرمایا کہ پھر ابن رواحہؓ نے شہادت پائی، انصار اس خبر کے کب متحمل ہو سکتے تھے تاہم آہ وزاری اور نالہ وفریاد کے بجائے صرف حقیقی حزن وملال پر اکتفا کیا گیا کہ یہ بھی اس شہید ملت کی ایک وصیت تھی،

ایک مرتبہ بیہوش ہو گئے تھے، بہن نے جن کا نام عمرۃ تھا نوحہ کیا کہ ہائے میرا پہاڑ، ہائے ایسا، ہائے ویسا، افاقہ ہوا تو فرمایا کہ جو کچھ تم کہہ رہی تھین مجھ سے اس کی

تصدیق کرائی جاتی تھی کہ کیا تم ویسے تھے؟ اِس بنا پر وفات کے وقت سب نے صبر کیا، صحیح بخاری مین ہو فلما مات لم تبك علیہ یعنے جب اُنھون نے شہادت پائی تو نوحہ اور بین نہین کیا گیا،[1]

اولاد، جیسا کہ اوپر گذر چکا موتہ روانہ ہوتے وقت بیوی بچے موجود تھے، لیکن صاحب اسد الغابہ لکھتے ہین فقتل ولم یعقب یعنے اِن سے نسل نہین چلی،[2]

ان کی بیوی کے متعلق استیعاب مین عجیب قصہ منقول ہی، انھون نے ایک خاص بات پر ان سے کہا کہ تم اگر پاک ہو تو قرآن پڑھو، اوس وقت ابن رواحۃؓ کو عجیب چال سوجھی، اور بر وقت چند اشعار پڑھے، جنکا ترجمہ یہ ہے،

"مین گواہی دیتا ہون کہ خدا کا وعدہ سچا ہے اور کافرون کا ٹھکانا دوزخ ہے،

اور عرش پانی کے اوپر تھا، اور عرش پر جہان کا پروردگار،

اور اس عرش کو خدا کے مضبوط فرشتے اُٹھاتے ہین،

چونکہ وہ قرآن نہین پڑھی تھین، سمجھین کہ آیتین پڑھ رہے ہین، بولین کہ خدا سچا ہے اور میری نظر نے غلطی کی تھی، مین نے ناحق تم کو تہمت لگائی، زن وشوئی کے تعلقات بھی کیسے عجیب ہوتے ہین، لونڈی سے ہمبستری کرنے پر بیوی کے غیظ وغضب سے بچنے کا حضرت عبد اللہؓ نے یہ طرز اختیار کیا،[3]

فضل وکمال، عنوان بالا مین دو چیزین قابل ذکر ہین، کتابت اور شاعری، آنحضرت صلعم کے کاتب تھے، لیکن یہ معلوم نہین کہ لکھنا کب سیکھا تھا؟ شاعری مین

---

[1] دیکھو صحیح بخاری صفحہ ۶۱۱ و ۶۱۲، واسد الغابہ صفحہ ۱۵۸ و ۱۵۹ جلد ۳، وطبقات ابن سعد صفحہ ۹۲ و ۹۳،

[2] اسد الغابہ صفحہ ۱۵۹ جلد ۳،

[3] استیعاب ۳۶۲ جلد ۱،

مشہور تھے، اور دربار رسالت کے شاعر تھے، کفر پر مشرکین کو عار دلانا انکا موضوع تھا، صاحب اسد الغابہ لکھتے ہین،

> "دربار نبوی کے شعراء حسان بن ثابت، کعب بن مالک، اور عبداللہ بن رواحہ تھے، تو کعب بن مالک کافرون کو لڑائی سے ڈراتے تھے، اور حسان حسب و نسب پر چوٹ کرتے تھے اور عبداللہ بن رواحہ ان کو کفر کا عار دلایا کرتے تھے[1]"

یعنے آنحضرت صلعم کے تین شاعر تھے، حسان، کعب، ابن رواحہ، اول الذکر نسب پر طعن کرتے تھے، دوسرے لڑائی سے دھمکاتے اور تیسرے کفر پر غیرت دلاتے تھے،

شعر فی البدیہ کہہ سکتے تھے، ایک روز مسجد نبوی کی طرف سے نکلے، آنحضرت صلعم صحابہ کی جماعت مین تشریف فرما تھے، ان کو بلایا اور فرمایا مشرکین پر کچھ کہو، اونھون نے اسی مجمع مین کچھ اشعار کہے، آنحضرت صلعم نے سنا تو مسکرائے اور فرمایا خدا تم کو ثابت قدم رکھے،[2]

حدیث مین چند روایتین ہین، جو ابن عباسؓ، اسامہؓ بن زید، انسؓ بن مالک نعمان بن بشیرؓ اور ابو ہریرہؓ کے واسطہ سے مروی ہین، خود آنحضرت صلعم اور حضرت بلالؓ سے روایتین کین،

اخلاق وعادات، نہایت زاہد، عابد اور مرتاض تھے، آنحضرت صلعم فرماتے ہین کہ "خدا عبداللہ بن رواحہ پر رحم کرے وہ انھین مجلسون کو پسند کرتے تھے جن پر فرشتہ فخر کرتے ہین" یعنے خدا کی رحمت ہو ابن رواحہ پر وہ ایسی مجلسین پسند کرتا ہی جس پر فرشتے بھی فخر کرتے ہین،[3]

حضرت ابو درداؓ کہتے ہین کہ کوئی دن ایسا نہین ہوتا جس مین ابن رواحہ کو

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۲۴۸ حالات کعب بن مالک جلد ۴، [2] استیعاب صفحہ ۳۶۲ جلد ۱، [3] اصابہ صفحہ ۶۶ جلد ۴،

یاد نہ کرتا ہون، وہ مجھ سے ملتے تو کہتے کہ آؤ تھوڑی دیر کے لیے مسلمان بنجائین، پھر بیٹھکر ذکر کرتے، اور کہتے یہ ایمان کی مجلس تھی[1]،

ان کی بیوی کا بیان ہی کہ جب گھر سے نکلتے دو رکعت نماز پڑھتے، اور واپس آتے اوس وقت بھی ایسا ہی کرتے تھے، اس مین کبھی کوتاہی نہین کی،

ایک سفر مین اتنی شدید گرمی تھی کہ آفتاب کی تمازت سے لوگ سرون پر ہاتھ رکھتے تھے، ایسی حالت مین روزہ کون رکھ سکتا ہی؟ لیکن آنحضرت صلعم اور ابن رواحہ اس حالت مین بھی صائم تھے[2]،

جہاد کا نہایت شوق تھا، بدر سے لیکر موتہ تک ایک غزوہ بھی ترک نہوا تھا، اسمار الرجال کے مصنفین اس ذوق وشوق کا ان الفاظ مین تذکرہ کرتے ہین،

یعنے عبداللہ غزوے مین سب سے پیشتر جاتے اور

سب سے پیچھے واپس ہوتے تھے[3]،

احکام رسول کی اطاعت پر ذیل کا واقعہ شاہد ہے،

آنحضرت صلعم خطبہ دے رہے تھے، ابن رواحہ نے سُنا تو یہ ارشاد زبان پر تھا کہ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ جاؤ، مسجد کے باہر تھے، اُسی مقام پر بیٹھ گئے، آنحضرت صلعم خطبہ سے فارغ ہوئے تو کسی نے یہ خبر پہنچادی، فرمایا،

خدا اور رسول کی اطاعت مین خدا اون کی

حرص اور زیادہ کرے[4]،

آنحضرت صلعم سے نہایت محبت تھی، اور آپ کو بھی اُن سے اُنس تھا،

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۱۵۶ جلد ۳ [2] صحیح بخاری صفحہ ۲۶۱ جلد ۱، [3] اصابہ صفحہ ۲۶ جلد ۴، [4] ایضاً،

بیمار پڑے ایک دن بیہوش ہو گئے تو سرورِ عالمؐ عیادت کو تشریف لائے، اور فرمایا خدایا! اگر ان کی موت آئی ہو تو آسانی کر ورنہ شفا عطا فرما،[1]

آنحضرت صلعم کی نعت میں شعر کہا کرتے تھے، اور یہ بھی حب رسول کا کرشمہ تھا، ایک شعر بہت ہی اچھا[2] کہا ہے اور وہ یہ ہے

"اگر آپ میں کھلی ہوئی نشانیاں نہ بھی ہوں، جب بھی آپ کی صورت خبرِ رسالت دینے کیلئے کافی تھی"

جوشِ ایمان کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن ابی کی مجلس میں بیٹھے تھے، آنحضرت صلعم ادھر سے گذرے تو سواری کی گرد اڑ کر اہل مجلس پر پڑی، ابن ابی نے کہا کہ گرد نہ اڑاؤ، آپ اتر پڑے، اور توحید پر ایک مختصر تقریر کی، ابن ابی ابتک مشرک تھا بولا، یہ بات ٹھیک نہیں، جو کچھ آپ کہتے ہیں اگر حق ہی تو یہاں آکر ہم کو پریشان کرنے کی ضرورت نہیں، البتہ جو آپ کے پاس جائے اوس کو خوشی سے ایمان کی دعوت دے سکتے ہیں، عبداللہ بن رواحہؓ کو جوش آگیا، بولے یا رسول اللہ! آپ ضرور فرمائیں، ہم اس بات کو پسند کرتے ہیں،[3]

---

[1] اصابہ صفحہ ۲۶۶ جلد ۴، [2] ایضاً صفحہ ۲۶۷، [3] بخاری صفحہ ۶۵۶ جلد ۲،

حضرت عاصم رض بن ثابت بن ابی اقلح

نام ونسب، عاصم نام، ابوسلمان کنیت، قبیلۂ اوس سے ہین، نسب نامہ یہ ہی، عاصم بن ثابت بن قیس ابی الاقلح بن عصمۃ بن نعمان مالک بن امیہ بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس،

اسلام، ہجرت سے قبل اسلام لائے،

غزوات، بدر مین شریک تھے، آنحضرت صلعم نے پوچھا کیونکر لڑوگے؟ تیرو کمان لیکر اُٹھے اور کہا کہ جب ۲۰۰ ہاتھ کا فاصلہ ہوگا، تو تیر مارون گا، اس سے قریب ہون گے تو نیزہ اور نزدیک تر ہون گئے تو تلوار کا وار کرون گا، آنحضرت صلعم نے فرمایا لڑائی کا یہی قاعدہ ہی، تم لوگ اسی طرح لڑنا،[1]

اس غزوہ مین انھون نے عقبہ بن معیط کو قتل کیا جو قریش مین نہایت ذی رتبہ سمجھا جاتا تھا،[2] غزوۂ اُحد مین مسافع بن طلحہ اور حارث بن طلحہ کو تیر مار کر قتل کیا، اور کہا لو مین ابن ابی اقلح ہون،[3] ابوعزہ حجمی گرفتار ہوکر آیا تو آنحضرت صلعم نے حیلہ و فریب کی پاداش مین ان کے حوالہ کیا، انھون[4] نے اوس کی گردن اُڑادی،

صفر ۳ھ مین آنحضرت صلعم نے ان کی ماتحتی مین دس آدمی دیکر جاسوسی کے لیئے روانہ کیا، عسفان اور مکہ کے درمیان ہدہ ایک مقام ہی، وہان پہنچے تو بنولحیان کو خبر ہوگئی، اوس نے سَو تیرانداز بھیجے کہ مسلمانون کو آگے بڑھنے سے روکدین، صحابہ کے

---

[1] اصابہ صفحہ ۳ جلد ۴، [2] اسد الغابہ صفحہ ۷۳، جلد ۳، [3] ایضاً و طبقات ابن سعد صفحہ ۲۸، [4] طبقات صفحہ ۳۰،

پاس مدینہ کے خرمے تھے، اون کی گٹھلیان راستہ مین پڑی تھین، تیراندازون نے کہا یہ ضرور یثرب کے چھوہارے ہین، عاصم کو اون کی آمد کا پتہ چلا، تو اپنے ساتھیون کو لیکر ایک پہاڑی پر چڑھ گئے، ان لوگون نے آکر محاصرہ کر لیا، اور کہا نیچے اُتر آؤ تو جان بخشی کی جائے گی، عاصم نے کہا مسلمان ہو کر مین کسی کافر کے ذمہ نہ رہونگا! پھر فرمایا خدایا! رسول اللہ کو ہماری خبر کر دے،

شہادت، کفار نے یہ دیکھکر تیر برسانا شروع کئے، جس سے حضرت عاصمؓ نے سات آدمیون کے ساتھ شہادت پائی،[1]

قریش کو ان کے قتل ہونے کی خبر معلوم ہوئی تو نہایت خوش ہوئے کہ عقبہ ابن ابی معیط کا قاتل دنیا سے اُٹھ گیا، آدمی بھیجے کہ اون کے جسم کا کوئی حصہ لاکر دکھائین، مصنف استیعاب کا بیان ہو کہ ان کے جسم کو جلا کر قریش، آتش انتقام کو سرد کرنا چاہتے تھے،[2]

عقبہ کے ساتھ طلحہ کے دو بیٹون کو بھی انھون نے قتل کیا تھا، ان کی مان نے جس کا نام سلافہ تھا منت مانی کہ عاصم کا سر ملیگا تو کھوپری مین شراب پیون گی! قریش کو تجارت کا موقع ملا، کہ اس کے ہاتھ عاصم کا سر فروخت کرین،[3]

عاصم نے خدا سے دعا کی تھی کہ مجھے کوئی مشرک نہ چھوئے، اور نہ مین دنیا مین کسی کو مس کرون گا، یہ لوگ وہان پہونچے، تو کثرت سے شہد کی مکھیان دیکھین، لاش کے اٹھانے مین کامیابی نہ ہوئی، تو مشورہ کیا کہ رات کو جب مکھیان نہ ہون گی، اس وقت سر کاٹینگے، اتفاق یہ کہ خوب بارش ہوئی اور اوس نے سیلاب کی

---

[1] صحیح بخاری ص ۵۶۹، ۵۸۵ ج ۲ [2] کتاب مذکور ص ۵۱۳ ج ۲ [3] اسد الغابہ ص ۲۰۳ ج ۲

شکل اختیار کرلی، اور حضرت عاصمؓ کا جسد اطہر اسی میں[1] بہ گیا،

اولاد، لڑکے کا نام محمد تھا، عرب کا مشہور شاعر احوص انھین کا بیٹا تھا۔

حضرت عاصمؓ کی بہن جمیلہ حضرت عمرؓ کو منسوب تھین، عاصم بن عمر انھین کے بطن سے تولد ہوئے تھے،

اخلاق، جوشِ ایمان، حُبِ رسول، پاکبازی، اور بہادری کے عظیم الشان اوصاف حضرت عاصمؓ کی سیرت کے جلی عنوانات ہین، چنانچہ ان تمام باتون کی تفصیل اوپر گذر چکی ہی،

◆

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۷۳ و ۷۴،

حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن حرام

نام ونسب، عبد اللہ نام، ابو جابر کنیت، بنی سلمہ سے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہی، عبد اللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن یزید بن جشم بن خزرج،

قبیلۂ سلمہ مین نہایت ممتاز شخص تھے،

بعثت نبوی کے تیرھوین سال ایام حج مین اہل مدینہ کا ایک قافلہ جو تعداد مین ۵۰۰ آدمیون پر مشتمل تھا، مکہ چلا، عبد اللہ بھی اوس مین شامل تھے، اور اوس و خزرج کے وہ افراد جنھون نے مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، اور خفیہ مسلمان تھے وہ بھی ساتھ تھے، کسی نے عبد اللہ سے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم سے بیعت کرینگے، آپ ہمارے سردار اور ہم مین نہایت معزز آدمی ہین، بہتر ہے کہ آپ ہمارا ساتھ دیجیے، اور قدیم مذہب کو چھوڑ دیجیے، کیونکہ ہم نہین چاہتے کہ آپ جیسا ذی رتبہ شخص جہنم کا ایندھن بنے،

عبد اللہ پر ان باتون کا خاص اثر پڑا اور صدق دل سے اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہوگئے،

اسلام، انھین ایام مین بیعت عقبہ ہوئی، عبد اللہ بھی شریک ہوئے اور آنحضرت صلعم کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا فخر حاصل کیا، آنحضرت صلعم نے ان کو بنو سلمہ کا نقیب بنایا،

غزوات، غزوۂ بدر میں شریک تھے، اور غزوۂ اُحد میں کہ ۳ھ میں ہوا تھا، شرف شرکت کیساتھ شہادت کے لازوال فخر سے بھی بہرہ اندوز ہوئے،

وفات، غزوہ کا وقت آیا تو ایک رات حضرت جابرؓ کو بلایا اور کہا بیٹا! میرا دل کہہ رہا ہی کہ اس غزوہ میں سب سے پہلے میں شہید ہوں گا، میرے نزدیک رسول اللہ صلعم کے بعد سب سے زیادہ عزیز تم ہو، تم کو میں اپنے گھر پر چھوڑتا ہوں، اپنی بہنوں سے اچھا برتاؤ کرنا اور میرے اوپر جو کچھ قرض ہی اوس کو ادا کر دینا[1]،

دن کو معرکۂ کارزار گرم ہوا، اور حضرت عبد اللہؓ نے دادِ شجاعت دیتے ہوئے شہادت حاصل کی، صحابہ میں سب سے پہلے وہی شہید ہوئے[2]، اسامہ بن عور ابن عبید[3] نے قتل کیا، اور پھر مشرکین نے نعش مبارک کا مثلہ کیا،

لاش کپڑا اوڑھا کر لائی گئی، اور آنحضرت صلعم کے سامنے رکھ دی گئی، حضرت جابرؓ کپڑا ہٹا کر منہ کھولتے اور زار و قطار روتے تھے، خاندانِ سلمہ کے بہت سے آدمی جمع تھے، اور جابر کو منع کرتے تھے، آنحضرت صلعم نے یہ دیکھکر کپڑا ہٹوا دیا، بہن پاس کھڑی تھیں، ایک چیخ ماری، پوچھا کس کی آواز ہی، لوگوں نے کہا عبد اللہؓ کی بہن[4] کی،

دفن کرنے کو لیچلے تو بہن نے جن کا نام فاطمہ تھا، رونا شروع کیا، آنحضرت صلعم نے فرمایا تم رؤیا نہ رو جب تک جنازہ رکھا رہا، فرشتے پروں سے سایہ کیے[5] تھے،

قبر میں دو آدمی ساتھ دفن کیے گئے، صحیح بخاری میں حضرت جابرؓ[6] سے مروی ہی

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۱۰، جلد ۱، [2] ایضاً [3] اسد الغابہ صفحہ ۲۳۳ جلد ۳، [4] صحیح بخاری صفحہ ۲، جلد ۱، [5] مسلم صفحہ ۳۴۳ جلد ۲، [6] صحیح بخاری صفحہ ۱۶۶ جلد ۱

کہ میرے باپ اور چچا کو ایک چادر مین کفن[1] دیا گیا، لیکن دوسری کتابون مین عمرو بن جموح کا نام مذکور ہی جو حضرت عبداللہؓ[2] کے بھائی نہین بلکہ بہنوئی تھے،

۶ مہینہ کے بعد حضرت جابرؓ نے اس قبر سے نکالکر دوسری قبر مین دفن کیا، کان کے سوا تمام جسم سالم تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ابھی دفن[3] ہوئے ہین،

اس واقعہ کے ۴۶ برس کے بعد ایک سیلاب آیا جس نے قبر کھولدی، لاش بجنسہٖ باقی تھی، یہ روایت موطا مین مذکور ہی،

اولاد، حضرت جابرؓ کے علاوہ نو لڑکیان چھوڑین جن مین ۶ نہایت[4] خردسال تھین

قرض، قرض بہت زیادہ تھا، صحیح بخاری مین اس کا تذکرہ موجود ہی، حضرت جابرؓ نے ادا کیا، اس کی تفصیل ہم حضرت جابرؓ کے حالات مین لکھ آئے ہین،

فضائل، مکارم و محاسن کے لحاظ سے حضرت عبداللہؓ جلیل القدر صحابہ مین داخل ہین، بنو سلمہ مین اشاعت اسلام کے لیئے انھون نے جو کوشش اور گرمی ظاہر کی، اور پھر خدا کی راہ مین جس طرح اپنے کو قربان کیا، اس کا اعتراف خود آنحضرت صلعم کو تھا، سنن نسائی مین ہی "جزی اللہ الانصار عنا خیرا، لا سیما آل عمرو بن حرام وسعد بن عبادہ" یعنی خدا تمام انصار کو ہماری طرف سے جزائے خیر دے، خصوصاً عبداللہ اور سعد بن عبادہؓ کو،

جامع ترمذی مین روایت آئی ہی کہ واقعہ اُحد کے بعد آنحضرت صلعم نے حضرت جابر کو زار و خستہ دیکھکر پوچھا کیا بات ہی؟ عرض کی باپ قتل ہوئے، اور بہت سے بچے چھوڑ گئے ہین، انھین کی فکر دامنگیر ہی، فرمایا، ایک خوشخبری سنو، خدا کی قسم بے پردہ

---

[1] بخاری صفحہ ۹۰، جلد ۱، [2] اسد الغابہ صفحہ ۲۳۲ جلد ۳، [3] بخاری صفحہ ۳۰۰ جلد ۱، [4] ایضاً صفحہ ۸ جلد ۱،

گفتگو نہین کرتا، لیکن تمہارے باپ سے بالمشافہ گفتگو کی، اور فرمایا جو مانگو دیا جائے گا، انھون نے کہا میری یہ تمنا ہی کہ ایک مرتبہ دنیا مین جاکر پھر شہید ہون، ارشاد ہوا کہ یہ کہان ہوسکتا ہی؟ جو دنیا سے آتا ہی وہ واپس نہین جا سکتا، عرض کی تو میری نسبت کچھ وحی بھیج دیجیے، اوس وقت آنحضرت صلعم پر یہ آیت نازل ہوئی، ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء الخ یعنے جو لوگ خدا کی راہ مین قتل ہوئے اون کو مردہ نہ سمجھو، بلکہ وہ زندہ ہین،

حضرت عبداللہ رض کے لیے اس سے زیادہ اور کیا چیز قابل فخر ہوسکتی ہی، کہ اونکی وفات کو ۱۳۰۰ سال کی مدت مدید گذر چکی ہی، تاہم اونکا نام آج بھی زندہ ہی اور تا ابد زندہ رہیگا، ؎

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زمان از غیب جانی دیگر است

حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی

نام ونسب، عبداللہ نام ہی، اور قبیلہ حبلی سے ہین جو خزرج کا نہایت معزز خاندان تھا، سلسلۂ نسب یہ ہی، عبداللہ بن عبداللہ بن ابی بن حارث بن عبید بن مالک بن سالم بن غنم بن عوف بن خزرج،

حبلی سالم کا لقب ہی، جو اِس خاندان کا مورث اعلیٰ تھا، وجہ تسمیہ یہ ہی کہ اِس کا پیٹ بہت بڑا تھا،

مالک نے کہ حضرت عبداللہؓ کا پردادا تھا قبیلہ خزاعہ کی ایک عورت **سلول** نامی سے شادی کی تھی، اس سے ابی پیدا ہوا، جو **عبداللہ** ابوحباب کا باپ ہی،

عبداللہ ابوحباب (جو ابن ابی ابن سلول کے نام سے مشہور ہی) قبیلۂ خزرج کے ممتاز ترین افراد مین تھا، اس کے اثر اور زور وقوت کا اندازہ اِس سے ہو سکتا ہی، کہ اِسلام سے قبل مدینہ کا تاج وتخت اسی کے سپرد کرنے کی تجویز تھی، اوس وخزرج دیرینہ عداوتوں کے سبب سے باہم سخت مختلف تھے تاہم اِس کے تخت نشین کرنے پر سب کا اتفاق تھا، حضرت عبداللہؓ، اسی عبداللہ کے فرزند ارجمند ہین،

یہ عجیب بات ہی کہ ابن ابی، عقلمند، دور اندیش، اور صاحب تدبیر ہونے کے باوجود، شرف ایمان سے محروم رہا، آنحضرت صلعم مدینہ تشریف لائے، خلافت الٰہی کی بنیاد قایم کی، تو رشک ومنافست کا عجیب منظر درپیش تھا، ابن ابی اور اوس کے چند ہمخیال اسلام کی اس ترقی کو حسد کی نگاہ سے دیکھتے تھے، جون جون رسول اللہ صلعم کا

اقتدار بڑھتا تھا، یہ گروہ اِس کو صدمہ پہنچانے کی کوشش کرتا تھا

آخر مسلمانون کے غلبہ اور زور کی وجہ سے ابن ابی کو سر اطاعت خم کرنا پڑا، اور اپنی جماعت کے ساتھ منافقانہ مسلمانون کے زمرہ مین داخل ہوگیا، اور منافقین کا سرغنہ بنا،

اِسلام، لیکن ابن ابی کا اثر اون کے بیٹے پر بالکل نہین پڑا، وہ ہجرت سے قبل مسلمان ہوچکے تھے،

غزوات، غزوۂ بدر مین شریک ہوئے، احد مین آگے کے دو دانت جنھین ثنیہ کہا جاتا ہے ٹوٹ گئے تھے، آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم سونے کے دانت بنوالو، بعض لوگون کا خیال ہے کہ ناک اُڑگئی تھی تو سونے کی ناک بنوائی تھی، لیکن یہ صحیح نہین، مصنف اسد الغابہ نے اس کی تصریح کردی ہی،

غزوۂ تبوک مین کہ ۹ھ مین ہوا، ایک انصاری اور مہاجری کے جھگڑے مین ابن ابی نے کہا تھا لَئِنْ رَجَعْنَا اِلَی الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ یعنے مدینہ پہنچکر بلند پایہ لوگ، ذلیل لوگون کو نکالدینگے، آنحضرت صلعم کو خبر ہوئی، تو حضرت عمرؓ نے اُٹھکر کہا "اگر اجازت ہو تو اس منافق کا سر اُڑادون"[1] آنحضرت صلعم نے ممانعت فرمائی،

حضرت عبد اللہؓ آئے اور کہا کہ میرے باپ نے آپ کو ذلیل کہا، خدا کی قسم وہ خود ذلیل ہی، اِس کے بعد کہا کہ اگرچہ تمام خزرج مین مجھ سے زیادہ اپنے باپ کا کوئی مطیع نہین، تاہم اگر آپ اونھین قتل کرانا چاہتے ہین تو مجھے حکم دیجیئے، مین قتل

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۷۲۸، جلد ۲،

~~۲۹۹۱~~
۳۰۸۹

کیئے دیتا ہون، لیکن اگر کسی دوسرے مسلمان نے ان کو قتل کیا تو اپنے باپ کے قاتل کو مین دیکھ نہین سکتا، لا محالہ اوس کو قتل کرون گا اور ایک مسلمان کے مارنے سے جہنم کا مستوجب ہون گا،" آنحضرت صلعم نے فرمایا میرا قتل کرانے کا بالکل ارادہ نہین، لوگ کہین گے کہ محمد اپنے اصحاب کو قتل کراتے ہین[1]،

حضرت عبد اللہؓ آنحضرت صلعم سے گفتگو کرکے سڑک پر آکر کھڑے ہو گئے، ابن ابی نکلا تو اونٹ سے اُترے، اور کہا "تم اقرار کرو کہ مین ذلیل اور محمدؐ عزیز ہین ورنہ مین آگے نہ بڑھنے دونگا"، پیچھے آنحضرت صلعم تشریف لا رہے تھے، باپ بیٹون کی گفتگو سنکر فرمایا ان کو چھوڑ دو، خدا کی قسم جب تک ہم مین موجود ہین ہم ان سے اچھا برتاؤ کرینگے[2]،

غزوہ تبوک کے بعد ابن ابی نے وفات پائی، حضرت عبد اللہؓ آئے اور عرض کی کہ اپنا قمیص اُتار دیجئے، مین اِس مین اُن کو کفن دون گا، اور اون کے لئے استغفار کیجئے، آنحضرت صلعم دو کرتے زیب تن کیئے تھے، حضرت عبد اللہؓ نے نیچے کا کرتہ پسند کیا، کہ آنحضرت صلعم کا پسینہ اسی مین جذب ہوتا تھا، ارشاد ہوا کہ جنازہ تیار ہو تو مجھے خبر کرنا، مین نماز پڑھاؤن گا،

قبر مین اُتارے جانے کے بعد رسول اللہ صلعم تشریف لائے، قبر سے نکلوایا، اور اپنے گھٹنون پر رکھکر قمیص پہنایا، اور لعاب دہن ملا، اِس کے بعد نماز کے لئے کھڑے ہوئے، حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ! آپ اس پر نماز پڑھین گے، حالانکہ فلان روز اس نے یہ الفاظ کہے تھے، آنحضرت صلعم نے مسکرا کر فرمایا، جاؤ اپنی جگہ پر کھڑے ہو،

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۱۹۷ جلد ۳، [2] طبقات ابن سعد صفحہ ۴۶،

جب زیادہ اصرار کیا تو ارشاد ہوا کہ خدا نے مجھے اختیار دیا ہی، اگر ۷۰ مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے مین اس کی مغفرت ہوجائے تو مین اس کے لیئے تیار ہون،

نماز سے فارغ ہوئے تو تھوڑی دیر مین چند آیتین نازل ہوئین، جس مین ایک یہ تھی ولا تصل علی احد منهم مات ابدًا یعنی اِن لوگون کے جنازہ کی ہرگز نماز نہ پڑہو وحی الٰہی نے حضرت عمرؓ کی تائید کی، تو ان کو اپنی جسارت پر نہایت تعجب ہوا[1]،

وفات، حضرت عبداللہؓ نے جنگ یمامہ مین شہادت پائی، یہ ۱۲ھ ہجری کا واقعہ ہے،

فضل وکمال، فضلاء صحابہ مین تھے، حضرت عائشہؓ ان سے حدیث روایت کرتی ہین لکھنا جانتے تھے، اور کبھی کبھی وحی بھی لکھتے تھے[2]،

* * *

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۱۶۹ و ۸۰۰ و ۸۲ جلد ۱، [2] اصابہ صفحہ ۹۶ جلد ۴،

حضرت عتبان بن مالک رضؓ

نام ونسب، عتبان نام، قبیلۂ سالم سے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہی، عتبان بن مالک بن عمرو بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عمرو بن عوف بن خزرج،

قبا کے قریب مکان تھا اور اپنے قبیلہ کے سردار تھے،

اسلام، ہجرت سے قبل مسلمان ہوئے،

غزوات اور دیگر حالات، صاحب طبقات کے قول کے مطابق حضرت عمرؓ سے اخوت تھی، غزوۂ بدر مین شریک تھے[1]، جب نابینا ہوگئے تو باقی غزوات مین شرکت نہ کرسکے،

مسجد بنی سالم کے امام تھے، مسجد اور مکان کے درمیان ایک وادی پڑتی تھی، بارش ہوتی تو تمام پانی وہان جمع ہوجاتا تھا، نظر کمزور تھی، پانی مین گھس کے مسجد تک جانا نہایت دشوار تھا، آنحضرت صلعم سے عرض کی کہ ایسے وقت مین گھر مین نماز پڑھتا ہون آپ کسی روز میرے ہان تشریف لاکر نماز پڑھئیے، تو اُسی کو سجدہ گاہ بنالون، فرمایا بہتر ہی، مین آؤن گا، دوسرے دن حضرت ابو بکرؓ کے ہمراہ تشریف لائے، اور اجازت لیکر اندر گئے، پوچھا تم کہان نماز پڑھنا چاہتے ہو، انھون نے وہ مقام جہان ہمیشہ نماز پڑھتے تھے، بتادیا، آنحضرت صلعم نے دو رکعتین ادا کین، اس کے بعد تھوڑی دیر توقف فرمایا اور گوشت تناول کرکے واپس تشریف لائے[2]،

نابینا ہونے پر آنحضرت صلعم سے درخواست کی کہ اب مکان مین نماز پڑھ سکتا ہون؟

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۲،۵ جلد ۲، [2] ایضاً صفحہ ۸۵ جلد ۱،

ارشاد ہوا کہ اذان کی آواز پہنچتی ہی؟ چونکہ اذان سنتے تھے، اسلئے آنحضرت صلعم نے اجازت نہین دی[1]،

منصب امامت اخیر عمر تک قایم رہا، امیر معاویہ کے زمانہ مین سنہ ۵۲ھ مین قسطنطنیہ پر حملہ ہوا تھا، محمود بن ربیع اس غزوہ سے واپس ہو کر مدینہ آئے، تو ملاقات ہوئی، انکا بیان ہی کہ اس وقت بہت بوڑھے ہو گئے تھے، نابینا تھے اور اپنی مسجد کی امامت کرتے تھے[2]،

وفات، اسی زمانہ مین اس سرائے فانی سے رحلت فرمائی،

فضل وکمال، صحیحین، مسند ابن حنبل اور مسند ابو داؤد طیالسی مین ان کی حدیثین ہین، آنحضرت صلعم کے زمانہ مین قرآن اور حدیث سننے کے لیے خاص اہتمام کیا تھا، قبا مین رہنے کی وجہ سے مدینہ ۲-۳ میل دور پڑتا تھا، اس بنا پر حضرت عمرؓ سے یہ قرارداد ہوئی کہ باری باری آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوا کرین، چنانچہ ایک دن عتبانؓ مدینہ آتے تھے اور تمام دن مین وحی یا اور خبرین جو کچھ ہوتین حضرت عمرؓ تک پہنچاتے تھے، دوسرے دن حضرت عمرؓ آتے ان کو تمام واقعات بتاتے[3] تھے،

ان کے مکان کا قصہ جو تمام حدیثون مین مذکور ہی، حضرت انسؓ اسکو، "کنوز حدیث" مین شمار کرتے تھے، اور اپنے بیٹے ابوبکر کو اس کے یاد رکھنے کی تاکید کرتے تھے[4]،

راویان حدیث مین حضرت انس بن مالکؓ، محمود بن ربیعؓ، ابوبکر بن انسؓ، حصین محمد سالمیؓ ہین،

اخلاق، تقدس اور حب رسول، مصحف اخلاق کے آیات بینات ہین، آنحضرت صلعم کے

---

[1] مسند ابن حنبل صفحہ ۴۳ جلد ۴، [2] صحیح بخاری صفحہ ۵۰ جلد ۱، [3] ایضاً صفحہ ۱۹ جلد ۱، [4] مسند صفحہ ۴۴ جلد ۴،

زمانہ مین کسی قوم کی امامت کرنا، کوئی معمولی واقعہ نہین، معاذ بن جبل اور سالم مولٰی ابی حذیفہ جیسے اساطین امت، مسجدون کی امامت پر سرفراز ہوتے تھے، حضرت عتبانؓ کے لیئے یہ شرف کیا کم ہے کہ عہد نبوت مین اِن کو امامت کا لازوال فخر حاصل تھا،

حب رسول مین یہ واقعہ کس درجہ حیرت انگیز ہے، نابینا اور معذور ہونے کے باوجود، صرف زمان نبوت کی وجہ سے مسجد جا کر پنجگانہ ادا کرتے تھے، حضرت عتبانؓ نابینا ہو کر جماعت کے پابند تھے، آج ہم مین بہت سے آنکھون والے نماز کے بھی پابند نہین، فاعتبروا یا اولی الابصار،

*

حضرت عبادؓ بن بشر

نام ونسب، عباد نام، ابو بشر، ابو رافع کنیت، قبیلۂ عبدالاشہل سے ہین، سلسلہ نسب یہ ہے، عباد بن بشر بن وقش بن زغبہ بن زعورا بن عبدالاشہل بن جشم بن حارث ابن خزرج بن عمرو (نبیت) بن مالک بن اوس،

اسلام، مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ پر ایمان لائے،

غزوات اور عام حالات، ابو حذیفہ بن عتبہ سے برادری ہوئی، بدر مین شریک تھے، غزوہ احد اور تمام غزوات ومشاہد مین نمایان حصہ لیا،

کعب بن اشرف کے قتل مین محمد بن مسلمہ کے ساتھ شریک تھے، اور بھی چند اشخاص تھے جن مین بعض کے نام یہ ہین، ابو عبس بن جبر، ابو نائلہ سلکان بن سلامہ، حارث ابن اوس بن معاذ، اس واقعہ مین چونکہ غیر معمولی کامیابی نصیب ہوئی تھی، اور اسلام کے ایک بڑے دشمن کا خاتمہ ہوا تھا، فرط مسرت مین چند شعر کہے ہین، جن کو صاحب استیعاب نے نقل کیا ہے[1]،

اصل واقعہ ہم محمد بن مسلمہ کے حالات مین لکھ آئے ہین، ان اشعار سے اس کی کسی قدر تفصیل معلوم ہوتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ عباد بن بشر نے اس کو دو مرتبہ آواز دی، اور کہا ذرہ رہن رکھنے آئے ہین، وہ جلدی سے باہر آیا، محمد بن مسلمہ نے گردن پکڑ کر تلوار کا وار کیا، اور ابو عبس نے مار کر کونہ مین ڈالدیا، اس جماعت کی کل تعداد ۵ تھی،

---

[1] استیعاب صفحہ ۴۲۶ جلد ۲،

سنہ ۵ھ مین خندق کا معرکہ پیش آیا اس مین وہ آنحضرت صلعم کے خیمہ کا چند انصار کے ساتھ، ہر رات کو پہرہ دیتے تھے،[1]

حدیبیہ مین سنہ ۶ھ مین، قریش نے آنحضرت صلعم کی آمد سنکر خالد بن ولیدؓ کو ۲۰۰ سوارون کے ساتھ آگے بھیجا تھا، اس موقعہ پر عباد بن بشرؓ ۲۰ سوارون کے ساتھ خالد کے سامنے پڑے تھے،[2]

غزوۂ طائف کے بعد محرم سنہ ۹ھ مین آنحضرت صلعم نے سلیم اور مزینہ مین صدقات کا عامل بنا کر بھیجا،[3]

اسی سنہ مین بنی مصطلق مین بھی عامل صدقات ہو کر گئے، اور دس روز رہکر واپس آئے، یہان صدقات وصول کرنے کے علاوہ اسلام کے مبلغ بھی تھے، یعنے قرآن پڑھاتے تھے، اور احکام شریعت کی تعلیم دیتے تھے، یہ تمام کام انھون نے نہایت خوبی سے انجام دیئے، ابن سعد لکھتے ہین،

فلم یعد ما امرہ رسول اللہ صلعم	یعنے آنحضرت صلعم نے جو کچھ حکم دیا تھا اس سے سرمو
ولم یضیع حقاً[4]	تجاوز نہین کیا، اور کسی سے ناحق کچھ وصول بھی
.. ..	نہین کیا،

غزوۂ تبوک مین کہ سنہ ۹ھ مین ہوا، رات کو تمام لشکر کے گرد گشت لگاتے تھے، پہرہ دینے والون کی ایک خاص تعداد تھی اور یہ اون پر افسر بنائے گئے تھے،[5]

وفات، جنگ یمامہ مین کہ سنہ ۱۱ھ مین ہوئی، نہایت بہادری سے لڑکر مارے گئے، اس وقت ۴۵ برس کا سن تھا، کوئی اولاد نہین چھوڑی،

---

[1] طبقات ابن سعد صفحہ ۴۸، [2] ایضاً صفحہ ۶۹، [3] ایضاً صفحہ ۱۱۵، [4] ایضاً صفحہ ۱۱۶، [5] ایضاً صفحہ ۱۲۰،

فضل وکمال حضرت عبادؓ اکابر صحابہ مین تھے، اِس بناپر اون کی حدیثون کا ہمارے پاس بڑا مجموعہ ہونا چاہیئے، لیکن اِس کے خلاف اِن سے صرف ۲ حدیثین مروی ہین، جن مین ایک ابوداؤد مین مندرج ہی، لیکن اصل یہ ہی کہ اوس وقت تک اشاعت حدیث کا وقت نہین آیا تھا، صحابہ کثرت سے ہرجگہ موجود تھے، جو خود آغوشِ نبوت کے پروردہ تھے، اِس بناپر بیان روایت اور ترویج حدیث کی ضرورت ہی مفقود تھی،

اس کے ماسوا آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد تمام عرب، میدان جنگ بن گیا تھا، ہرطرف سے فتنے اُٹھ رہے تھے، مدعیانِ نبوت کی الگ سازشین تھین، ایسے وقت مین ظاہر ہے کہ خامہ وقرطاس کی جگہ تیغ وعلم زیادہ ضروری اور حسب مقتضاے وقت تھے،

اِن فرائض کے بعد جب کبھی سکون واطمینان نصیب ہوتا، دوسرا فرض بھی ادا کرتے تھے، چنانچہ بنو مصطلق مین ۱۰ روز رہکر قرآن مجید پڑھا اور شریعت کے تمام ضروری مسائل تلقین کیئے،

اخلاق، جوشِ ایمان کا نظارہ غزوات مین معلوم ہوتا تھا، جانبازی اور سرفروشی کے ساتھ، آنحضرت صلعم اور مسلمانون کی حفاظت مین رات رات بھر پہرہ دینا اور دن کو شریک جہاد ہونا، وہ لازوال سعادت ابدی ہی جو بہت کم لوگون کو میسر آتی ہی، یہ شب بیداری میدان جنگ تک محدود نہ تھی، یون بھی عبادت الٰہی مین رات کا بہت سا وقت صرف ہوتا تھا، ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ کے مکان مین آنحضرت صلعم تہجد پڑھنے اُٹھے، اور عباد کی آواز سُنی تو فرمایا خدا ان کی مغفرت کرے، امام بخاری نے تاریخ مین اور ابویعلی نے مسند مین حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہی، کہ انصار مین تین شخص سب سے بہتر تھے، سعد بن معاذ، اسید بن حضیر، عباد بن بشر،

حضرت عبداللہؓ بن عتیک

نام ونسب، عبداللہ نام، خاندانِ سلمہ نسب یہ ہی، عبداللہ عتیک بن قیس بن اسود ابن مری بن کعب بن غنم بن سلمہ،

ہجرت، ہجرت سے قبل مسلمان ہوئے،

غزوات، غزوۂ بدر کی شرکت مین اختلاف ہی، احد اور باقی غزوات مین شریک تھے،

رمضان سنہ ۶ھ مین آنحضرت صلعم نے اِن کو چار آدمیون پر امیر بنا کر ابورافع کے قتل کرنے کے لیئے خیبر بھیجا تھا، ابورافع نے آنحضرت صلعم کے خلاف غطفان وغیرہ کو بھڑکا کر بڑا جتھا اکٹھا کر لیا تھا، یہ لوگ شام کے قریب قلعہ کے پاس پہونچے، عبداللہ نے کہا کہ تم لوگ یہین ٹھہرو، مین اندر جا کر دیکھتا ہون، پھاٹک کے قریب پہنچکر چادر اوڑھ لی، اور حاجتمندون کی طرح دبک کر بیٹھ گئے، دربان نے کہا مین دروازہ بند کرتا ہون، اندر آنا ہو تو آجاؤ، اندر جا کر اصطبل نظر پڑا، اُسی مین چھپ رہے، ارباب قلعہ کچھ رات تک ابورافع سے باتین کرتے رہے، اِس کے بعد سب اپنے گھرون مین جا جا کر سو رہے، سنّاٹا ہوا تو عبداللہ نے دربان کو غافل پا کر پھاٹک کھولا، اور ابورافع کی طرف چلے، وہ بالاخانہ پر رہتا تھا، اور بیچ مین بہت سے دروازے پڑتے تھے، یہ جس دروازے سے جاتے اوس کو اندر سے بند کر لیتے تاکہ شور ہونے پر کوئی ابورافع تک پہونچ نہ سکے، اِن مراحل کے طے کرنے کے بعد ابورافع کا بالاخانہ نظر آیا، وہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ ایک اندھیرے کمرہ مین سو رہا تھا، انھون نے پکارا

ابو رافع! بولا کون؟ جس طرف سے آواز آئی تھی بڑھکر اُسی سمت تلوار ماری لیکن کچھ نتیجہ نہ نکلا وہ چلّایا، یہ فوراً باہر نکل آئے تھوڑی دیر کے بعد پھر اندر گئے اور آواز بدلکر کہا ابو رافع کیا ہوا؟ بولا ابھی ایک شخص نے تلوار ماری، انھون نے دوسرا وار کیا لیکن وہ بھی خالی گیا، اِس مرتبہ اِس کے شور سے تمام گھر جاگ اُٹھا، انھون نے باہر نکلکر پھر آواز بدلی اور ایک فریادرس کی طرح اندر جاکر کہا مین آگیا، گھبرانے کی کوئی بات نہین، وہ چت لیٹا ہوا تھا، انھون نے دیکھ لیا، اور اس کے پیٹ مین اس زور سے تلوار کونچی کہ گوشت کو چیرتی ہوئی ہڈیون تک جا پہونچی، اس کا فیصلہ کر کے جلدی سے باہر بھاگے، عورت نے آوازدی کہ لینا جانے نہ پائے، چاندنی رات تھی، اور آنکھون سے نظر کم آتا تھا، زینہ کے پاس پہنچکر پیر پھسلا اور لڑھکتے ہوئے نیچے آرہے، پیر مین زیادہ چوٹ لگی تھی، تاہم اُٹھکر عمامہ سے پنڈلی باندھی اور اپنے ساتھیون کو لیکر کوڑے کے ڈھیرون مین چھپ رہے،

ادھر تمام قلعہ مین ہلچل پڑی ہوئی تھی، ہر طرف روشنی کی گئی اور حارث ۳ ہزار آدمی لیکر ڈھونڈھنے کے لئے نکلا، لیکن ناکام واپس گیا، عبداللہؓ نے ساتھیون سے کہا کہ اب تم جاکر رسول اللہ صلعم کو بشارت سناؤ، مین اپنے کانون سے اس کے مرنے کی خبر سنکر آتا ہون،

صبح کے وقت ایک شخص نے قلعہ کی دیوار پر چڑھکر باواز بلند پکارا کہ ابو رافع تاجر اہل حجاز کا انتقال ہوگیا، عبداللہ یہ سنکر نکلے اور بڑھکر ساتھیون سے جا ملے، اور مدینہ پہونچکر رسول اللہ صلعم کو خوشخبری سنائی، آپ نے اونکا پیر دست مبارک سے مس کیا اور بالکل اچھے ہوگئے[1]

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۵۷۷ و ۵۷۸ جلد ۲ و طبقات ابن سعد صفحہ ۶۶،

حضرت عبد اللہؓ کے ساتھ چار آدمی اور بھی شریک تھے، اون کے نام یہ ہین،

عبد اللہ بن انیس، ابو قتادہ، اسود بن خزاعی، مسعود بن سنان[1]،

سنہ ۹ ھ مین آنحضرت صلعم نے حضرت علیؓ کو ۱۵۰ انصار پر افسر مقرر کرکے، بنو طے کا بت توڑنے کے لیے بھیجا تھا، اوس مین جو کچھ پُرانا اسباب اور گائے ہاتھ لگی تھین، اُن کے نگران حضرت عبد اللہؓ[2] تھے،

وفات، جنگ یمامہ سنہ ۱۲ ھ مین شہید ہوئے، یہ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کا زمانہ تھا،

اولاد، ایک بیٹے تھے، جن کا نام محمد تھا، مسند مین ان کی ایک حدیث موجود ہی،

* * *

---

[1] طبقات صفحہ ۶۶، [2] ایضاً صفحہ ۱۱۸،

حضرت عباسؓ بن عبادہ بن نضلہ

نام ونسب، عباس نام، قبیلۂ خزرج سے ہین، نسب نامہ یہ ہے، عباس بن عبادہ بن نضلہ بن مالک بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج،

اسلام، بیعت عقبہ مین شریک تھے، انصار بیعت کے لئے مجتمع ہوئے تو انھون نے کہا، جانتے ہو! تم رسول اللہ صلعم سے کس چیز مین بیعت کروگے؟ عرب وعجم کی جنگ پر، اس مین تم کو بہت سے خطرون کا سامنا ہوگا، ذی اثر لوگ مارے جائین گے، مال تلف ہوگا، پس اگر ان مشکلات کا مقابلہ کرسکو تو بسم اللہ، بیعت کرلو، ورنہ بیکار دین ودنیا کی ندامت سر لینے سے کیا فائدہ؟

انصار نے پوچھا یا رسول اللہ! بیعت کرکے اگر ہم وعدہ وفا کرین تو کیا اجر ملے گا؟ ارشاد ہوا کہ جنت! سب نے کہا تو پھر ہاتھ پھیلائیے، بیعت ختم ہوئی تو عباس بن عبادہؓ نے کہا آپ چاہین تو ہم یہین میدان کارزار گرم کردین، فرمایا ابھی اس کی اجازت نہین،

حضرت عباسؓ بیعت کرکے مکہ مین مقیم ہوگئے، جب ہجرت کا حکم ہوا، مہاجرین کے ہمراہ مدینہ آئے، اس بنا پر وہ مہاجری انصاری ہین، مصنف اصابہ کے نزدیک وہ خود رسول اللہ صلعم کے مہمان یعنی اصحاب صفہ مین داخل تھے،

غزوات اور دیگر حالات، مدینہ آکر حضرت عثمان بن مظعونؓ سے کہ اکابر مہاجرین سے تھے

برادری قایم ہوئی،

بدر مین شریک نہ تھے،

وفات، غزوۂ اُحد مین شریک ہوئے، اور لڑکر شہادت پائی،

اخلاق، جوش ایمان اور حُبّ رسول کا نظارہ بیعت عقبہ مین بخوبی ہوچکا ہی،

◆

حضرت عبد اللہؓ بن زید

نام ونسب، عبد اللہ نام، ابو محمد کنیت، صاحب الاذان لقب، قبیلہ خزرج سے ہین، سلسلہ نسب یہ ہے، عبد اللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبد ربہ بن ثعلبہ بن زید بن حارث بن خزرج،

والد جن کا نام زید بن ثعلبہ تھا صحابی تھے،

اسلام، بیعت عقبہ مین شامل تھے،

غزوات اور دیگر حالات، سنہ ۱ھ مین تعمیر مسجد نبوی کے بعد آنحضرت صلعم نے نماز کے طریقۂ اعلان کے متعلق مشورہ کیا، صحابہ نے مختلف رائین دین، کسی نے کہا کہ علم بلند کیا جائے، بعض کا خیال تھا کہ ناقوس بجایا جائے، لیکن ناقوس مین نصاریٰ کی مشابہت تھی، اس بنا پر آنحضرت صلعم اس کو ناپسند کرتے تھے، تاہم اسی پر اتفاق ہوا اور آپ نے اجازت دیدی، رات کو حضرت عبد اللہؓ نے خواب دیکھا کہ ایک شخص ناقوس لئے کھڑا ہے، پوچھا بیچو گے؟ بولا کیا کروگے؟ کہا نماز کے وقت بجائین گے، اوس نے کہا اس سے بہتر ترکیب بتاتا ہون اور اذان بتائی، صبح اٹھکر آنحضرت صلعم کی خدمت مین پہونچے اور اس بشارت غیبی کا ذکر کیا، فرمایا یہ خواب بالکل سچا ہے تم اٹھ کر بلال کو بتاؤ وہ اذان پکارین، حضرت بلالؓ نے اذان دی تو حضرت عمرؓ گھر سے چادر گھسیٹتے نکلے اور آنحضرت صلعم سے کہا کہ خدا کی قسم مین نے بھی خواب مین یہی الفاظ سنے تھے، آنحضرت صلعم نے دو مسلمانون کے اتفاق پر خدا کا

شکرادا کیا[1]،

اذان کے بعد جماعت کھڑی ہوئی، بلالؓ اقامت کہنا چاہتے تھے، حضرت عبد اللہؓ نے کہا اقامت مین کہون گا[2]،

حضرت بلالؓ کے اذان کہنے کی وجہ یہ تھی کہ وہ حضرت عبد اللہؓ سے زیادہ بلند آواز تھے، چنانچہ صحیح ترمذی مین ہے کہ جب آنحضرت صلعم نے حضرت عبد اللہؓ سے فرمایا کہ تم بلالؓ کو وہ الفاظ بتاؤ تو یہ بھی کہا،

فانہ اندی وامد صوتا منک   وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہین،

اس مقام پر یہ بات لحاظ کے قابل ہے کہ اذان جو در حقیقت نماز کا دیباچہ اور اسلام کا شعار اعظم ہے، حضرت عبد اللہؓ کی رائے سے قائم ہوئی، ہاتف غیب کا رد یا گئے حق آنحضرت صلعم کا اس کو صحیح سمجھنا، اور پھر مسلمانون مین بالاجماع اس پر عملدرآمد ہونا یہ وہ فضیلت و شرف ہے، جس سے حضرت عبد اللہؓ قابل رشک ٹھہرتے ہین،

بعض لوگون کا خیال ہے کہ حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلعم کو یہ مشورہ دیا تھا، چنانچہ صحیح بخاری سے ایسا ہی معلوم ہوتا ہے لیکن اصل یہ ہے کہ اس مین اذان کے الفاظ کا ذکر تک نہین، ابو داؤد مین ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے خواب کو بیس دن چھپایا، جب جب بلالؓ نے اذان دی اس وقت آنحضرت صلعم سے بیان کیا، ارشاد ہوا، تم نے پہلے سے خبر کیون نہ دی؟ عرض کی عبد اللہؓ سبقت کر چکے تھے، اسلیئے مجھے شرم معلوم ہوئی[3]، یہ روایت قطع نظر اس کے کہ حضرت عمرؓ کی فطرت کے بالکل مخالف ہے، نحوائے حدیث کے بھی موافق نہین، اذان کے متعلق جس قدر روایتین مذکور ہین اون مین،

---

[1] جامع ترمذی صفحہ ۳۰ و مسند صفحہ ۴۲ جلد ۴، [2] مسند صفحہ ۴۲ جلد ۴ [3] فتح الباری صفحہ ۶۶ جلد ۲،

قدر مشترک یہ ہی کہ آنحضرت صلعم نے دن کو جلسہ میں مشورہ کیا اور اسی میں ایک بات طے پا گئی، عبد اللہ بن زیدؓ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ ناقوس بجنا طے پایا تھا، رات کو انھوں نے خواب دیکھا اور فجر کے وقت اذان پکاری گئی، اس بنا پر عبد اللہ بن زیدؓ کی حدیث، ابن عمر کی حدیث مندرجۂ بخاری کی گویا تفسیر و تشریح ہی، امام بخاری کو بھی یہ حدیث معلوم تھی لیکن چونکہ اون کی شرائط کے لحاظ سے کم مرتبہ تھی، صحیح میں درج نہ کی[1]،

حقیقت یہ ہی کہ ان روایات سے کسی کے تقدم و تاخر کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا یہی وجہ ہی کہ امام **بخاری** نے عمداً اس بحث سے گریز کیا ہی، ورنہ طبرانی کی روایت کے بموجب تو حضرت ابو بکرؓ نے بھی اذان کا خواب دیکھا تھا، امام **غزالی** نے وسیط میں لکھا ہی کہ دس شخصوں سے زیادہ اس میں شریک تھے، **جیلی** نے شرح تنبیہ میں ۱۴ اشخاص کی تعیین کی ہی، **مغلطائی** نے بالکل صحیح لکھا کہ یہ تمام روایتیں ناقابل استناد ہیں، صرف عبد اللہ بن زیدؓ اور بعض طرق سے حضرت عمرؓ کا قصہ، پایۂ ثبوت تک پہنچا ہی[2]، لیکن ان دونوں صاحبوں میں بھی عبد اللہ بن زیدؓ کی روایت متعدد طرق سے ثابت ہے اور صحابہ کی ایک جماعت نے ان سے اس قصہ کو نقل کیا ہی[3]،

اِن تمام روایتوں سے ثابت ہو گیا کہ اذان کا خواب خواہ کسی نے بھی پیشتر دیکھا ہو لیکن اسکی تعبیر جس ذات گرامی سے پوری ہوئی وہ حضرت عبد اللہؓ بن زید بن عبد ربہ تھے، اور اسی وجہ سے وہ صاحب اذان کے لقب سے مشہور ہوئے،

اِس عظیم الشان فخر سے بہرہ اندوز ہونے کے بعد سعادت ابدی کی بہت سی

---

[1] فتح الباری صفحہ ۶۳ جلد ۲، [2] ایضاً، [3] ایضاً صفحہ ۶۶ جلد ۲،

راہین کشادہ تھین، چنانچہ ٢ھ مین غزوۂ بدر پیش آیا، انھون نے اس مین بھی شرکت کا شرف حاصل کیا، اس کے علاوہ تمام غزوات مین شریک ہوئے،

غزوۂ مکہ کی شاندار فتح مین بنو حارث بن خزرج کا علم انھین کے ہاتھ مین تھا،[1]

حجۃ الوداع کے موقع پر جب آپ نے بکریان تقسیم کین، یہ پاس کھڑے تھے، ان کو کچھ نہ دیا لیکن پھر ایک لازوال دولت عطا فرمائی، آپ نے بال بنوائے تھے، کچھ ان کو عنایت کیئے باقی اور لوگون مین تقسیم ہوئے، یہ بال جو مہندی سے رنگے ہوئے تھے ان کے خاندان مین تبرکاً محفوظ رہے،[2]

وفات، ٣٢ھ مین بعمر ٦٤ سال انتقال فرمایا، حضرت عثمانؓ نے نماز جنازہ پڑہائی، بعض لوگون کا خیال ہی کہ احد مین شہید ہوئے تھے، اور انکا ثبوت یہ ہی کہ عبد اللہ کی صاحبزادی جب حضرت عمرؓ کے ہان گئین تو کہا کہ میرے باپ بدر مین شریک تھے اُحد مین مارے گئے، حضرت عمرؓ نے کہا پھر جو مانگنا ہو مانگو، انھون نے کچھ مانگا اور کامیاب واپس آئین،[3]

یہ حلیہ کی روایت ہی، لیکن مسند اور تمام کتب رجال اس کے خلاف شاہد ہین، اس بناء پر قابل قبول کیونکر ہوسکتی ہی، اس کے ماسوا یہ خیال حاکم کا ہی، اور انھون نے مستدرک مین خود اس کے خلاف رائے ظاہر کی ہی،

اولاد، ایک صاحبزادی تھین جن کا اوپر ذکر ہوا، ایک بیٹے تھے انکا نام محمد تھا، آنحضرت صلعم کے عہد مین پیدا ہوئے تھے،

فضل وکمال، امام بخاری نے لکھا ہی کہ ان سے صرف ایک حدیث اذان کے متعلق مروی ہے،

---

[1] استیعاب صفحہ ٣٦٨ جلد ١، [2] مسند صفحہ ٤٢ جلد ٤ [3] اصابہ صفحہ ٢ جلد ٤،

ترمذی بھی اسی کی تائید کرتے ہین، لیکن حافظ ابن حجر کو ۶، ۷ حدیثین ملی تھین، جن کو اونھون نے علٰحدہ ایک جزء مین جمع کردیا تھا[1]،

ان کے راویان حدیث کے زمرہ مین حسب ذیل نام ہین، محمد، عبد اللہ بن محمد، سعید بن مسیب، عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ،

اخلاق، عسرت و تنگی مین خدا کی راہ مین صرف ایثار نفس کا اعلیٰ ترین مرتبہ ہی حضرت عبد اللہؓ کے پاس بہت قلیل جائداد تھی، جس سے وہ اپنے بال بچون کی پرورش کرتے تھے، لیکن انھون نے کل کی کل صدقہ کردی، ان کے باپ نے آنحضرت صلعم سے آکر واقعہ بیان کیا، آپ نے ان کو بلاکر فرمایا کہ خدا نے تمہارا صدقہ قبول کیا، لیکن اب تمہارے باپ کی میراث کے نام سے تم کو واپس دیتا ہی، تم اس کو قبول کرلو[2]،

---

[1] تہذیب صفحہ ۲۲۴ جلد ۵، [2] اسد الغابہ صفحہ ۲۳۳ جلد ۲،

حضرت عبداللہ بن زید بن عاصمؓ

نام ونسب، عبداللہ نام، ابو محمد کنیت، قبیلہ خزرج سے ہین، نسب نامہ یہ ہے، عبداللہ بن زید بن عاصم بن کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج، مان کا نام ام عمارہ تھا،

اسلام، ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے،

غزوات، بدر کے علاوہ تمام غزوات مین شرکت کی، مشہد بیعت الرضوان مین موجود تھے[1]

جنگ یمامہ مین نہایت نمایان حصہ لیا، مسلمہ کذاب مدعی نبوت نے ان کے بھائی حبیب بن زیدؓ کو قتل کرایا تھا، حضرت عبداللہؓ وقت کے منتظر تھے، جنگ یمامہ مین خوش قسمتی سے موقع مِل گیا، پہلے وحشی نے مسلمہ کے تیر مارا پھر عبداللہؓ نے بڑھکر تلوار کا وار کیا، اور قتل کردیا[2]،

وفات، سنہ ۶۳ھ مین خود قتل ہوئے، یزید بن معاویہ کی خلافت سے تمام مدینہ بیزار تھا، اِس بناء پر اس کی بیعت توڑکر عبداللہ بن حنظلہؓ انصاری سے بیعت کی، یزید نے ایک لشکر بھیجا، حضرت ابن حنظلہؓ نے تمام شہر سے جہاد پر بیعت لینا شروع کی، حضرت عبداللہ بن زیدؓ کو خبر ہوئی تو پوچھا بیعت کی شرط کیا ہی؟ جواب ملا موت! بولے کہ مین رسول اللہ صلعم کے بعد کسی سے اِس شرط پر بیعت[3] نہین کرسکتا،

لیکن چونکہ یہ حق و باطل کا معرکہ تھا، اپنے دو بیٹون کے ساتھ میدان پہونچے

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۵۹۹ جلد ۲ [2] اسد الغابہ صفحہ ۱۶۸ جلد ۳، [3] بخاری صفحہ ۵۹۹ جلد ۲،

اور وہین شہادت حاصل کی، یہ ماہ ذی الحجہ کی اخیر تاریخون کا واقعہ ہی،

اس وقت بقول واقدی وہ ہفتاد سالہ تھے، لیکن ہمارے نزدیک یہ صحیح نہین غزوۂ اُحد مین ان کی شرکت مسند مین بالتصریح مذکور ہی[1]، اور اسماء الرجال کے تمام مصنفین متفق ہین، بلکہ بعض نے تو بدر کی شرکت بھی تسلیم کی ہی، غزوہ کی شرکت کے لیے ۱۵ سال کی عمر شرط ہی، اس بنا پر وہ اُحد مین کم از کم پانزدہ سالہ تھے، اور اس لئے وفات کے وقت ان کی عمر ۷۵ سال ٹھہرتی ہی،

اولاد، | دو لڑکے تھے، خلاد، اور علی، حرہ مین قتل ہوئے،

فضل وکمال، | چند حدیثین روایت کین، راویون کے نام یہ ہین، عباد بن تمیم، (بھتیجے تھے) سعید بن مسیب، یحیی بن عمارۃ، واسع بن حبان، عبادہ بن حبیب، ابو سفیان مولی ابن ابی احمد،

اخلاق، | حب رسول کا منظر یہ ہی، آنحضرت صلعم ان کے مکان تشریف لے گئے، وہ پانی لائے اور وضو کے لیے رکھا[2]، آپ نے جس طرح وضو کیا تھا ان کو یاد تھا، چنانچہ ایک زمانہ کے بعد جب لوگون نے آنحضرت صلعم کے وضو کی کیفیت پوچھی تو خود اسی طرح وضو کر کے بتلایا[3]،

---

[1] مسند صفحہ ۴۱ جلد ۴، [2] ایضاً صفحہ ۴۰ جلد ۴، [3] ایضاً صفحہ ۴۰ جلد ۴،

حضرت عبداللہ بن یزید خطمی رض

نام و نسب، عبداللہ نام، ابو موسی کنیت، قبیلہ اوس سے ہین، سلسلہ نسب یہ ہے عبداللہ ابن یزید بن زید بن حصن بن عمرو بن حارث بن خطمہ بن جشم بن مالک بن اوس،

والد جن کا نام یزید تھا صحابیت کے شرف سے ممتاز تھے، احد اور ما بعد کے غزوات مین شریک ہوئے، اور فتح مکہ کے قبل وفات پائی،

اسلام، عبداللہ اپنے والد کے ساتھ ایمان لائے،

غزوات، بیعت رضوان مین شرکت کی، اس وقت ۱۷ برس کا سن تھا، بعد مین جو غزوات ہوئے اون مین بالالتزام حصہ لیا،

جسر ابی عبید کے واقعہ مین جو شعبان ۱۳ھ مین تھا، شکست کی خبر مدینہ لیکر بھی گئے تھے[1]،

جناب امیر علیہ السلام کے عہد خلافت مین جو معرکے ہوئے، سب مین اون کے ساتھ شریک رہے،

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے عہد مین کچھ دنون مکہ معظمہ کے امیر تھے، لیکن چونکہ مکہ خود حضرت عبداللہ بن زبیر رض کا مستقر خلافت تھا نائب کی ضرورت نہ تھی، اس بنا پر اس عہدہ سے سبکدوش کر دیئے گئے اور وہین ٹھہر گئے[2]،

یزید کی وفات کے ۳ ماہ بعد ۶۵ھ مین ابن زبیر رض نے ان کو کوفہ کا امیر بنایا،

---

[1] اصابہ صفحہ ۳۴۳ جلد ۴، [2] ایضاً،

اس زمانہ مین شعبی ان کے کاتب (میرمنشی) تھے،

اس کے بعد کوفہ کی سکونت اختیار کی اور مکان بنوایا،

وفات، اسی عہد خلافت مین وفات پائی،

اولاد، ایک لڑکا مسمّٰی بہ موسیٰ اور ایک لڑکی (عدی بن ثابت کی ماں) یادگار چھوڑی،

فضل وکمال، فضلائے صحابہ مین[1] تھے، اور امیر معاویہ کے زمانۂ مین خلافت مین فقہ وفتاوی مین مرجعِ عام بن گئے تھے[2]،

با این ہمہ فضل وکمال ان کے سلسلہ سے صرف ۲۷ روایتین ہین، جن مین بعض جناب رسول اللہ صلعم سے سنی تھین، اور بعض حضرت ابو ایوبؓ انصاری، ابن مسعودؓ، قیس بن سعدؓ، ابن عبادہ، حذیفہ بن الیمانؓ، زید بن ثابتؓ، براء بن عازبؓ اور حضرت عمرؓ کی کتاب سے روایت کی تھین،

راویانِ حدیث کے سلسلہ مین حسب ذیل حضرات کا نام لیا جاسکتا ہی، موسیٰ، (بیٹے تھے) عدی بن ثابت (نواسے تھے) محارب بن دثار، شعبی، ابو اسحاق سبیعی، محمد بن کعب قرظی، ابن سیرین، ابو بردہ بن ابی موسیٰ، ابو جعفر فراد،

اخلاق، مصنف اصابہ لکھتے ہین،

کان من اکثر الناس صلاۃ وکان لا	نمازون کی کثرت مین اپنے اقران سے عموماً ممتاز تھے
یصوم الا یوم عاشوراء[3]،	البتہ روزہ (رمضان کے علاوہ) صرف عاشورہ کے دن رکھتے تھے،

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۲۷۴ جلد ۳، [2] یعقوبی صفحہ ۲۸۶ جلد ۲، [3] اصابہ صفحہ ۳۴۳ جلد ۱،

حضرت عبدالرحمٰن رضؓ بن شبل

نام ونسب، عبدالرحمٰن نام، قبیلہ اوس سے ہیں، عبدالرحمٰن بن شبل بن عمرو بن زید بن نجدہ بن مالک بن لوذان بن عمرو بن عوف بن عبدعوف بن مالک بن اوس،

جاہلیت میں مالک بن لوذان کی اولاد بنو صما، کہلاتی تھی، یہ قبیلہ مزینہ کی ایک عورت کا نام تھا، جو مالک کی بیوی تھی،[1] آنحضرت صلعم نے مکروہ سمجھکر بنو سمیعہ نام رکھا،

عام حالات، انصار کے نقیبوں میں انکا بھی شمار تھا، (غالباً بیعت عقبہ کے نقیب مراد نہیں)[2]

عہد نبوت کے بعد شام کی سکونت اختیار کی اور حمص میں قیام کیا،

وفات، امیر معاویہ کے عہد حکومت میں فوت ہوئے،

اولاد، حسب روایت ابن سعد، ۳ بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑی، ان کے نام یہ ہیں،

عزیز، مسعود، موسیٰ، جمیلہ،

فضل وکمال، علماء صحابہ میں تھے، امیر معاویہ نے ان کے پاس خط لکھا کہ آپ نے جو حدیثیں سنی ہوں، لوگوں کو ان سے آگاہ کر دیجئے، حضرت عبدالرحمانؓ نے مجمع کرکے چند حدیثیں بیان کیں،[3] بعض روایتوں میں ہے

بعث معاویة الی عبدالرحمن بن شبل	امیر معاویہ نے کہلا بھیجا کہ آپ فقہاء اور قدماء
انك من فقهاء اصحاب رسول الله صلعم	صحابہ میں ہیں، اسلئے لازم ہے کہ وعظ
وقدمائهم فقم فی الناس وعظهم،	کہا کریں،

---

[1] اصابہ صفحہ ۳۰۰ جلد ۴، [2] خلاصہ [illegible] [3] [illegible] ۴۲۸ جلد ۳

امیر معاویہ سے ملے تو اونھون نے کہا کہ جب آپ میرے ہان آئین تو کوئی حدیث روایت کرین،

استقصار سے ۱۴ حدیث دستیاب ہوئین لیکن مشہور صرف تین ہین، یہ حدیثین ادب المفرد ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ مین مذکور ہین،

راویان حدیث کے نام یہ ہین، تمیم بن محمود، ابوراشد حرانی، یزید بن خمیر، ابوسلام اسود،

---

[1] مسند صفحہ ۴۴۴ جلد ۳،

حضرت عثمان رضؓ بن حنیف

نام ونسب، عثمان نام، ابو عمرو کنیت، قبیلۂ اوس سے ہین، نسب نامہ یہ ہی، عثمان بن حنیف بن واہب بن العکیم بن ثعلبہ بن حارث بن مجدعہ بن عمرو بن حنش بن عوف بن عمرو بن عوف ابن مالک بن اوس،

اسلام، اپنے برادر اکبر حضرت سہل بن حنیفؓ کے ساتھ مسلمان ہوئے،

غزوات، احد اور مابعد کے غزوات مین شرکت کی، ترمذی کے نزدیک بدر مین بھی شریک تھے، لیکن یہ رائے جمہور محدثین کے خلاف ہی،

دیگر حالات، عراق اور کوفہ فتح ہونے کے بعد ۱۶ھ مین حضرت عمرؓ نے خراج کے نظم و نسق کی طرف توجہ کی، انکا یہ عام اصول تھا کہ ہر ملک کا انتظام وہان کے قدیم رسم و رواج کے موافق کسی قدر اصلاح کے ساتھ بحال رکھتے لیکن عراق مین اس وقت جو مالگذاری کا طریقہ رائج تھا، اوس مین دستور قدیم کے خلاف مختلف تبدیلیان ہوچکی تھین، اس بنا پر حضرت عمرؓ نے مزید تحقیقات کے لیے عراق کی پیمایش کا فیصلہ کیا،

چونکہ اس کام کے لیئے دیانت و امانت کے علاوہ پیمایش اور حساب کا جاننا نہایت ضروری ہی، اور اس زمانہ مین عرب عموماً ان چیزون سے ناآشنا تھے، حضرت عمرؓ کو انتخاب مین سخت دقت پیش آئی، مجلس شوریٰ قایم کرکے صحابہ کے سامنے انتخاب کا مسئلہ پیش کیا، تمام صحابہ نے عثمان بن حنیف کے لیئے بالاتفاق رائے دی، اور کہا کہ وہ اس سے زیادہ اہم کام انجام دینے کی قابلیت رکھتے ہین، حضرت عمرؓ نے صحابہ کے اجماع عام سے عثمان بن حنیف کو

بند وبست کی تولیت (کمشنری) کے لئے نامزد فرمایا،

چلتے وقت پیمانہ بنا کر دیا[1]، حضرت عثمانؓ نے اوسی کے بموجب پیمایش کی، اس موقع پر جو احتیاط ان کی جانب سے وقوع میں آئی، اوس کو قاضی ابو **یوسف** صاحب کتاب الخراج میں اس طرح بیان کرتے ہیں[2]،

کان عثمان عالما بالخراج فمسحها مساحة   عثمان کو خراج میں پوری واقفیت تھی، اس بناپر

الدیباج .. ..   زمین کو اس صحت کے ساتھ پیمایش کی جس طرح قیمتی

.. ..   کپڑا ناپا جاتا ہے،

۳۶،۰۰۰،۰۰۰

یہ کام کئی مہینے تک جاری رہا، پہاڑ، صحرا اور دریا کو چھوڑ کر قابل زراعت زمین میں کرور ۶ لاکھ جریب ٹھہری[3]، پہاڑ وغیرہ کی پیمایش کو خود حضرت عمرؓ نے[4] منع کر دیا تھا،

بند وبست ختم ہوا تو کوفہ کے صاحب الخراج (کلکٹر) مقرر ہوئے، مصنف استیعاب لکھتے ہیں[5]

ولاه عمر مساحة الارضين وجبايتها   حضرت عمرؓ نے ان کو زمین کی پیمایش، وصول مالگذاری،

وضرب الخراج والجزية على اهلها،   اور تشخیص خراج وجزیہ پر مامور کیا تھا،

اس عہدہ پر مامور ہو کر انھون نے مالگذاری کی تشخیص کی اور حسب ذیل شرح پر لگان مقرر کی[6]:-

انگور	فی جریب یعنی پون بیگہ پختہ	۱۰ درہم سالانہ
نخلستان	"	۸ " "
نیشکر	"	۶ " "

---

[1] یعقوبی صفحہ ۱۷۴ جلد ۲، [2] کتاب مذکور صفحہ ۲۱ و ۲۲، [3] ایضاً صفحہ ۲۰، [4] یعقوبی صفحہ ۱۷۴ جلد ۲،

[5] استیعاب صفحہ ۴۷۵ و جلد ۲، [6] کتاب الخراج صفحہ ۲۰،

گیہون	فی جریب یعنے پون بیگہ پختہ	۴ درہم سال
جو	"	۲ " "

جزیہ کی شرح حسب ذیل تھی،

امراء سے	۴۸ درہم سال
متوسطین سے	۲۴ " "
غرباء سے	۱۲ " "

عورتین اور بچے جزیہ سے مستثنی تھے[1]،

جزیہ کے وصول کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ ذمیون کے رؤسا جن کو دہقان کہتے تھے، ان کو لیکر عدالت مین حاضر ہوتے تھے، حضرت عثمانؓ ان سے روپے لیتے اور مُہر لگاتے، چنانچہ ۵ لاکھ ذمیون کے مہرین لگائین، اس کے بعد اون کو سردارون کے سپرد کیا اور انگوٹھیان توڑ[2] ڈالی گئین،

بندوبست جس خوبی سے ہوا تھا اوس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دوسرے ہی سال خراج کی مقدار ۸ کرور سے ۱۰ کرور بیس ہزار درہم تک پہونچ[3] گئی، اس کے بعد بھی اضافہ ہوتا گیا، خاص کوفہ جو حضرت عثمانؓ کا دار الامارۃ تھا، اوس کی آمدنی مین حیرت انگیز ترقی ہوئی، چنانچہ حضرت عمرؓ کی وفات کے ایک سال قبل اس کا خراج ایک کرور تک پہونچ[4] گیا تھا، تشخیص مین جس قدر نرمی اور آسانی کی گئی تھی اِس کا اندازہ اِس سے ہو سکتا ہے، کہ حضرت عمرؓ کی وفات سے ۳-۴ سال قبل، عثمان اور حذیفہ مدینہ آئے تو اونھون نے فرمایا

---

[1] کتاب الخراج صفحہ ۲۰ و ۲۱، ویعقوبی صفحہ ۱۴۲ جلد ۲، [2] ایضاً صفحہ ۱۴۳، [3] یعقوبی صفحہ ۱۴۴ جلد ۲،

[4] استیعاب صفحہ ۴۹۶ جلد ۲،

شاید تم نے زمین پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ لاد دیا ہی" اس موقع پر عثمان نے جو جواب دیا[1]، یہ تھا،

لقد ترکت الضعف ولو شئت لاخذتہ،	مین نے آدھا چھوڑ دیا ہی، آپ چاہین تو وہ بھی لِ سکتا ہی،

با این ہمہ جب خراج روانہ ہوتا تو کوفہ اور بصرہ کے ۱۰، ۱۰ آدمی مدینہ جاتے اور حضرت عمرؓ کے سامنے شرعی قسم کھا کر کہتے کہ اس مین کسی مسلمان یا ذمی سے ایک حبہ بھی جبراً وصول نہین کیا گیا[2]،

خراج اور جزیہ کی حضرت عثمانؓ نے جس قابلیت سے تشخیص کی تھی اس کا مقتضا یہ تھا کہ سلطنت کے دوسرے صوبون مین بھی اس کو نافذ کیا جائے، چنانچہ حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعری حاکم بصرہ کو حکم بھیجا کہ تم بصرہ مین، کوفہ کے مطابق خراج مقرر کرو[3]،

کوفہ کی آمدنی وہان کے خزانہ مین جمع رہتی تھی، دار الخلافت کو ۲ کرور سے ۳ کرور تک بھیجا جاتا تھا[4]،

ملک کی اس کثیر آمدنی مین حضرت عثمانؓ کو جو کچھ ملتا تھا، اب اوس کا بیان نہایت ضروری ہی، ابن واضح کاتب عباسی لکھتے ہین[5]

واجری علی عثمان بن حنیف خمسۃ دراھم فی کل یوم وجرابا من دقیق	عثمان کو ۵ درہم یومیہ اور ایک تھیلی آٹا ملتا تھا،

قاضی ابو یوسف صاحب نے گوشت کے متعلق بھی تصریح کی ہی، یعنی ایک بکری کے

---

[1] کتاب الخراج صفحہ ۲۱، [2] ایضاً صفحہ ۶۵ [3] یعقوبی صفحہ ۱۷۴ و ۱۷۵، جلد ۲، [4] ایضاً صفحہ ۱۷۵ جلد ۲، [5] ایضاً صفحہ ۱۷۴،

۳ حصے ہوتے تھے، ایک حصہ والی کو، ایک قاضی کو، اور ایک عثمان کو ملتا تھا، حضرت عمرؓ نے ان لوگون سے فرمایا تھا کہ "مین اور تم اس مال سے اس قدر لے سکتے ہین جتنا ایک یتیم کا کفیل، یتیم کی جائداد سے لیتا ہی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی کہ جو غنی ہو، ایثار کرے اور محتاج مناسب رقم لے، کیونکہ جو زمین ایک بکری روزانہ دیگی، خدا کی قسم بہت جلد تباہ ہوجائیگی"[1]

خلافت فاروقی کے بعد خلافت عثمانی مین مدینہ آئے[2]، اور حضرت علیؓ کے عہد مبارک مین بصرہ کے حاکم مقرر ہوئے، ابھی چند ماہ گذرے تھے، کہ حجاز سے بدامنی کا ایک طوفان اٹھا جس نے بصرہ کے قصر امن کی اینٹ سے اینٹ بجادی، حضرت طلحہؓ زبیر اور حضرت عایشہؓ نے حضرت امیر علیہ السلام کے مقابلہ مین خروج کے لیئے اسی مقام کو تاکا تھا، یہان پہلے سے ان بزرگون کا اثر قائم تھا، اس بنا پر حضرت عثمان بن حنیفؓ کو قیام امن اور رفع شور و شر کے لیئے طرح طرح کی دقتین پیش آئین، یہ سیلاب بصرہ پہونچا تو امن و سکون کی دیوارین ہل گئین، لوگون نے حضرت عثمانؓ کو خبر کی، انھون نے دو آدمیون کو اس لشکر کے سرگروہون کے پاس روانہ کیا، لیکن جواب نہایت مایوس کن ملا، عثمان نے سنکر کہا

انا للہ وانا الیہ راجعون: دارت رحی الاسلام ورب الکعبۃ، افسوس! اسلام مین خانہ جنگی شروع ہوگئی، لوگون سے مشورہ کرکے مدافعت کے لیئے تیار ہوئے، حجازی گروہ شہر کے قریب پہونچا تو حکومت کی فوج مزاحم ہوئی، جس مین لڑائی تک نوبت پہنچی، اس موقع پر حضرت عایشہؓ کی پُر اثر آواز نے افواج حکومت پر سحر و افسون کا کام کیا اور دو فرقے پیدا ہوگئے، جن مین ایک ٹوٹ کر حجازیون سے جا ملا، نتیجہ یہ ہوا کہ افواج حکومت نے شکست کھائی، اور ایک صلح نامہ مرتب کیا گیا، چنانچہ بجنسہ درج ذیل ہی،

---

[1] کتاب الخراج صفحہ ۲۰، [2] مسند صفحہ ۱۳۵، جلد ۴،

"بسم اللہ الرحمن الرحیم ہذا ما اصطلح علیہ طلحۃ والزبیر ومن معہما من المومنین والمسلمین وعثمان بن حنیف ومن معہ من المومنین والمسلمین ان عثمان یقیم حیث ادرکہ الصلح علی ما فی یدہ وان طلحۃ والزبیر یقیمان حیث ادرکہما الصلح علی ما فی ایدیہما حتی یرجع امین الفریقین کعب بن سور من المدینۃ ولا یضار واحد من الفریقین الآخر فی مسجد ولا سوق ولا طریق ولا فرضۃ بینہم عیبۃ مفتوحۃ حتی یرجع کعب بالخبر فان یرجع بان القوم اکرہوا طلحۃ والزبیر فالامر امرہما وان شاء عثمان خرج حتی یلحق بطیتہ وان شاء دخل معہما، وان رجع بانہما لم یکرہا فالامر امر عثمان فان شاء طلحۃ والزبیر قاما علی طاعۃ علی وان شاء اخرجا حتی یلحقا بطیتہما والمومنون اعوان الفالج منہما"

صلحنامہ کے بموجب کعب بن سور ازدی مدینہ گئے اور جمعہ کے دن مسجد نبوی مین مسلمانون کے مجمع عام سے سوال کیا، کہ کیا طلحہ وزبیر نے جبراً بیعت کی؟ تمام مجمع خاموش تھا، لیکن اسامہ بن زید بول اُٹھے کہ خدا کی قسم انھون نے جبراً بیعت کی! اس پر مجمع کے کچھ لوگ اسامہ کے رتبہ کا بھی پاس نہ کرکے اون کی طرف بڑھے، حضرت ابوایوب، محمد بن مسلمہ اور دیگر اکابر صحابہ نے اسامہ کو خطرہ مین دیکھکر بیک زبان کہا ہان انھون نے جبراً بیعت کی، اسامہ کو چھوڑدو، اس آواز پر مجمع منتشر ہوگیا اور اسامہ کی جان بچ گئی، کعب کیلئے اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوسکتا تھا، مدینہ سے روانہ ہوئے، حضرت علیؓ نے عثمان بن حنیف کے پاس ایک خط لکھا کہ طلحہ اور زبیر کو اگر مجبور بھی کیا گیا، تو جماعت عامہ کے اتفاق اور اجماع پر، نہ کہ تفریق واختلاف پر، اسلیئے وہ بیعت توڑتے ہین تو مجھے کیا جواب دینگے، اور اگر اس کے سوا کوئی اور ارادہ ہے تو اون کو ہم کو اس پر غور کرنا چاہیئے"
یہ خط اگرچہ سرتاپا حق وصداقت تھا تاہم مخالف کے مفید مطلب تھا، کعب نے بصرہ پہونچکر

سارا حال بیان کیا تو صلحنامہ کالعدم ہوگیا، اور حضرت طلحہ و زبیرؓ کی طرف سے شہر خالی کرنے کا مطالبہ پیش ہوا، حضرت عثمانؓ نے جواب دیا کہ اب بحث دوسری پیدا ہوگئی، چونکہ اُمنگ و جوش کا فیصلہ دلیل و بحث کے بجائے تیغ و خنجر کی زبان کرتی ہی، طلحہ و زبیر نے رات کے وقت اپنی جماعت کے آدمیون کو جامع مسجد بھیجا، عشاء کا وقت تھا، اندھیری رات اور پھر سردی کی وجہ سے حضرت عثمانؓ کے برآمد ہونے مین دیر ہوئی، اِن لوگون نے اپنی جماعت کے ایک شخص عتاب بن اسید کو امام بنا کر آگے بڑھایا، چونکہ امامت اِس زمانہ مین لازمۂ حکومت تھی، اور سیاسی اہمیّت رکھتی تھی، زطّ اور سیابجہ نے جو شہر کے انتظام کے لیئے مقرر تھے، عتاب کو امامت سے روکا، جس مین تلوار تک نوبت پہونچی، اِن لوگون نے سپاہیون کو ایک طرف مصروف کرکے، قصر امارت کا رُخ کیا، چونکہ نماز عشا بہت دیر مین پڑھی جاتی تھی، پہرہ دار جو تعداد مین ۴۰ تھے سو گئے تھے، یہ لوگ موقع پاکر اندر گھُسے اور حضرت عثمانؓ کو پکڑ کر طلحہ و زبیر کے سامنے لائے، انھون نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا، حکم ہوا اس کو قتل کردو، لیکن اِس سے انصار کے برہم ہونے کا خوف تھا، اِس بنا پر قتل کے بجائے قید کرنے کی تجویز ٹھہری، چنانچہ اسی مقام پر پیرون سے روندے گئے، ۴۰ کوڑے پڑے، اور ڈاڑھی، سر، ابرو، اور پلکون کے بال سخت بیرحمی سے نوچ لیئے گئے،

اللہ اکبر! یہ کیا عجیب نظارہ تھا، حاکم عراق، خلافت عظمیٰ کا دست و بازو، عہد فاروقی کا ایک مدبر اور معزز افسر اور سب سے بڑھکر یہ کہ مسند نبوت کا ایک حاشیہ نشین کس بیرحمی سے ذلیل و رسوا کیا جاتا ہی، جو شخص کل تک جاہ و جلال، طبل و علم، خیل و سپاہ، خدم و حشم اور تیغ و سنان کا مالک تھا، آج بیکسی کے اِس المناک درجہ پر ہی

کہ اوس کے لیئے خود اپنا سر بھی وبالِ جان ہوگیا ہے،

لیکن یہ ابتلاء، یہ صبر، یہ تحمل مصائب بیکار نہ تھا، حکیم بن جبلہ کو خبر ہوئی تو صبح کے وقت عبد القیس اور بکر بن وائل کے قبائل کو لیکر ابن زبیر کے پاس پہونچا، اور چند شرطیں پیش کین، جن مین ایک عثمان کی قید سے سبکدوشی بھی تھی، ابن زبیر نے صاف انکار کیا اور ابن جبلہ کے ساتھیون اور ابن زبیر کی جماعت مین کشت و خون کا بازار گرم ہوگیا، جس مین ابن جبلہ مع کثیر رفقا کے کام آیا، ادھر طلحہ و زبیر کو خبر پہنچی تو انھون نے حضرت عایشہ کے پاس آدمی بھیجکر حضرت عثمان رض کا بند قید کاٹ دیا اور وہ ربذہ روانہ ہوگئے حضرت علی علیہ السلام مدینہ سے کوچ کر کے یہین مقیم تھے، عثمان سامنے آئے تو لوگون سے فرمایا "دیکھو مین نے ان کو بوڑھا بھیجا تھا اب جوان واپس آئے ہین" عثمان نے کہا، امیر المومنین! آپ نے ڈاڑھی مونچھون کے ساتھ بھیجا تھا، آج آپ کے سامنے ایک بے ریش و بروت امرد کی صورت مین آیا ہون، فرمایا اصبت اجراً و خیراً، تم کو اس کا اجر ملے گا،[1]

اس کے بعد غزوۂ جمل پیش آیا اور بصرہ فتح ہو کر عبد اللہ بن عباس والی مقرر ہوئے، حضرت عثمان رض نے کوفہ مین جس کو دار الخلافت ہونے کا شرف حاصل ہوا تھا، اقامت اختیار کی،

وفات، امیر معاویہ کے زمانۂ خلافت مین انتقال کیا،

اولاد، عبد الرحمان نام ایک لڑکا یادگار چھوڑا،

فضل و کمال، حضرت عثمان رض عرب مین غیر معمولی قابلیت کے انسان تھے، حساب دانی اور مساحت کا کام جس خوبی سے انھون نے انجام دیا، اس کو تم اوپر پڑھ چکے ہو، حساب کتاب کے علاوہ حدیث و فقہ کی واقفیت اور مسائل پر عبور حضرت علی علیہ السلام کے والی

---

[1] ان تمام واقعات کیلیئے دیکھو طبری کبیر صفحہ ۳۱۱۶ و ۳۱۲۳ و ۳۲۲۳ و ۳۲۷۴ و ۳۲۴۴ جلد ۶ و اسد الغابہ صفحہ ۳۷۱ جلد ۳،

بصرہ مقرر کرنے سے ظاہر ہوتا ہی، افسوس ہی کہ اون کی عدالت عالیہ کا کوئی فیصلہ ہمارے پیش نظر نہین، ورنہ اس سے قوت فیصلہ کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہی،

چند احادیث بھی روایت کین، ابو امامہ بن سہل بن حنیف (برادرزادہ) ہانی بن معاویہ صدفی، عمارہ بن خزیمہ بن ثابت، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ، نوفل بن مساحق ان کے سلسلۂ روایت مین داخل ہین،

اخلاق، دیانت، حق پرستی، صبر وشکر، جرءت اظہار حق یہ تمام اوصاف صحیفۂ اخلاق کے نمایان ابواب ہین، حضرت عثمانؓ مین یہ چیزین جس درجہ تک موجود تھین، اوس کا مفصل تذکرہ اوپر گذر چکا ہی، اس بنا پر اب اوس کے اعادہ کی چندان ضرورت نہین،

حضرت عمارہؓ بن حزم

نام و نسب، عمارہ نام، سلسلۂ نسب یہ ہے، عمارہ بن حزم بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد عوف بن غنم بن مالک بن نجار، والدہ کا نام خالدہ تھا اور انس بن سنان بن وہب ابن لوذان کی بیٹی تھین،

اسلام، لیلۃ العقبہ مین ۷۰ انصار کے ساتھ بیعت کی،

غزوات اور دیگر حالات، محرز بن نفلہ سے برادری ہوئی،

بدر، احد، خندق اور تمام غزوات مین شریک ہوئے، فتح مکہ مین بنو مالک بن نجار کا علم انھین کے پاس تھا،

وفات، مرتدین کے جہاد مین حضرت خالد کے ہمراہ تھے، مسلمہ کذاب کی جنگ مین جسے یوم یمامہ کہتے ہین شہادت حاصل کی،

اولاد، مالک نام ایک لڑکا چھوڑا، جس پر نسل منقطع ہوگئی،

فضل و کمال، زیاد بن نعیم نے ان سے چند حدیثین روایت کین، جھاڑ پھونک کے منتر جانتے تھے، آنحضرت صلعم نے فرمایا ذرا مجھکو تو سناؤ، چونکہ شرک کے الفاظ سے خالی تھا، آپ نے اجازت دی، چنانچہ ان کے ہان عرصہ تک وہ منتر منتقل ہوتا رہا،

حضرت عمرو بن جموح رض

نام ونسب عمرو نام، قبیلۂ خزرج کے خاندان سلمہ سے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہی، عمرو بن جموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ،

بنو سلمہ کے رئیس تھے، اس کے علاوہ مذہبی عزت بھی حاصل تھی، یعنی بتخانہ کے متولی تھے،

مناف نامی لکڑی کا ایک بت بنایا تھا، جو ان کے گھر مین رہتا تھا، اور وہ اس کی بیحد تعظیم کرتے تھے، اسی زمانہ مین سرزمین مکہ سے اسلام کا غلغلہ بلند ہوا تو مدینہ کے لوگ اس کو لبیک کہنے کے لیئے مکہ پہونچے اور عقبۂ ثانیہ مین مسلمان ہو کر آئے، اس جماعت مین عمرو کے ایک لڑکے معاذ بھی شامل تھے،

یہ لوگ مکہ سے واپس آئے تو شہر یثرب کا ہر ہر گوشہ تکبیر کے ترانون سے گونج اٹھا بنو سلمہ کے چند نوجوانون نے جو مسلمان ہو چکے تھے، باہم مشورہ سے یہ طے کیا کہ کسی صورت سے عمرو کو بھی مسلمان بنایا جائے، اونکے بیٹے نے اس مین خاص کوشش کی، چنانچہ کچھ دنون تک یہ مشغلہ رہا کہ شب کو معاذ بن جبل وغیرہ کو ہمراہ لیکر مکان آتے اور گھر والون کو سوتا پا کر بت کو اٹھاتے اور باہر کسی گڑھے مین لا کر پھینک دیتے تھے، صبح کو اٹھکر عمرو سخت برہم ہوتے اور اپنے خدا کو اندر اٹھا کر لیجاتے، نہلاتے اور خوشبو ملکر رکھدیتے، آخر عاجز آکر ایک روز بت کی گردن مین تلوار لٹکائی اور کہا کہ مجھے تو پتہ نہین، ورنہ ان لوگون کی خود خبر لیتا، اگر تم کچھ کر سکتے ہو تو کرو، یہ تلوار موجود ہی، ان لڑکون کو اب ایک

چال سوجھی، رات کو آکر بُت کو اُٹھایا، گردن سے تلوار علٰحدہ کی، اور اوس مین ایک مرے ہوئے کتے کو باندھ کر کنوے پر لٹکا دیا، عمروؓ نے یہ کیفیت دیکھی تو بجائے اس کے کہ اپنے معبود کی توہین پر غصہ ہوتے، راہ راست پر آگئے، چشم ہدایت روشن ہوئی، اور اُسیوقت مذہب اسلام قبول کرلیا،

قدیم جہالت، بُت کا قصہ اور دفعتہً اسلام کی توفیق ان واقعات کو انھون نے خود نظم کردیا ہی، فرماتے ہین ؎

تاللہ لو کنت الٰہا لم تکن　　انت و کلب وسط بئر فی قرن
ان لمصرعک الہا یستدن　　الآن فتشناک عن سوء الغبن
فالحمد للہ العلی ذی المنن　　الواہب الرزق و دیان الدین
ھو الذی انقذنی من قبل ان　　اکون فی ظلمۃ قبر مرتہن ،

یہ اشعار بھی اسی تقریب سے ہین،

اتوب الی اللہ سبحانہ　　و استغفر اللہ من نارہ
و اثنی علیہ بآلائہ　　باعلان قلبی و اسرارہ

غزوات، غزوۂ بدر کی شرکت مین اختلاف ہی، لیکن صحیح یہ ہی کہ شریک نہ تھے، چونکہ پیر مین چوٹ آگئی تھی اور لنگڑا کر چلتے تھے، اس لئے جب غزوہ کے لیئے جانا چاہا تو لڑکون نے آنحضرت صلعم کے حکم سے منع کیا کہ ایسی صورت مین جہاد فرض نہین،

غزوۂ احد مین بھی یہی واقعہ پیش آیا، بولے کہ تم لوگون نے مجھکو بدر جانے سے روکا، اب پھر روک رہے ہو، لیکن مین ضرور جاؤن گا، بیٹون نے رسول اللہ صلعم کو خبر کی، آنحضرت صلعم نے بُلاکر سمجھایا، کہ تم معذور ہو، اسلیئے سرے سے مکلف ہی نہین، لیکن

وہان شہادت کا سودا سوار تھا، عرض کی یا رسول اللہ! یہ لڑکے مجھکو آپ کے ساتھ چلنے سے روک رہے ہین، لیکن خدا کی قسم مجھے یہ امید ہی کہ مین اسی لنگڑے پیر سے جنت مین گھسیٹتا ہوا پہونچون گا،، آنحضرت صلعم نے یہ سنکر زیادہ زور دینا پسند نہین کیا، اور لڑکون کو سمجھایا کہ اب اصرار نہ کرو، شاید ان کی قسمت مین شہادت لکھی ہو،

شہادت، حضرت عمروؓ نے ہتھیار لیکر پیٹھ پھیری اور کہا "الٰہی! مجھے شہادت نصیب کر اور اب زندہ گھر واپس نہ لا!" دعا نہایت خلوص سے کی تھی، مقبول ہوئی، لڑائی کی شدت کے وقت جب مسلمان منتشر ہونے لگے عمروؓ نے اپنے بیٹے خلاد کو لیکر مشرکین پر حملہ کیا اور اس قدر پامردی سے لڑے کہ دونون باپ بیٹون نے شہادت پائی، اور حضرت عمرو اپنے لنگڑے پیر کے ساتھ جنت مین لنگڑاتے ہوئے پہونچ گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون

آنحضرت صلعم ان کی طرف سے گذرے تو دیکھا کہ شہید پڑے ہوئے ہین، فرمایا خدا اپنے بعض بندون کی قسم پوری کرتا ہی، عمروؓ بھی انھین مین ہین، اور مین ان کو جنت مین اسی لنگڑے پانؤن کے ساتھ چلتے ہوئے دیکھ رہا ہون،

بعض روایتون مین آیا ہی کہ اس کے بدلے ان کو وہان صحیح و سالم پیر دیا گیا ہی،

حضرت عمروؓ کی بیوی کو ان کی شہادت کی خبر پہونچی تو ایک اونٹ لیکر آئین اور اپنے شوہر اور بھائی عبداللہ بن عمرو (حضرت جابرؓ کے والد ماجد) کو اس پر لاد کر گھر لے گئین، لیکن بعد مین احد کا دامن گنج شہیدان قرار پایا، اس بنا پر آنحضرت صلعم نے لاش منگواکر یہین تمام شہدا کے ساتھ دفن کی، چنانچہ عبداللہ بن عمروؓ اور عمرو بن جموحؓ ایک قبر مین دفن کیے گئے،

اولاد، چار لڑکے تھے، اور چارون رسول اللہ صلعم کے ساتھ غزوات مین شریک تھے

دو کے نام معلوم ہین اور وہ یہ ہین، معاذ، (عقبہ ثانیہ مین شریک تھے) خلاد (احد مین شہید ہوئے)

بیوی کا نام ہند بنت عمرو تھا، بنو سلمہ کے سردار عبد اللہ رضؓ بن عمرو بن حرام کی بہن اور حضرت جابرؓ صحابی مشہور کی حقیقی پھوپھی تھین،

حلیہ، گورا رنگ، گھونگھر والے بال، پیر مین لنگ تھا،

اخلاق، جود و سخا عرب کی ایک قدیم میراث ہی، حضرت عمروؓ مین جس درجہ تک یہ صفت موجود تھی اوس کا اندازہ اِس سے ہو سکتا ہی کہ آنحضرت صلعم نے محض اسی کی وجہ سے اِن کو بنو سلمہ کا سردار بنایا تھا،

چنانچہ خاندان سلمہ کے کچھ لوگ آنحضرت صلعم کے پاس آئے اور آپ نے دریافت کیا کہ تمہارا سردار کون ہی؟ تو انھون نے کہا جد بن قیس ایک بخیل شخص ہمارا سردار ہی، آنحضرت صلعم نے فرمایا بخل سے بدتر کوئی چیز نہین، اسلیئے تمہارا سردار عمرو بن جموح کو بناتا ہون، اس واقعہ کو انصار کا شاعر ان الفاظ مین بیان کرتا ہی،

وقال رسول اللہ والحق قولہ — لمن قال منا من تسمون سیدا
فقالوا لہ جد بن قیس علی التی — نبخلہ فیہا وان کان أسودا
فتی ما تخطی خطوۃ لدنیاء — ولا مدّ فی یوم الی سوأۃ یدا
فسوّد عمرو بن الجموح لجودہ — وحق لعمرو بالندی ان یسوّدا
اذا جاءہ السؤال اذھب مالہ — وقال خذوہ انہ عابد غدا

آنحضرت صلعم جب نکاح کرتے تو عمرو[1] ولیمہ کرتے تھے، رضی اللہ تعالی عنہ بھذہ السجیۃ المرضیۃ

---

[1] اصابہ صفحہ ۱۲۹ جلد ۴،

حضرت عمرو بن خزمؓ

نام ونسب، عمرو نام، ابو الضحاک کنیت، خاندان نجار سے ہین، نسب نامہ یہ ہے، عمرو بن خزمؓ بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد عوف بن غنم بن مالک بن نجار، حضرت عمارہ بن حزمؓ جو بیعت عقبہ مین شریک تھے، ان کے برادر علاتی ہین، ان کی مان خاندانِ ساعدہ سے تھین،

اسلام، ابتدائے اسلام اور ہجرت کے زمانہ تک کم سن تھے، اس بنا پر زمانۂ اسلام کی صحیح تعیین نہین ہوسکتی، غالباً اپنے گھر والون کے ساتھ مسلمان ہوئے ہون گے،

غزوات، کم عمری کی وجہ سے بدر اور احد مین شرکت کے قابل نہ تھے، جب غزوۂ خندق واقع ہوا تو پانزدہ سالہ تھے، اس لئے غزوہ مین شریک ہوئے، اس کے بعد اور بھی غزوات مین شرکت کی،

سنہ ۱۰ھ مین آنحضرت صلعم نے خالد بن ولید کو نجران بھیجا تھا وہان کے لوگ مسلمان ہوئے تو حضرت عمروؓ کو حاکم پرگنہ بنا کر روانہ فرمایا، خود ایک یادداشت لکھوا کر حوالہ کی جس مین فرائض، سنن، صدقات، دیات، اور بہت سے احکام درج تھے، چنانچہ دنیاوی حکومت کے ساتھ ساتھ محکمۂ مذہبی بھی انھین کی زیرنگرانی تھا، یعنے تعلیم اور تبلیغ کا مذہبی فرض بھی انجام دیتے تھے، صاحب استیعاب لکھتے ہین،

استعملہ رسول اللہ علی نجران لیفقههم
فی الدین ولیعلم القرآن یاخذ صدقاتهم

یعنے رسول اللہ صلعم نے ان کو فقہ، قرآن کی تعلیم اور
صدقات کی تحصیل پر مامور فرمایا تھا،

اِس وقت اُنکا سن عام روایت کے لحاظ سے ۱۷ سال کا تھا، لیکن ہمارے نزدیک یہ صحیح نہین، کیونکہ غزوۂ خندق سنہ ۵ھ مین واقع ہوا اور اس وقت وہ پانزدہ سالہ تھے اِس بناپر سنہ ۱۰ھ مین اِن کا سن کسی حال مین ۲۰ سال سے کم نہین ہو سکتا، مدینہ سے روانگی کے وقت بیوی کو جن کا نام عمرہ تھا ہمراہ لے گئے تھے چنانچہ نجران پہونچکر اسی سال ایک لڑکا پیدا جس کا نام انھون نے محمدؐ اور ابو سلیمان کنیت رکھی، لیکن پھر آنحضرت صلعم کو مطلع کیا، تو آنحضرت صلعم نے لکھا کہ محمد نام اور ابو عبد الملک کنیت رکھو[1] آنحضرت صلعم کے بعد غالبًا مدینہ ہی مین مقیم رہے،

وفات، اور یہین سنہ ۵۱ھ مین وفات پائی، مورخین نے سنہ وفات مین سخت اختلاف کیا ہی، لیکن صحیح یہی ہے کہ سنہ پچاس کے بعد انتقال کیا،

اہل وعیال، دو بیویان تھین، پہلی کا نام عمرة تھا اور عبد اللہ بن حارث[2] غسانی کی بیٹی تھین، جو قبیلۂ ساعدہ کے حلیف[3] تھے، دوسری کا نام سودہ بنت حارثہ تھا، اور یہ اون کے اخیر وقت تک زندہ تھین،

اولاد کی صحیح تعداد معلوم نہین، محمد البتہ مشہور ہین، عہد نبوت مین پیدا ہوئے حضرت عمرؓ وغیرہ سے حدیث سُنی، سنہ ۶۳ھ یوم حرہ مین لشکر شام سے مقابلہ ہوا، اور اسی مین شہادت حاصل کی، اِس موقع پر قبیلۂ خزرج کا علم اِنھین کے ہاتھ مین تھا، قاضی ابو بکر فقیہ جو روایت اجتہاد دونون کے مالک تھے اِنھین کے بیٹے ہین،

فضل وکمال، علمی قابلیت، اصابت رائے، قوت فیصلہ، احکام شریعت پر عبور رسول اللہ صلعم کے حاکم نجران مقرر کرنے سے ظاہر ہوتا ہے، ۲۰ سال کی عمر مین حکومت کے

---

[1] طبقات ابن سعد صفحہ ۵۰ جلد ۵، [2] ایضًا، [3] تہذیب التہذیب صفحہ ۲۰ جلد ۸،

ایک عہدۂ جلیلہ کی انجام دہی اور پھر قرآن وفقہ کی تعلیم، اون کی غیر معمولی قابلیت کا بیّن ثبوت ہی،

احادیث نبوی مین بھی ان سے روایت کی گئی ہین، جن مین وہ **کتاب** بھی ہی جو آنحضرت صلعم نے اون کو لکھوا کر دی تھی، اِس کو ابوداؤد، نسائی، ابن حبان، دارمی اور دیگر محدثین نے بھی نقل کیا ہی،

راویان حدیث کے زمرہ مین ان کی بیوی اور بیٹے کے علاوہ پوتے ابوبکر، اور نضر ابن عبداللہ سلمی اور زیاد بن نعیم حضرمی بھی داخل ہین،

اخلاق، حضرت عمرو کے معدن اخلاق مین حق گوئی سب سے نمایان جوہر ہے،

حضرت عمار بن یاسر کے متعلق آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ ان کو باغی گروہ قتل کرے گا اِس بنا پر جب جنگ صفین مین وہ جناب امیر علیہ السلام کی طرف شہید ہوئے تو انھون نے امیر معاویہ اور عمرو بن عاص کو یہ حدیث یاد دلائی،

ایک مرتبہ امیر معاویہ کے پاس گئے تو کہا کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہی کہ بادشاہ سے رعیت کے متعلق قیامت مین سوال ہوگا،

امیر معاویہ نے جب یزید کی خلافت کے لیئے تمام ملک سے بیعت لی تو انھون نے امیر معاویہ سے نہایت سخت گفتگو کی،

حضرت عمیرؓ بن سعد

نام ونسب، عمیر نام، نسیج وحدہ لقب، سلسلۂ نسب یہ ہی، عمیر بن سعد بن عبید بن نعمان بن قیس بن عمرو بن عوف،

باپ نے جن کا نام سعد بن عبید تھا، حضرت عمیرؓ کی صغر سنی مین انتقال کیا، مان نے جلاس بن سوید سے نکاح کر لیا، عمیر بھی اپنی مان کے ساتھ جلاس کی زیر تربیت رہے، جلاس نے نہایت ناز و نعمت کے ساتھ حقیقی اولاد کی طرح پرورش کی،

سعد بن عبید کے نام سے مورخین نے دھوکا کھایا، حضرت ابوزید رضی اللہ عنہ جو انصار کے اون چار قاریون مین جن کا ذکر صحیح بخاری مین آیا ہی، اون کا نام نامی بھی سعد بن عبید تھا، اس بنا پر لوگون نے عمیر کو انکا فرزند تصور کر لیا، لیکن یہ سخت غلطی ہی، زمانہ اور سنین وفات کے فرق کے علاوہ صاف بات یہ ہی کہ عمیر کے والد قبیلۂ اوس سے تھے، اور حضرت ابوزید جیسا کہ حضرت انسؓ نے تصریح کی ہی، ان کے رشتہ کے چچا ہوتے تھے، ظاہر ہے کہ حضرت انسؓ قبیلۂ خزرج سے تھے، اسلیے حضرت ابوزیدؓ قبیلۂ اوس سے کیونکر ہو سکتے ہین،

اسلام، جلاس مسلمان ہوگئے تھے، یہ بھی غالبًا اسی زمانہ مین اسلام لائے،

غزوات، اگرچہ کمسن تھے تاہم جلاس کے ہمراہ جہاد مین جاتے تھے، غزوۂ تبوک کی ہمراہی کا واضح طور پر ذکر آیا ہی، لیکن بایں ہمہ وہ کسی غزوہ مین شرکت کا شرف حاصل نہ کر سکے اور درحقیقت وہ کم عمری کی وجہ سے اس کے قابل بھی نہ تھے،

فتوحات شام مین البتہ حصہ لیا، اور حضرت عمرؓ نے ان کو شام کے ایک لشکر کا افسر بنایا، کچھ دنون کے بعد حمص کے حاکم مقرر ہوئے، اور حضرت عمرؓ کی وفات تک اسی منصب پر سرفراز رہے،

وفات، حمص مین انھون نے مستقل اقامت اختیار کر لی تھی، چنانچہ ابن سعد کے خیال کے مطابق امیر معاویہ کے عہد حکومت مین یہین فوت بھی ہوئے،

اولاد، حسب ذیل اولاد چھوڑی، عبد الرحمن، محمد،

فضل وکمال، صحابہ مین فضل وکمال کے لحاظ سے ممتاز سمجھے جاتے تھے، حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے، کاش! "مجھکو عمیر جیسے چند آدمی ملجاتے تو امور خلافت مین بڑی مدد ملتی" حضرت عمرؓ ان کی قابلیت پر تعجب کرتے تھے، نسیج وحدہ (یکتا ویگانہ) کا لقب اسی حیرت انگیز لیاقت کی وجہ سے دیا تھا،

عبد اللہ بن عمر کہتے تھے کہ عمیر سے بہتر شام مین ایک شخص بھی نہ تھا،

سلسلۂ روایت مین ان سے چند حدیثین مروی ہین، جن کے راوی حسب ذیل حضرات ہین، ابو طلحہ خولانی، راشد بن سعد، حبیب بن عبید، ابو ادریس خولانی، زہیر بن سالم وغیرہ،

اخلاق، اخلاقی حیثیت سے حضرت عمیرؓ نہایت بلند پایہ تھے، زہد وتقوی مین ان کا مثل بمشکل مل سکتا تھا، جوش ایمان اور حب رسول کی دولت صغر سنی ہی سے ملی تھی، چنانچہ غزوۂ تبوک مین جبکہ نہایت خورد سال تھے، اور جہاد مین محض تماشائی کی حیثیت رکھتے تھے: جلاس نے ایک موقع پر کہا کہ اگر محمد (صلعم) اپنے دعوی مین سچے ہین تو ہم گدھون سے بھی بدتر ہین، عمیر نے بلا کسی خیال کے فوراً جواب دیا کہ "وہ ضرور سچے ہین اور تم

یقیناً گدھوں سے بدتر ہو" جلاس کو سخت ناگوار گذرا اور انھون نے عہد کر لیا کہ اب عمیر کی کفالت سے قطع تعلق کر لین گے،

حضرت عمیرؓ نے جلاس کو جواب دیکر آنحضرت صلعم کو بھی خبر کر دی، کہ اس کے چھپانے مین حبط اعمال اور قرآن نازل ہونے کا خوف تھا، آنحضرت صلعم نے عمیر اور جلاس کو بلا کر واقعہ پوچھا، جلاس نے قطعی انکار کیا، لیکن وحی و الہام کی دسترس سے ایک چیز بھی باہر نہین ہو سکتی، چنانچہ اس سے حضرت عمیرؓ کی اس سے تائید ہوئی، آنحضرت صلعم نے سر اُٹھا کر یہ آیت پڑھی،

يحلفون بالله ما قالوا ولقد قالوا كلمة الكفر،

یعنے وہ قسم کھا کر کہتے ہین کہ ہم نے کچھ نہین کہا حالانکہ انھون نے کفر کا کلمہ منھ سے نکالا تھا،

اور جب

فان يتوبوا يك خيرا لهم

اگر وہ توبہ کر لین تو بہتر ہے،

پر پہونچے تو جلاس نے بے ساختہ کہا کہ مین توبہ کرتا ہون، اس کے بعد جلاس حقیقی طور پر مسلمان ہو گئے، اور پھر کوئی ناگوار طرزِ عمل اختیار نہین کیا، توبہ قبول ہونے کی خوشی مین عمیر کی کفالت نکرنے کی جو قسم کھائی تھی توڑ دی اور پھر ہمیشہ ان کی کفالت کرتے رہے،

آیت اُترنے پر آنحضرت صلعم نے عمیر کا کان پکڑا اور فرمایا لڑکے! تیرے کان نے ٹھیک سُنا تھا،

حضرت عویم بن ساعدہ رضؓ

نام و نسب، عویم نام، ابو عبد الرحمان کنیت، قبیلۂ اوس سے ہین، نسب نامہ یہ ہے، عویم بن ساعدہ بن عائش بن قیس بن نعمان بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس،

اسلام، عقبۂ ثانیہ مین شریک تھے،

غزوات اور عام حالات، حاطب بن ابی بلتعہ سے مواخاۃ ہوئی، بدر، اُحد، خندق اور تمام غزوات مین آنحضرت صلعم کے ہمرکاب رہے،

حضرت ابوبکر رضؓ کی بیعت مین نمایان حصّہ لیا، چنانچہ صحیح بخاری مین حضرت عمر رضؓ کی زبانی منقول ہو کہ جب ہم لوگ انصار کے اجتماع عام کی خبر سنکر سقیفہ کی طرف چلے، تو انصار کے دو صالح شخصون سے ملاقات ہوئی، انھون نے انصار کے اتفاق رائے کا تذکرہ کیا اور پوچھا کدھر کا ارادہ ہی؟ جواب ملا سقیفہ کا، بولے کہ،

لا علیکم الا تقربوھم اقضوا امرکم وہان جاکر کیا کروگے؟ تم اپنا کام کرو،

حضرت عمر رضؓ نے کہا ہم ضرور جائین گے[1]،

یہ دونون بزرگ جیسا کہ دوسری روایتون مین تصریح ہے، عویم اور معن بن عدی تھے[2]،

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ ان کو انصار کی خلافت منظور نہ تھی، اسی

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۱۰۰۹ و ۱۰۱۰ جلد ۲، [2] فتح الباری صفحہ ۱۲۳ جلد ۱۲،

وجہ سے وہ مجمع کو چھوڑ کر کسی طرف جا رہے تھے،

وفات، خلافت فاروقی مین ۶۵ - ۶۶ برس کے سن مین انتقال فرمایا، حضرت عمرؓ جنازہ کے ساتھ تھے، فرمایا ”دنیا مین اس وقت ایک شخص بھی ان سے بہتر ہونے کا دعویٰ نہین کرسکتا، رسول اللہ صلعم نے جب کوئی نشان کھڑا کیا عویم ہمیشہ اس کے سایہ مین رہے“

اولاد، حسب ذیل اولاد چھوڑی، عتبہ، عبیدۃ،

فضل وکمال، ایک حدیث روایت کی جو شرجیل بن سعد اور سالم بن عتبہ کے ذریعہ سے مروی ہی،

اخلاق، صفائی وپاکیزگی، طہارت و نظافت کا سخت اہتمام رکھتے تھے، وہ مسلمانون مین پہلے شخص ہین، جنھون نے استنجا مین پانی استعمال کیا، ان کو دیکھکر اور مسلمان بھی اس پر عمل کرنے لگے، قرآن مجید نے اس کو بنظر استحسان دیکھا، چنانچہ مسجد قبا کے متعلق جو آیتین نازل ہوئین اوس مین ایک آیت یہ بھی ہی،

فیہ رجال یحبون ان یتطہروا واللہ	اس مین چند لوگ طہارت کو سخت دوست رکھتے ہین
یحب المتطہرین،	اور اللہ بھی ایسے پاک رہنے والون کو محبوب رکھتا ہی،

آنحضرت صلعم نے ان لوگون سے دریافت کیا کہ طہارت کی وہ کیا صورت ہی جس کی وجہ سے خدا نے تم لوگون کی مدح فرمائی ہ جواب ملا،

نغتسل من الجنابۃ و نستنجی بالماۂ	ہم جنابت سے غسل کرتے ہین، اور پانی سے استنجا
″ ″ ″	کرتے ہین، ″

ارشاد ہوا کہ یہ طرز عمل نہایت پسندیدہ ہی، تم کو اس پر پابند رہنا چاہیئے،

آنحضرت صلعم سے ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ اللہ تعالی نے آیت مین جن لوگون کی تعریف کی ہے، وہ کون لوگ ہین ہ فرمایا انھین مین ایک نیک مرد عویم

بھی ہے،[1]

بعض روایتون مین ہے،

نعم العبد من عباد اللہ الرجل الصالح من اھل الجنۃ یعنے عویمر، خدا کا نیک بندہ اور جنتی شخص ہے،

---

[1] فتح الباری صفحہ ۱۳۳ جلد ۱۲،

"ف"

حضرت فضالہ بن عبیدؓ

نام و نسب، فضالہ نام، ابو محمد کنیت، سلسلۂ نسب یہ ہی، فضالہ بن عبید بن ناقد بن قیس بن صہیب بن اصرم بن جحجبی بن کلفۃ بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس، والدہ کا نام عقبۃ بنت محمد بن عقبہ بن الجلاح انصاریہ،

عبید بن نافذ (حضرت فضالہؓ کے والد) اپنے قبیلہ کے سربرآوردہ شخص تھے، اوس وخزرج کی لڑائی مین نمایان رہے، نہایت شجاع وبہادر تھے، گھوڑ دوڑ کراتے اور اوس مین سب سے بازی لیجاتے، زور وقوت کا یہ حال تھا کہ ایک پتھر دوسرے پر دے مارتے[1] تو آگ نکلنے لگتی، سپہگری کے ساتھ فن شاعری مین بھی کافی ذوق پایا تھا،

اسلام، حضرت فضالہؓ مدینہ مین اسلام کے قدم آتے ہی مسلمان ہو گئے تھے،

غزوات، لیکن کسی وجہ سے بدر مین شریک نہ ہوئے، غزوۂ احد اور باقی تمام غزوات مین آنحضرت صلعم کے ہمرکاب رہے، اور بیعت الرضوان کے واقعہ[2] مین شرکت کا شرف حاصل کیا،

عہد نبوت کے بعد شام گئے، اور وہان کی فتوحات مین حصہ لیا، اس کے بعد فتح مصر مین شامل ہوئے، پھر شام آکر مستقل سکونت اختیار کی، اور دمشق مین اپنے رہنے کے لئے مکان بنایا، بعض روایتون مین ہی کہ امیر معاویہ نے بنوا[3] دیا تھا،

حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت مین قاضی دمشق حضرت ابو درداؓ نے انتقال فرمایا، تو امیر معاویہ نے وفات سے قبل رائے پوچھی کہ آپ کے بعد قاضی کس کو بنایا جائے؟ فرمایا

---

[1] اصابہ صفحہ ۲۱۰ جلد ۵، [2] ایضاً، [3] مسند صفحہ ۱۹ جلد ۶،

فضالہ بن عبید کو، حضرت ابو درداؓ فوت ہوئے تو امیر معاویہ نے فضالہ کو بلا کر دار الامارۃ کا محکمۂ قضا سپرد کیا،

صفین ۳۷ھ مین، امیر معاویہ جناب امیر علیہ السلام کے مقابلہ کو نکلے تو دمشق مین ان ہی کو جانشین بنایا، اس موقع پر اونھون نے جو الفاظ کہے وہ خاص طور پر قابل ذکر ہین،

لم احبک بها ولکن استترت بک من النار[1]، مین نے آپ کو اپنا جانشین نہین بلکہ جہنم کے مقابلہ مین سپر بنایا ہی،

۴۹ھ مین سلطنت روم پر لشکر کشی کی، تو تمام لشکر انھین کی ماتحتی مین[2] دیا، انھون نے بہت سے قیدی پکڑے، اسی ضمن مین جزیرۂ قبرس[3] پر بھی حملہ کیا،

امیر معاویہؓ کی طرف سے درب (طرسوس اور بلاد روم کے درمیانی علاقہ کا نام ہی) کے بھی حاکم مقرر[4] ہوئے،

وفات، ۵۳ھ مین وفات پائی، امیر معاویہؓ مسند حکومت پر تھے، خود جنازہ اٹھایا اور اون کے بیٹے عبد اللہ سے کہا، میان میری مدد کرو، کیونکہ اب ایسے شخص کے اٹھانے کا موقع نہ ملے گا، حضرت فضالہؓ دمشق مین دفن ہوئے، مزار مبارک موجود ہے، اور اب تک زیارت گاہ خلائق ہی،

اولاد، بیٹے کا نام عبد اللہ تھا،

فضل وکمال، ایوان حکومت کے ساتھ، مجلس علم مین بھی مرجع انام تھے، لوگ دور دور سے حدیث سننے آتے تھے، ایک شخص اسی غرض سے اون کے پاس مصر[5] پہونچا تھا،

---

[1] استیعاب صفحہ ۱۳۵ جلد ۲، [2] مسند صفحہ ۱۰ جلد ۶، [3] مسند صفحہ ۲۰ جلد ۶، [4] مسند صفحہ ۱ جلد ۶، [5] مسند صفحہ ۲۲ جلد ۶،

جو شخص رسول اللہ صلعم کے شرف صحبت سے مشرف اور حضرت عمرؓ اور ابو درداءؓ جیسے اساطینِ امت سے مستفیض ہوا ہو، اس کے فضل وکمال کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے، دار السلطنت دمشق کی قضا کے لیے منتخب ہونا، اور حضرت ابو درداءؓ جیسے بزرگ کی رائے سے منتخب ہونا، ان کی قابلیت کی سب سے بڑی سند ہے لیکن باینہمہ فضل وکمال، صرف ۵۰ حدیثین ان کے سِلسلہ سے ثابت ہین، راویون کے نام حسب ذیل ہین،

حنش صنعانی، عمرو بن مالک الجنبی، عبد الرحمٰن بن جبیر، عبد الرحمٰن بن محیریز، ابو علی ثمامہ بن شفی، علی بن رباح، محمد بن کعب القرظی، عبد اللہ بن عامر یحصبی، سلمان بن سنجر، عبد اللہ بن محیریز، میسرۃ، ابو یزید خولانی،

اخلاق، احکام رسول کی تعمیل اور پابندی سنت، ہر کام مین خیال رکھتے تھے،

غزوۂ روم مین ایک مسلمان کا انتقال ہوا تو فضالہ نے حکم دیا کہ اِن کی قبر زمین کے برابر بنائی جائے کیونکہ آنحضرت صلعم یہی فرمایا کرتے تھے[1]، اِن کے علاوہ جو مسلمان روم مین شہید ہوئے تھے، سب کی قبرین اسی طرح بنوائین[2]،

ایک شخص مصر آیا اور حدیث سننے کے لیے ملاقات کی تو دیکھا کہ پراگندہ سر اور برہنہ پا ہین، بڑا تعجب ہوا، اور بولا کہ امیر شہر ہو کر یہ حالت؟ فرمایا ہم کو آنحضرت صلعم نے زیادہ تن آسانی اور بناؤ سنگھار کی ممانعت کی ہے، اور کبھی کبھی ننگے پیر رہنے کو بھی فرمایا ہے[3]،

---

[1] مسند صفحہ ۲۰ جلد ۶، [2] مسند صفحہ ۲۱ جلد ۶، [3] مسند صفحہ ۲۲ جلد ۶،

"ق"

حضرت قتادہؓ بن نعمان

نام ونسب، قتادہ نام، ابو عمر کنیت، قبیلۂ اوس کے خاندان ظفر سے ہین، نسب نامہ یہ ہے، قتادہ بن نعمان بن زید بن عامر بن سواد بن ظفر (کعب) بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس، مان کا نام انیسہ بنت قیس تھا، جو قبیلۂ نجار سے تھین اور حضرت ابوسعید خدری کی والدہ ہوتی تھین، اِس بنا پر قتادہ اور ابو سعید اخیافی بھائی تھے،

اِسلام، عقبۂ ثانیہ مین بیعت کی،[1]

غزوات، بدر مین شریک تھے،[2] غزوۂ اُحد مین حیرت انگیز صبر و استقلال کا اظہار کیا، میدان مین داد شجاعت دے رہے تھے، کہ کسی مشرک نے آنکھ پر حملہ کیا، آنکھ باہر نکلکر رخسار پر لٹک آئی، لوگون نے کہا اِس کا کاٹ دینا بہتر ہو، بولے رسول اللہ صلعم سے مشورہ کر لو، آپ نے فرمایا نہین، اور خود دست مبارک سے آنکھ کو اوس کی جگہ پر لگا دیا، اور دعا کی اللھم اکسھا جمالا ! خدا کی شان! کہ یہ آنکھ نہایت خوبصورت اور تیز تھی، ان کی اولاد مین کسی شخص نے اِس واقعہ کو دو شعرون مین نظم کر دیا ہی،[3]

انا ابن الذی سالت علی الخد عینہ　　فردت بکف المصطفیٰ احسن الرد

فعادت کما کانت لاوّل امرھا　　فیا حسن ما عین ویا حسن ما رد

بعض لوگون نے اِس کو جنگ بدر کا واقعہ قرار دیا ہی، لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ اُحد کا واقعہ تھا، امام مالک، دارقطنی، بیہقی، اور حافظ ابن عبد البر نے اِسی رائے کو ترجیح دی ہی،

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۱۹۵ جلد ۴، [2] صحیح بخاری صفحہ ۵۷۴ جلد ۲، [3] اسد الغابہ صفحہ ۱۹۶ جلد ۴،

فتح مکہ مین بنو ظفر کا علم ان کے پاس[1] تھا،

غزوۂ حنین مین ثابت قدم رہے تھے

سلہ مین آنحضرت صلعم نے اسامہ بن زید کی ماتحتی مین ایک لشکر روانہ کیا تھا، تمام اکابر مہاجرین اور انصار اس مین شریک تھے، حضرت قتادہؓ بھی اس مین شامل[2] تھے،

وفات، سلہ مین انتقال کیا، حضرت عمرؓ اس وقت مسند خلافت پر متمکن تھے، انھون نے نماز جنازہ پڑھائی، حضرت عمرؓ، ابو سعید خدری اور محمدؓ بن مسلمہ قبر مین اُترے

وفات کے وقت ۶۵ سال کا سن تھا،

اہل وعیال، اولاد کے نام یہ ہین، عمر، عبید،

بیوی کا نام معلوم نہین، اتنا معلوم ہے کہ ان سے نہایت محبت کرتے[3] تھے، غزوۂ اُحد سے قبل شادی کی تھی[4]،

فضل وکمال، فضلائے صحابہ مین تھے[5]، ان سے خود صحابہ استفسار کرتے تھے، حضرت ابو[6] قتادہ اور ابو سعید خدری کے استفتے کتب حدیث مین منقول ہین،

مرویات کی تعداد ۷ ہی، ان مین سے ایک مین بخاری منفرد ہین،

راویون مین حضرت ابو سعید خدری، حضرت حذیفہ اور حضرت محمود بن لبید جیسے اکابر صحابہ کا نام داخل ہی،

اخلاق، بیاض اخلاق مین زہد کا عنوان نہایت جلی ہی،

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۱۹۶ جلد ۴، [2] طبقات ابن سعد صفحہ ۱۳۶، [3] استیعاب صفحہ ۵۴۵ جلد ۲، [4] ایضاً،

[5] اسد الغابہ ۱۹۶ جلد ۴، [6] مسند صفحہ ۱۵ جلد ۴، [7] صحیح بخاری صفحہ ۵۷۰ جلد ۲

ایک مرتبہ قل ہو اللہ پڑھنے مین تمام رات بسر کردی[1]،

ایک روز افق پر ابر محیط تھا، اور رات نہایت تیرہ و تاریک تھی، آنحضرت صلعم مسجد مین نماز عشا کے لئے تشریف لائے، حضرت قتادہؓ بھی آئے، بجلی چمکی تو فرمایا قتادہ! کیا ہے؟ عرض کی کہ آج لوگ کم آئین گے، اسلئے قصد کرکے حاضر ہوا ہون[2]، اس روایت کو امام احمد نے بھی درج کیا ہے،

M. U. INTER COLLEGE
Lit: Societies Library
ALIGARH.

---

[1] مسند ابو سعید خدری صفحہ ۱۵ جلد ۳، [2] اصابہ صفحہ ۳۰ جلد ۵،

حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضؓ

نام ونسب، قیس نام، ابو الفضل کنیت، خاندانِ ساعدہ (قبیلۂ خزرج) کے معزز رکن اور حضرت سعد بن عبادہؓ سردارِ خزرج کے فرزند ارجمند ہین، سلسلۂ نسب، پدر گرامی کے حالات مین بیان ہوچکا، والدۂ ماجدہ کا نام فکیہہ بنت عبید بن دلیم تھا، اور ان کے والد بزرگوار کی بنت عم تھین،

اجداد گرامی، مدینہ کے مشہور مخیر اور رؤسار اعظم گذرے ہین، والد ماجد قبیلہ خزرج کے سردار اور صحابیت کے شرف سے ممتاز تھے، آل ساعدہ کا یہ نامور اسی سپہر برین کا آفتاب عالمتاب تھا،

اسلام، ہجرت نبوی سے قبل مذہبِ اسلام سے مشرف ہوئے،

غزوات، تمام غزوات مین شرکت کی، جیش الخبط مین کہ رجب سنہ ۸ھ مین ہوا شریک تھے، یہ غزوہ مسلمانون کے لیئے سرتا پا امتحان وآزمایش تھا، ۳۰۰ آدمیون کو لیکر جن مین حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی تھے، حضرت ابو عبیدہؓ ساحل کی طرف گئے، وہان ۱۵ روز قیام رہا، زاد راہ ختم ہوچکا تھا، اور تمام لشکر بے آب و دانہ تھا، لوگ پتے جھاڑ جھاڑ کر کھاتے تھے، قیس نے یہ دیکھکر ۳ اونٹ قرض لیئے اور اون کو ذبح کرایا، اسی طرح ۳ مرتبہ مین ۹ اونٹ قرض لیکر ذبح کیئے اور تمام لشکر کے قوت کا سامان مہیا کیا، حضرت ابوعبیدہؓ نے یہ دیکھکر کہ زیادہ زیر بار ہورہے ہین منع کیا،[1]

---

[1] بخاری صفحہ ۶۲۵ و ۶۲۶ جلد ۲،

حضرت ابوبکر و عمرو نے کہا کہ ان کو روکا جائے، ورنہ اپنے باپ کا مال اسی طرح اڑا ڈالین گے، غزوہ سے واپس ہوکر لوگون نے آنحضرت صلعم سے ذکر کیا، فرمایا کہ سخاوت اور فیاضی اس گھرانے کا خاصہ ہے[2]"

غزوہ فتح مین رسول اللہ صلعم کے ہمرکاب تھے، سعد بن عبادہ سے جب آنحضرت صلعم نے جھنڈا لیا تو انھین کو عطا کیا تھا[3]،

غزوات کی علمبرداری کے علاوہ، وہ خلافت آلہی کے ایک ضروری رکن تھے، خلافت کا نظام جن ارکان سے قائم تھا، حضرت قیس رض انھین مین کے ایک تھے،

حضرت انس بن مالک فرماتے ہین،

ان قیس بن سعد کان یکون بین یدی النبی	یعنے قیس کا دربار رسالت مین وہ درجہ تھا جو کسی
صلعم بمنزلۃ صاحب الشرط من الامیر[4]	بادشاہ کے یہان پولیس کے افسر اعلیٰ کا ہوتا ہے،

جناب امیر علیہ السلام کی بارگاہ مین ان کو خاص خصوصیت حاصل تھی، مسند خلافت پر جلوس فرما ہوئے تو ان کو مصر کا والی مقرر کیا، امیر معاویہ نے ہرچند کوشش کی لیکن ناکامیاب رہے، اور مصر مین کسی قسم کی شورش نہ ہوسکی، آخر کو فیون کو اٹھا کر حضرت علی سے قیس کی معزولی کا فرمان بھجوایا، اور محمد بن ابی بکر والی ہوکر مصر گئے، لیکن مصر کی حکومت ان کے بس کی نہ تھی، امیر معاویہ اور عمرو بن عاص کی حکمت عملی نے بدامنی کا ایک طوفان کھڑا کردیا، جس سے سد خلافت ٹکرا کر پاش پاش ہوگئی[5]،

حضرت قیس، مصر سے مدینہ چلے آئے، یہان مروان موجود تھا، اس نے دھمکی دی

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۲۱۵ جلد ۴، [2] استیعاب صفحہ ۵۳۰ جلد ۲، [3] ایضاً، [4] صحیح بخاری صفحہ ۱۰۵۹ جلد ۲

[5] اصابہ صفحہ ۲۵۵ جلد ۵،

مجبور ہو کر کوفہ گئے، اور جناب امیر کے ساتھ بود و باش اختیار کی[1]،

اسی زمانہ مین صفین کا واقعہ پیش آیا، حضرت قیس اس مین شریک ہوئے، اور یہ اشعار پڑھے،

هذا اللواء الذی کنا نحف به   مع النبی وجبریل لنا مدد
ما ضر من کانت الانصار عیبته   ان لا یکون له من غیرهم احد
قوم اذا حاربوا طالت اکفهم   بالمشرفیة حتی یفتح البلد

اس سے قبل جنگ جمل مین بھی حصہ لے چکے تھے،

جنگ نہروان مین اپنی تمام قوم کے ساتھ شامل تھے، ابتدائً اتمام حجت کے لیے جناب امیر علیہ السلام نے حضرت ابو ایوب انصاری اور قیس کو خوارج کے لشکر مین بھیجا، عبد اللہ بن سنجر خارجی سے گفتگو ہوئی، اوس نے کہا کہ آپ کی اتباع منظور نہین، ہان عمر بن خطاب جیسا کوئی شخص ہو تو اوس کو خلیفہ بنا سکتے ہین، قیس نے جواب دیا کہ ہم مین علی بن ابی طالب ہین، تم مین کوئی اس مرتبہ کا ہو تو پیش کرو، بولا ہم مین کوئی نہین، فرمایا تو پھر اپنی جلد خبر لو، مین دیکھتا ہون کہ فتنہ تمہارے دلون مین آشیانہ بنا رہا ہے،

لڑائی کے بعد بھی جناب امیر کے وفادار دوست رہے، ۴۰ھ مین جناب امیر علیہ السلام شہید ہوئے اور عنان خلافت امام حسن علیہ السلام کو تفویض ہوئی، قیس ان کے بھی دست و بازو رہے، امیر معاویہ نے جناب امیر کی خبر شہادت سنکر ایک لشکر بھیجا تھا قیس ۵ ہزار آدمیون کو لیکر جن کے سر منڈے ہوئے تھے اور موت پر بیعت کر چکے تھے، شامی لشکر کا آگا روکنے کے لئے انبار پہونچے، امیر معاویہ نے انبار کا محاصرہ کیا،

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۲۱۶ جلد ۴،

اسی اثنا مین فریقین مین صلح ہوگئی، اور امام حسن نے قیس کو خط لکھا کہ "شہر معاویہ کے سپرد کرکے میرے پاس مدائن چلے آؤ،" خط پہنچا تو نہایت برہم ہوئے اور امام حسن کو سخت و سست کہا، پھر سب کو جمع کرکے ایک خطبہ دیا، اور کہا کہ "دو باتون مین سے ایک اختیار کرو، قتال بلا امام یا اطاعت معاویہ" سب نے باتفاق کہا کہ جنگ کے بجائے امن اچھا ہے ہم سب امیر معاویہ کی بیعت مین داخل ہوتے ہین، قیس نے ان لوگون کے لیے امیر سے امان طلب کی اور سب کو لیکر مدائن چلے آئے،

یہان سے مدینہ کا رخ کیا، ساتھیون کے لیے خود اپنے اونٹ ذبح کراتے تھے، مدینہ پہونچنے تک ایک اونٹ روزانہ ذبح کرایا،

مدینہ آکر گوشہ تنہائی اختیار کیا، اور عبادت الٰہی مین مصروف ہوئے، یہانتک کہ انکا مقررہ وقت آگیا،

وفات، سنہ ۶۰ھ مین انتقال کیا، یہ امیر معاویہ کی حکومت کا اخیر زمانہ تھا، کچھ دنون بیمار رہے، اہل مدینہ کثرت سے ان کے قرضدار تھے اسلیے عیادت کو آتے ہوئے شرماتے تھے، انھون نے اعلان کرادیا کہ جس پر جتنا قرض ہی، مین معاف کرتا ہون، اس خبر کے مشہور ہوتے ہی تمام شہر امنڈ آیا، حضرت قیس بالاخانہ پر تھے، لوگون کی اتنی کثرت ہوئی کہ آمدورفت مین کوٹھے کا زینہ ٹوٹ گیا،

اہل وعیال، لڑکے کا نام عامر[1] تھا، اپنے والد سے حدیث روایت کی ہی،

حلیہ حلیہ یہ تھا، قد لمبا، بدن بھرا، خوبصورت اور شکیل تھے، چہرہ پر ایک بال نہ تھا، اسلیے انصار ظرافۃً [illegible] ان کے لیے ایک ڈاڑھی خرید لیجاتی،

---

[1] مسند صفحہ ۴۲۲ جلد ۳،

قد اتنا لمبا تھا کہ گدھے پر سوار ہوتے تو پیر زمین پر لٹکتے تھے،

فضل وکمال، فضلائے صحابہ مین تھے، اشاعتِ حدیث، خاص نصب العین تھا، مصر مین جب امیر ہو کر گئے، تو بعض حدیثین منبر پر بیان کین[1]،

مسائل مین غور و فکر اور تحری سے کام لیتے تھے،

ایک شخص نے صدقۂ فطر کی بابت سوال کیا، فرمایا زکوٰۃ سے پیشتر آنحضرت صلعم نے اِس کا حکم دیا تھا، جب زکوٰۃ مقرر ہو گئی تو نہ حکم دیا اور نہ منع فرمایا، اِسی بنا پر ہم لوگ ابتک ادا کرتے ہین[2]،

راویانِ حدیث اور تلامذۂ خاص مین اصحاب ذیل کا نام لیا جا سکتا ہی،

حضرت انس بن مالکؓ، ثعلبہ بن ابی مالک، ابو میسرۃ، عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ، ابو عمار غریب بن حمید ہمدانی، شعبی، عمرو بن شرحبیل وغیرہ،

اخلاق وعادات، گلستان سیرت، نسیم اخلاق سے شگفتہ ہی، خدمتِ رسول، زہد واتقار، ادب نبوت، جود وسخا، رائے و تدبیر، شجاعت و بسالت، ہر دلعزیزی اور بے تعصبی، اس نو بادۂ ساعدہ کے گلہائے شگفتہ ہین،

رسول اللہ صلعم کی خدمت دین و دنیا کی سعادت ہی، تمام صحابہ اِس شرف عظیم کے لیے جد و جہد کرتے تھے، لیکن ع

این سعادت بزورِ بازو نیست

حضرت قیسؓ کو یہ شرف بھی حاصل تھا، مسند ابن حنبل مین ہی،

ان اباہ دفعہ الی النبی صلعم یخدمہ[3] یعنے اِن کے باپ حضرت سعدؓ نے اِن کو آنحضرت صلعم کے

---

[1] مسند صفحہ ۴۲۲ جلد ۳، [2] ایضاً صفحہ ۶ جلد ۶، [3] ایضاً صفحہ ۴۲۲ جلد ۳،

حوالہ کیا کہ ان سے کام لیا کریں،

زہد کا یہ حال تھا کہ امام حسن علیہ السلام کے زمانۂ خلافت کے بعد بالکل عزلت نشین ہو گئے تھے، اکثر عبادت کیا کرتے تھے،

فرائض سے گذر کر نوافل تک نہایت پابندی سے ادا ہوتی تھیں، یوم عاشورہ کا روزہ نفل ہی، رمضان کے روزوں سے قبل تمام صحابہ رکھتے تھے، روزۂ رمضان فرض ہونیکے بعد اس کی ضرورت باقی نہ رہی، تاہم حضرت قیسؓ ہمیشہ عاشورے کے دن روزہ رکھا کرتے تھے[1]،

حامل رسالت کے ادب و احترام کا یہ حال تھا کہ ایک بار آنحضرت صلعم سعد بن عبادہ کے مکان تشریف لے گئے، واپسی کے وقت سعد نے اپنا گدھا منگایا اور اس پر چادر بچھوائی، اور قیس سے کہا کہ تم آپ کے ساتھ ساتھ جاؤ، قیس چلے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ سوار ہو جاؤ، انھوں نے انکار کیا، ارشاد ہوا کہ سوار ہو یا واپس جاؤ، حضرت قیس آنحضرت صلعم برابر بیٹھنا خلاف ادب سمجھتے تھے، اسلیئے واپس آئے[2]،

جود و سخا، فیاضی و کرم ان کی زندگی کا روشن تر وصف ہی، اسمار الرجال کے مصنفین لکھتے ہیں،

کان من کرام اصحاب النبی صلعم واسخیائهم یعنی وہ صحابہ میں نہایت کریم اور سخی تھے،

سخاوت ایک حد تک تو فطری تھی، یعنے طبعًا فیاض پیدا ہوئے تھے، لیکن اس میں ملک کی آب و ہوا، والدین کے طرز بود و ماند، اور خاندان کی قدیم خصوصیات کو بڑی حد تک دخل تھا،

---

[1] مسند صفحہ ۴۲۲ جلد ۳، [2] ایضاً صفحہ ۴۲۱ جلد ۳،

جیش الخبط کے معرکہ مین جب مدینہ آکر اپنے والد سے لوگون کی فاقہ مستی کا حال بیان کیا تو انھون نے فرمایا کہ اونٹ ذبح کراتے، جواب دیا کہ مین نے ایسا ہی کیا، دوسرے فاقہ کا حال کہا تو بولے کہ پھر ذبح کراتے، عرض کیا کہ یہی کیا تھا، اسی طرح چوتھی مرتبہ کی بھوک اور شدت سُنکر فرمایا کہ پھر ذبح کراتے، بولے کہ پھر مجھے روک[1] دیا گیا،

اسی غزوہ مین حضرت ابوبکر و عمر نے جو جملہ ان کے متعلق استعمال کیا تھا، اسکی خبر سعد بن عبادہ کو پہونچ گئی، وہ رسول اللہ صلعم کے پیچھے آکر کھڑے ہوئے، اور کہا کہ ابن ابو قحافہ اور ابن خطاب کی طرف سے کوئی جواب دے، وہ میرے بیٹے کو بخیل کیون بنانا چاہتے ہین[2]،

جس شخص کا باپ اتنا دریا دل ہو، اس کی فیاضی کی کیا انتہا ہو سکتی ہے، مصنف اسد الغابہ لکھتے ہین،

واما جودہ فلہ فیہ اخبار کثیرة — یعنے ان کی سخاوت کے قصے کثرت سے مشہور ہین، ہم
لا نطول بذکرہا[3]، — انکا ذکر طوالت کے خوف سے قلم انداز کرتے ہین،

کثیر بن صلت، امیر معاویہ کے قرضدار تھے، انھون نے مروان کو لکھا کہ کثیر کا مکان تم خرید لو، اگر نہ دین تو روپیون کا مطالبہ کرنا، روپیہ تو خیر ورنہ مکان فروخت ڈالنا، مروان نے کثیر کو بُلا کر اس واقعہ سے آگاہ کیا اور ۳ روز کی مہلت دی، کثیر کو مکان بیچنا منظور نہ تھا، روپیون کی فکر کی، لیکن ۳۰ ہزار کی کمی باقی تھی، سخت پریشان تھے کہ کہان سے پوری ہو، اتنے مین قیس کا خیال آیا، ان کے مکان پہنچے، اور ۳۰ ہزار قرض مانگا، انھون نے فوراً دیدیا، چنانچہ مروان کے پاس روپئے لیکر آئے، اوس کو رحم آگیا،

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۶۲۶ جلد ۲ [2] اسد الغابہ صفحہ ۲۱۵ جلد ۴، [3] ایضاً صفحہ ۲۱۶،

اور مکان اور روپیے دونون ان کے حوالے کیے، وہان سے اٹھکر قیس کے پاس پہنچے اور ۳۰ ہزار کی رقم پیش کی، انھون نے قبول کرنے سے انکار کیا، اور کہا کہ جو چیز ہم دیدیتے ہین اوس کو پھر واپس نہین لیتے،[1]

ایک ضعیفہ اپنی مفلوک الحالی اور فقر کی شکایت لیکر آئی، اور کہا کہ میرے گھر مین چوہے نہین ہین (یعنے اناج نہین، جس سے چوہے آئین) فرمایا سوال نہایت عمدہ ہے، اچھا جاؤ اب تمھارے گھر مین چوہے ہی چوہے نظر آئین گے، چنانچہ اس کا گھر غلہ اور روغن اور دوسری کھانے کی چیزون سے بھروادیا،[2]

آبائی جائداد مین نہایت استغنا اور سیر چشمی ظاہر کی، حضرت سعد رضی اللہ عنہ شام روانہ ہوتے وقت اپنی تمام جائداد، اولاد پر تقسیم کرگئے تھے، ایک لڑکا ان کی وفات کے بعد پیدا ہوا، اس کا حصہ انھون نے نہین لگایا تھا، حضرت ابوبکر و عمر نے قیس کو مشورہ دیا کہ اس تقسیم کو فسخ کرکے، از سر نو حصے لگائین، انھون نے کہا کہ میرے باپ جس طرح حصے لگاگئے ہین، بدستور باقی رہین گے، باقی میرا حصہ موجود ہے وہ مین اوس کو دیئے دیتا ہون،[3]

رائے و تدبیر مین تمام عرب مین انتخاب تھے، مصنف اسد الغابہ لکھتے ہین،

کانوا یعدون دہاۃ العرب حین ثارت الفتنہ	یعنے ایام فتنہ مین عرب مین چال اور حکمت عملی والے
خمسۃ رہط یقال لہم ذوو رای العرب ومکیدتہم	پانچ شخص تھے، معاویہ، عمرو، قیس، مغیرہ
معاویۃ وعمرو بن العاص وقیس بن سعد والمغیرۃ	عبد اللہ، ان مین عبد اللہ بن بدیل اور قیس
بن شعبہ وعبد اللہ بن بدیل بن ورقاء[4]	جناب امیر کے ساتھ، اور عمرو، معاویہ کے ساتھ تھے
״ ״ ״ ״	اور مغیرہ طائف مین عزلت نشین ہوگئے تھے،

---

[1] استیعاب صفحہ ۵۳۹ جلد ۲، [2] ایضاً [3] ایضاً [4] اسد الغابہ صفحہ ۲۱۵ جلد ۴،

ہوشیاری اور چالاکی کا یہ عالم تھا کہ جب تک وہ مصر کے والی رہے، امیر معاویہ اور عمرو کی کوئی حکمت کارگر نہ ہوئی، وہ کہتے ہین،

لولا الاسلام لمکرت مکرا لا تطیقہ العرب! یعنے اگر اسلام نہ ہوتا تو مین ایسا مکر کرتا جس سے تمام عرب عاجز آجاتا،

اپنی قوم مین نہایت ہر دلعزیز اور تمام انصار پر حاوی تھے،

حبیب بن مسلمہ، فتنۂ اولی (قتل حضرت عثمانؓ) کے زمانہ مین گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس آئے، اور کہا کہ اسی گھوڑے پر سوار ہوجائیے، خود زین سے ہٹ گئے، قیس نے اس بنا پر آگے بیٹھنے سے انکار کیا، کہ آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ آگے خود جانور کے مالک کو بیٹھنا چاہیے، حبیب نے کہا یہ مین بھی جانتا ہون، لیکن آپ کے پیچھے بیٹھنے مین مجھکو اطمینان نہین[1]،

نہایت درجہ بے تعصب تھے، قادسیہ مین سہل بن حنیف کے ساتھ بیٹھے تھے، ایک جنازہ گذرا تو جیسا کہ مسلمانون کا عام قاعدہ تھا، کھڑے ہوگئے، لوگون نے کہا آپ ناحق کھڑے ہوئے، وہ ایک ذمی کا جنازہ تھا، حضرت قیسؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم بھی ایک یہودی کے جنازہ کے لیے اُٹھے تھے، جب واقعہ معلوم ہوا تو ارشاد فرمایا کیا مضائقہ؟ آخر وہ بھی تو ایک جان ہی[2]،

شجاعت وبسالت کا تذکرہ غزوات مین آچکا ہی، اس بنا پر اس کا اعادہ چندان ضرور نہین،

---

[1] مسند صفحہ ۴۲۲ جلد ۳، [2] ایضاً صفحہ ۶ جلد ۶،

حضرت قرظہؓ بن کعب

نام ونسب، قرظہ نام، ابو عمرو کنیت، قبیلۂ حارث بن خزرج سے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہے۔ قرظہ بن کعب بن کعب بن ثعلبہ بن عمرو بن کعب بن الاطنابۃ، بعض لوگون اس طرح لکھا ہے، قرظہ بن عمرو بن کعب بن عمرو بن عائذ بن زید مناۃ بن مالک بن ثعلبہ کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج،

مان کا نام خلیدہ بنت ثابت بن سنان تھا،

اسلام، ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے،

غزوات اور عام حالات، غزوۂ اُحد، غزوۂ خندق اور تمام غزوات مین شرکت کی، عہد صدیقی مدینہ مین گذرا، حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت مین عمار بن یاسر کے ساتھ کوفہ آئے، اور یہین مقیم ہوئے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ایام حکومت مین مسلمہ کذاب مدعی نبوت کے ایک دوست کو جو ابن النواحہ کے نام سے مشہور تھا کوفہ مین قتل کیا،

سنہ ۲۲ھ (خلافت فاروقی) مین رے کی مہم سر کی، جناب امیر علیہ السّلام جنگ جمل کے لیے روانہ ہوئے، تو ان کو کوفہ پر جانشین بنایا، اور جب صفین کے لیے نکلے تو ان کو ہمراہ لیگئے اور ابو مسعود بدری کو کوفہ پر چھوڑا،

اِس زمانہ مین ان کے علاوہ کا ایک واقعہ تاریخون مین مذکور ہے، ذمیون کی ایک نہر خشک ہوکر مٹ رہی تھی، اور ذمی پانی نہ ہونے کی وجہ سے اِس مقام کو چھوڑنا چاہتے تھے، جناب امیر علیہ السلام کے پاس ایک وفد بھیجا، اور حالات گوش گذار کئے،

آپ نے قرظہ کو ایک خط لکھا جو بجنسہ تاریخ یعقوبی مین درج ہی، ہم اُس کے بعض فقرے اِس مقام پر نقل کرتے ہین،

فانظر انت وهم ثم اعمر واصلح النهر
فلعمری لان یعمروا احب الینا من ان یخرجوا
وان یعجزوا او یقصروا فی واجب من
صلاح البلاد، (۲۴۰ ج ۲)

تم اور وہ (ذمی) ملکر اِس معاملہ پر غور کرو، ان کے
آباد رہنے کی فکر رکھو، اور نہر درست کراؤ، خدا
کی قسم مین انکا آباد رہنا زیادہ پسند کرتا ہون،
اونکا عاجز آکر بھاگ جانا یا زمین اور آبادی کی
سعی فلاح مین ناکام رہنا مجھے منظور نہین،

وفات، حضرت علی علیہ السلام کے عہد خلافت مین انتقال فرمایا، جناب امیر نے نماز جنازہ پڑھی، اہل کوفہ کو ان کی وفات کا سخت صدمہ ہوا، چنانچہ بزم ماتم قائم ہوئی، اور ہر طرف کہرام مچ گیا، کوفہ مین یہ بالکل نئی بات تھی، ابو حاتم رازی، ابن سعد، ابن حبان، اور قاضی ابن عبد البر کا یہی خیال ہی،

لیکن صحیح مسلم مین اِس کے خلاف روایت آئی ہی، اِس بنا پر بعض لوگون نے انکا سنہ وفات خلافت علویہ کے بجائے عہد معاویہ قرار دیا ہی، صحیح مسلم مین ہی کہ قرظہ بن کعب پر کوفہ مین نوحہ کیا گیا، تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا، آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ جسپر نوحہ کیا جائے اوس کو قیامت کے دن عذاب دیا جائیگا، اِس روایت مین چند امور قابل لحاظ ہین،

۱۔ مغیرہ بن شعبہ کے کوفہ مین موجود ہونے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ امیر معاویہ کا عہد خلافت تھا، اور مغیرہ کوفہ کے والی تھے، کیونکہ جناب امیر اور امیر معاویہ کے ایام جنگ مین مغیرہ طائف مین عزلت نشین تھے، حضرت علی کے انتقال کے بعد کوفہ آئے

اور امام حسن سے صلح کے بعد امیر معاویہ نے اِن کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا،

۲- صحیح مسلم کی ایک روایت مین تصریح ہے کہ مغیرہ اِس زمانہ مین امیر کوفہ تھے،

۳- ترمذی مین ہی کہ مغیرہ نے منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا اور رونے کی ممانعت پر حدیث پڑھی،

۴- صحیح بخاری کتاب العلم مین ہی کہ مغیرہ نے بحالتِ امارت، خلافت معاویہ مین انتقال کیا،

۵- مغیرہ کی امارت کوفہ ۵۰ھ مین تھی،

اِن تمام روایتون کے ملانے سے معلوم ہوتا ہی کہ امیر معاویہ کے عہد مین انکا انتقال ہوا، یہی وجہ ہی کہ ابن سعد نے طبقات الکوفیین مین پہلی روایت کو لیا ہی، دوسری جگہ اِس سے ہٹکر لکھتے ہین، مات بالکوفة والمغیرة وال علیها،

حافظ ابن حجر نے تہذیب مین ایک احتمال پیدا کیا ہی، یعنے یہ کہ صحیح مسلم کی روایت مین جو واقعہ ہی ضرور نہین کہ امارت مغیرہ کا ہو، ممکن ہے کہ مغیرہ امیر نہون، اور یہ جملہ عہد امیر مین کہا ہو، لیکن یہ کسی طرح صحیح نہین، مسلم کی دوسری روایت مین اسکی تصریح موجود ہی، اِس کے علاوہ جیسا کہ ہم نے اوپر لکھدیا ہی، امیر علیہ السلام کے عہد مین مغیرہ سرے سے کوفہ مین موجود ہی نہ تھے،

فضل وکمال، فضلائے صحابہ مین تھے، حضرت عمرؓ نے عمار بن یاسر والی کوفہ کے ہمراہ انصار کے دس بزرگون کو تعلیمِ فقہ کے لیے بھیجا تھا، قرظہ بھی انھین مین تھے،

آنحضرت صلعم اور حضرت عمرؓ سے چند روایتین کین، عامر بن سعد بجلی اور امام شعبی ان کے مسندِ فیض کے حاشیہ نشین ہین،

اخلاق، مقدس اور عالی مرتبہ ہونے کے باوجود زندہ دل تھے، اِن کے ہان شادی تھی، لڑکیان گارہی تھین، اور یہ، ابو مسعود اور ثابت بن یزید کے ساتھ بیٹھے گانا سن رہے تھے، عامر بن سعد نے کہا آپ لوگ صحابی ہوکر گانا سنتے ہین، فرمایا آنحضرت صلعم نے ہم کو شادی مین گانے، اور موت مین نوحہ کے بغیر رونے کی اجازت دیدی ہی،[1]

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۲۰۲ جلد ۴،

حضرت قطبہؓ بن عامر

نام ونسب، قطبہ نام، ابوزید کنیت، قبیلۂ خزرج سے ہین، نسب نامہ یہ ہی، قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ،

اسلام، عقبہ اولی مین مسلمان اور عقبۂ ثانیہ مین شریک ہوئے،

غزوات، بدر، اُحد اور تمام غزوات مین آنحضرت صلعم کے ہمرکاب تھے، غزوۂ بدر مین نہایت پامردی اور جانبازی سے لڑے مسلمانون اور کفار کی صفون کے درمیان ایک پتھر پھینکا اور کہا کہ "جب تک یہ نہ بھاگے گا مین بھی نہ بھاگون گا،، غزوۂ اُحد مین ۹ زخم کھائے اور فتح مکہ مین بنو سلمہ کی علمبرداری کا فخر حاصل کیا،

وفات، حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت مین وفات پائی،

اخلاق، سنت نبوی پر چلنے کی سخت کوشش کرتے تھے، زمانۂ جاہلیت مین انصار احرام باندھ کر دروازون سے گھر کے اندر نہ آتے تھے، قریش مین بھی یہی دستور تھا، لیکن چند قبائل مستثنٰی تھے، ایک روز احرام کی حالت مین آنحضرت صلعم کسی باغ مین داخل ہوئے، اور صحابہ بھی ساتھ تھے، قطبہ بھی دروازہ سے اندر چلے گئے، لوگون نے کہا یارسول اللہ یہ فاجر آدمی ہی، آنحضرت صلعم نے فرمایا تم کو یہ لوگ فاجر کہتے ہین، جب احرام باندھے تھے تو پھر اندر کیون آئے؟ جواب دیا آپ کے ساتھ چلا آیا، فرمایا مین تو احمسی ہون، عرض کی دینی دینات جو آپ کا دین ہی وہی میرا بھی ہی، کلام مجید نے اس خیال کی تائید کی، اور یہ آیت اُتری،

لَیسَ البر بان تاتوا البیوت من ظھورھا   یہ کوئی نیکی نہین کہ تم گھرون مین پیچھے سے آتے ہو،

اِس آیت کے بموجب انصار کی ایک قدیم رسم جو بالکل حماقت پر مبنی تھی منسوخ ہوگئی، لیکن جس شخص نے سب سے پہلے اِس کو ترک کیا وہ حضرت قطبہؓ تھے، اور اسلیئے من سن سنہ حسنۃ الخ کے وہی مصداق کہے جا سکتے ہین،

* * *

"ک"

حضرت کعب رض بن مالک

نام ونسب، کعب نام، ابو عبد اللہ کنیت، بنو سلمہ سے ہین، نسب نامہ یہ ہی، کعب بن مالک بن ابی کعب عمرو بن قین بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد ابن ساردہ بن یزید بن جشم بن خزرج، والدہ کا نام لیلی بنت زید بن ثعلبہ تھا، اور بنو سلمہ سے تھین،

جاہلیت مین ابو بشیر کنیت کرتے تھے، آنحضرت صلعم نے بدلکر ابو عبد اللہ رکھدی، مالک کے یہی ایک چشم وچراغ تھے،

اسلام، عقبۂ ثانیہ مین ۷۰ آدمیون کے ساتھ مکہ جاکر بیعت کی،[1]

غزوات، آنحضرت صلعم مدینہ تشریف لائے اور انصار و مہاجرین مین برادری قائم کی تو حضرت طلحہ بن عبید اللہ کو جو عشرۂ مبشرہ مین تھے انکا بھائی بنایا،

غزوۂ بدر مین جلدی کی وجہ سے نہ جاسکے، اور بھی بہت سے لوگ رہ گئے تھے، لیکن آنحضرت صلعم نے کسی کو کچھ نہ کہا،

اس غزوہ کی غیر حاضری کا ان کو کچھ افسوس بھی نہ تھا، خود فرماتے تھے کہ لیلۃ العقبہ کے مقابلہ مین جو اسلام کی آیندہ کامیابیون کا دیباچہ تھی، مین بدر کو ترجیح نہین دیتا، گو لوگون مین بدر کا زیادہ چرچا ہی،[2]

غزوۂ احد مین اپنے مہاجر بھائی کی طرح داد شجاعت دی، آنحضرت صلعم کی

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۵۵۰ جلد۱، [2] صحیح بخاری صفحہ ۶۳۴ جلد۲،

زرد زرہ پہنکر میدان مین آئے، آنحضرت صلعم اون کی زرہ زیب تن کئے تھے، اِس لڑائی مین ۱۱ زخم کھائے،

آنحضرت صلعم کے متعلق خبر اُڑی تھی کہ شہید ہوگئے، صحابہ کو سخت انتشار تھا، سب سے پہلے انھون نے پہچانا، اور بآواز بلند پکار اُٹھے کہ یہ رسول اللہ ہین، آنحضرت صلعم نے اشارہ فرمایا کہ خاموش رہو،[1]

احد کے بعد جو غزوات پیش آئے، انھون نے نہایت مستعدی سے شرکت کی، یہ عجیب بات ہی کہ عہد نبوت کے پہلے غزوہ کی طرح پچھلے غزوہ مین بھی شرف شرکت سے محروم رہے، غزوۂ تبوک آنحضرت صلعم کا[2] اخیر غزوہ ہی، اور غزوۂ عسرت کہلاتا ہے، آنحضرت صلعم کی عادت یہ تھی کہ کسی غزوہ کا ارادہ کرتے تو صاف صاف نہ بتاتے، لیکن اِس دفعہ خلافِ معمول ظاہر کردیا تھا تاکہ مسلمان اِس دراز اور مشکل سفر کے لیے تیار ہو رہین، خود حضرت کعب نے اِس کے لیے دو اونٹ مہیا کیے تھے، اِنکا بیان ہی کہ مین کسی غزوہ مین اتنا قوی اور خوشحال نہ تھا، جتنا اس دفعہ تھا،

اہتمام کی وجہ یہ تھی کہ رومیون سے مقابلہ تھا جو ساز و سامان، تعداد، جمعیت وکثرت کے لحاظ سے دنیا کی سب سے بڑی قوت شمار ہوتے تھے، آنحضرت صلعم نے مسلمانون کی بہت بڑی جمعیت فراہم کی، اور شدید گرمی کے زمانہ مین تیاری کا حکم دے دیا،

حضرت کعب روزمرہ تہیہ کرتے، لیکن کچھ فیصلہ نہوتا، اسی حیص و بیص مین وقت گذر گیا، اور آنحضرت صلعم صحابہ کو لیکر تبوک روانہ ہوگئے،

---

[1] طبقات ابن سعد حصہ مغازی صفحہ ۱۳۲، [2] یہ مفصل واقعہ صحیح بخاری صفحہ ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ جلد ۲ مین مذکور ہے،

یہان ابھی تک سامان بھی درست نہ ہوا تھا، دل مین کہتے تھے کہ مین جا سکتا ہون، پھر نیت بدل جاتی، اِسی طرح روزانہ سفر کا قصد کرتے، یہانتک کہ رسول اللہ صلعم کے تبوک پہونچنے کی خبر آگئی،

شہر مین نکلتے تو منافقین اور ضعفا کے علاوہ کوئی نظر نہ آتا، سخت شرمندگی ہوتی کہ تنو مند اور صحیح سالم ہو کے کیون پیچھے رہ گیا،

آنحضرت صلعم کو ان کے رہ جانے کا خیال بھی نہ تھا، فوج کا کوئی رجسٹر نہ بنا تھا، جس سے غیر حاضر رہنے والون کا پتہ چلتا، اِس بنا پر آنحضرت صلعم کو معلوم ہوجانے کا ذریعہ صرف وحی آلہی تھی،

تبوک پہنچکر اِن کو دریافت کیا، بنو سلمہ کے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! ان کو اپنے کپڑے دیکھنے سے فرصت نہین، یہان کیسے آتے، معاذ بن جبل رض نے کہا یہ غلط ہے، ہم نے اُن مین کوئی بری بات نہین پائی، آنحضرت صلعم یہ سنکر خاموش ہوگئے،

غزوہ ختم ہوا اور رسول اللہ صلعم کی واپسی کی خبر پہنچی، تو اُن کے دل مین مختلف خیالات موجزن ہوئے، گھر کے لوگون سے مشورہ کیا، کہ رسول اللہ صلعم کی ناراضی سے بچنے کی کیا تدبیر ہے، کبھی کبھی یہ سمجھ مین آتا کہ باتین بنا کر آنحضرت صلعم کے غصہ سے نجات حاصل کرین، جب رسول اللہ صلعم مدینہ سے قریب پہنچے تو یہ تمام وسوسے دور ہوگئے، اور تہیہ کر لیا کہ چاہے جو کچھ ہو سچ سچ تمام ماجرا کہہ دینا چاہیئے،

آنحضرت صلعم مدینہ آئے تو ۸۰ سے اوپر آدمیون کی ایک جماعت معذرت کی غرض سے حاضر ہوئی اور قسم کھا کر سب نے عذر بیان کیئے، آپ نے سب کا عذر قبول کیا، بیعت لی اور استغفار فرمایا، اِس کے بعد حضرت کعب رض سامنے آئے، آنحضرت نے

ان کو دیکھکر طنزاً مسکرائے، اور فرمایا، آؤ، وہ سامنے آکر بیٹھ گئے، پوچھا بتاؤ غزوہ مین کیون نہ گئے؟ عرض کی حضور سے کیا چھپانا! اگر کوئی دنیاوی حاکم پوچھتا تو سو طرح کی باتین بنا کر راضی کر لیتا، کیونکہ مین مقرر اور مباحث واقع ہوا ہون، لیکن آپ کے سامنے سچ بولون گا، شاید خدا معاف کر دے، جھوٹ بولنے سے اِس وقت آپ خوش ہوجائین گے، لیکن پھر خدا آپ کو میری طرف سے ناراض کر دے گا، واقعہ یہ ہی کہ مجھے کوئی عذر نہ تھا، مین نہایت قوی اور مالدار تھا، اور باانیہمہ نہ گیا، آنحضرت صلعم نے فرمایا انھون نے سچی بات کہی، اچھا جاؤ، تمھارے لیئے خدا جو فیصلہ کرے،

یہ وہان سے اُٹھے تو بنو سلمہ کے کچھ لوگون نے کہا، کہ اِس سے پہلے تم نے کسی گناہ کا ارتکاب نہ کیا تھا، اور تعجب ہی کہ اِس کے لیئے کوئی عذر بھی نہ پیش کر سکے، اور لوگون کی طرح تم نے بھی کوئی عذر کر دیا ہوتا، رسول اللہ صلعم نے استغفار کیا تھا، معاف ہوجاتا، یہ بات سُنکر وسوسہ پیدا ہوا کہ رسول اللہ صلعم کے سامنے جا کر اگلے بیان کی تردید کر دین، پھر کچھ سوچ کر پوچھا کہ میرے جیسے کچھ اور لوگ بھی ہین؟ معلوم ہوا ہان دو آدمی اور ہین، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن اُمیہ، دونون بزرگ نہایت صالح اور غزوۂ بدر مین رسول اللہ صلعم کے ہمرکاب تھے، اِن کے نام سنکر تسکین ہوئی، اور جھوٹ کے ارادے سے باز آئے،

آنحضرت صلعم نے اِن تینون سے مسلمانون کو بات چیت کرنے کی ممانعت کر دی تھی. ۵۰ دن تک یہی نوبت رہی لوگ ان کو گھور گھور کر دیکھتے تھے مرارہ اور ہلال تو گھر مین بیٹھ گئے تھے اور رات دن رویا کرتے تھے، کعب جوان آدمی تھے گھر مین کہان بیٹھ سکتے تھے، پانچون وقت مسجد مین نماز کو آتے اور بازارون مین پھرتے

لیکن کوئی مسلمان بات تک نہ کرتا،

مسجد مین آتے اور رسول اللہ صلعم کو نماز کے بعد سلام کرتے، آنحضرت صلعم مصلے پر بیٹھے رہتے، یہ دیکھتے کہ جواب مین ہونٹ ہلے یا نہین، پھر قریب ہی نماز پڑھتے (گوشہ چشم سے آنحضرت صلعم کی طرف تاکتے، آنحضرت صلعم ان کو دیکھتے رہتے، جب نماز سے فارغ ہوکر متوجہ ہوتے، تو آپ منھ پھیر لیتے تھے،

یہی برتاؤ گھر والون کا بھی تھا، ابو قتادہ عم زاد تھے، ان کے مکان کی دیوار پر چڑھے، اور سلام کیا، انھون نے جواب تک نہ دیا، انھون نے تین مرتبہ قسم دیکر پوچھا کہ تم یہ جانتے ہو کہ مین اللہ اور رسول کو محبوب رکھتا ہون" انھون نے اخیر مرتبہ جواب دیا کہ خدا اور رسول کو خبر ہوگی، اس جواب سے سخت مایوسی ہوئی کہ اب میرے ایمان کی بھی کوئی گواہی دینے والا نہین، بے اختیار آنکھون سے آنسو نکل آئے اور بازار کی طرف نکل گئے، وہان ایک نبطی جو شام کا باشندہ تھا، ان کو ڈھونڈ رہا تھا، مسلمانون نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ دیکھو وہ آرہے ہین، وہ بادشاہ غسان کا ان کے پاس خط لایا تھا، کھولکر پڑھا تو یہ تحریر تھا کہ تمھارے صاحب (آنحضرت صلعم) نے تمپر زیادتی کی، لیکن خدا نے تم کو کسی ذلیل گھر مین نہین پیدا کیا، تم میرے پاس آجاؤ، مضمون پڑھکر کہا یہ بھی ایک آزمایش ہے، اور اوس کو ایک تنور مین ڈالدیا،

چالیس دن گذرنے پر آنحضرت صلعم کا آدمی پہنچا کہ رسول اللہ صلعم کا حکم ہے کہ اپنی بیوی سے علحدہ ہوجاؤ، پوچھا طلاق دیدون؟ بولا نہین صرف الگ رہو، اپنی بیوی سے جاکر کہا کہ تم اپنے میکے چلی جاؤ، اور جب تک میری نسبت خدا کوئی فیصلہ نہ کردے وہین رہو، ہلال بن امیہ و مرارہ کو بھی یہی حکم ہوا تھا، لیکن ہلال بہت بوڑھے تھے،

اون کی بیوی خدمت کرنے کے لیئے اجازت لے آئین، اُنکے گھر والون نے کہا تم بھی رسول اللہ صلعم سے اجازت لے آؤ، بولے مین نہین جاتا، معلوم نہین آپ کیا فرمائین، پچاس دن پورے ہوئے، فجر کی نماز پڑھ کر ایک چھت پر بیٹھے ہوئے تھے، اور دل مین کہہ رہے تھے کہ اب تو زندگی سے بیزار ہون، زمین و آسمان مجھپر تنگ ہین، کہ پہاڑ پر سے آواز آئی اے کعب! بشارت ہو، سمجھ گئے کہ اللہ نے توبہ قبول کی، سجدہ مین گرے، دو آدمیون نے جس مین ایک گھوڑے پر سوار تھا، آکر خوشخبری سنائی، انھون نے اپنے کپڑے اُتار کر دونون کو دیدیئے، اور کپڑے موجود نہ تھے، مانگ کر پہنے اور رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر ہونے کے لیے چلے،

راستہ مین لوگ جوق جوق چلے آرہے تھے، سب نے مبارکباد دی، مسجد مین پہنچے تو رسول اللہ صلعم لوگون مین بیٹھے تھے، حضرت طلحہؓ نے دوڑ کر مصافحہ کیا، اور لوگ بیٹھے رہے، آنحضرت صلعم کو سلام کیا، چہرۂ مبارک مسرت سے چاند کی طرح چمک رہا تھا، فرمایا تم کو بشارت، جب سے تم پیدا ہوئے، آج سے بہتر کوئی دن نہ گذرا ہوگا، پوچھا یا رسول اللہ! آپ نے معاف کیا؟ فرمایا خدا نے، جوش مسرت مین عرض کیا کہ اپنا مال صدقہ کرتا ہون، فرمایا کہ کچھ صدقہ کرو، انھون نے خیبر کا حصہ صدقہ کیا، اِس کے بعد کہا کہ خدا نے مجھکو صرف سچ کی وجہ سے نجات دی اب یہ عہد کرتا ہون کہ ہمیشہ سچ بولونگا،

سچ بولنے مین حضرت کعبؓ کو جس ابتلا کا سامنا ہوا، اس کی نظیر سے اسلام کی تاریخ خالی ہو، ایسے ایسے عظیم الشان مصائب پر بھی اِن کا قدم صدق، جادۂ اِستقلال سے نہ ہٹا،

قرآن مجید کی یہ آیتین ان کے متعلق نازل ہوئین،

وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (توبہ رکوع ۱۴)

یعنے خدا نے ان تین آدمیون کی توبہ قبول کی جو پیچھے چھوڑے گئے تھے، یہانتک کہ جب اونپر زمین اپنی کشادگی کے باوجود تنگ ہوگئی، اور خود اپنی زندگی سے بھی تنگ آگئے، اور انھون نے سمجھ لیا کہ صرف خدا ہی سے پناہ لینا چاہیئے، تو خدا اون کی طرف رجوع ہوا تاکہ وہ اس کی طرف رجوع ہون، بیشک خدا توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہی،

اس آیت مین خلفوا کا لفظ ہی جس کے معنے غزوہ سے پیچھے رہنا نہین، بلکہ رسول اللہ صلعم کا اون کے معاملہ مین امر آلہی کا منتظر رہنا اور اون کو چھوڑ رکھنا ہی،[1]

عہد نبوی کے بعد حضرت عثمان رض کی شہادت کے روح فرسا واقعہ مین انھون نے مرثیہ لکھا تھا،

حضرت علی علیہ السلام اور امیر معاویہ کی لڑائیون مین وہ دونون سے الگ رہے،

وفات، امیر معاویہ کے عہد مین وفات پائی، سنہ مین اختلاف ہی، بعض کا خیال ہی کہ سنہ ۵۰ھ تھا، عمر ۷۷ سال تھی،

اولاد، عبد اللہ، عبید اللہ، عبد الرحمن، معبد، محمد، قصر کعب کے ارکان خمسہ تھے، ان مین سے اول الذکر کو یہ شرف حاصل تھا کہ جب ان کے والد نابینا ہوگئے تو یہ اون کے قائد اور راہ نما بنتے تھے،[2]

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۶۳۶ جلد ۲، [2] ایضاً صفحہ ۶۳۴ جلد ۲،

فضل وکمال، حدیث کی کتابون مین ۸۰ روایتین ہین، خود آنحضرت صلعم اور اسید بن حضیر سے روایت کی، راویون مین عبد اللہ بن عباسؓ، جابرؓ، ابو امامہ باہلی، امام باقر علیہ السلام، عمر بن حکم بن ثوبان، علی بن ابی طلحہ، عمر بن کثیر بن افلح، عمر بن حکم ابن رافع، جیسے اساطین امت اور اکابر ملت شامل ہین،

مشہور شاعر تھے، طبیعت اچھی پائی تھی، اور اشعار مین جدت تھی، جاہلیت مین شاعری کی انتساب سے مشہور ہو چکے تھے، آنحضرت صلعم سے دریافت کیا کہ شعر کہنا کیسا ہے؟ فرمایا کچھ مضائقہ نہین، مسلمان اس کی وجہ سے تلوار اور زبان دونون سے جہاد کرتا ہی، یہ شعر کہا،

زعمت سخینۃ ان ستغلب ربہا　　فلیغلبن مغالب الغلاب
سخینہ کا گمان ہے کہ اس کا معبود اسکو غالب کریگا　　بہتر ہو وہ تمام غالب آنے والون کے غالب (خدا) پر غلبہ حاصل کرین

تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اس سے تم نے خدا کو مشکور بنایا،

ان کی شاعری کا موضوع کفار کو لڑائی سے ڈرانا اور مسلمانون کا اون کے قلوب مین سکہ جمانا تھا، دربار رسالت مین تین شاعر تھے، اور تینون کے موضوع جداگانہ تھے، حضرت کعبؓ انھین مین کے ایک تھے، کلام کے اثر کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہی کہ صرف دو بیت کہے اور تمام قبیلۂ دوس مسلمان ہو گیا، وہ شعر یہ تھے،

قضینا من تہامۃ کل وتر　　وخیبر ثم اغمدنا السیوفا
تہامہ اور خیبر سے ہم نے کینہ کو دور کر کے　　تلوارین نیام مین کر لین
نخبرہا ولو نطقت لقالت　　قواطعہن دوسا او ثقیفا
اب ہم پھر اون کو اٹھاتے ہین اور اگر بول سکین　　تو کہین کہ اب دوس یا ثقیف کا نمبر ہے

دوسیون نے سنا تو کہا کہ مسلمان ہوجانا بہتر ہے ورنہ ثقیف کی طرح ہمارا بھی حشر ہوگا،

اخلاق، صدق وراستی، سلکِ اخلاق کا گوہر شاہوار ہے، حضرت کعبؓ میں جس حد یہ وصف موجود تھا، اس سے زیادہ ہونا ناممکن ہے، دعا قبول ہونے کے بعد کبھی جھوٹ نہ بولنے خود فرماتے ہیں واللہ ما تعمدت کذبۃ منذ قلت ذلک لرسول اللہ صلعم الی یومی ھذا وانی لارجوان یحفظنی اللہ فیما بقی[1]،

غزوۂ تبوک سے پیشتر کی زندگی نہایت پاک اور روشن گذری، چنانچہ جب یہ واقعہ پیش آیا تو بنو سلمہ نے کہا،

واللہ ما علمناک کنت اذنبت ذنبا قبل ھذا[2]! یعنے خدا کی قسم تمنے اس سے پہلے تو کوئی گناہ نہ کیا تھا،

---

[1] صحیح مسلم صفحہ ۴۵۴ جلد ۲، [2] صحیح بخاری صفحہ ۶۳۵ جلد ۲،

حضرت کلثومؓ بن الہدم

نام ونسب، کلثوم نام، صاحب رحل رسول اللہ لقب، سلسلۂ نسب یہ ہے، کلثوم بن الہدم بن امرء القیس بن حارث بن زید بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس،

ضعیفی کا عالم تھا کہ اسلام کی صدا کانون مین پہونچی اور انھون نے اوس کو لبیک کہا،

ہجرت نبوی، تھوڑے دنون کے بعد آنحضرت صلعم نے ہجرت فرمائی، ابتداءً قبیلۂ عمرو بن عوف مین نزول اجلال ہوا، اور حضرت کلثومؓ کے مکان مین ٹھہرے، گھر پہونچے تو کلثوم نے اپنے نوکر کو آواز دی، یا نجیح، عرب شگون اور فال کے عادی ہوتے تھے، ارشاد ہوا انجحت یا ابابکر! آنحضرت صلعم یہان ۴ روز مقیم رہے، اوس کے بعد حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مسکن کو اپنی اقامت کی عزت بخشی،

وفات، مسجد نبوی اور آنحضرت صلعم کے مکانات کی تعمیر شروع تھی، اور بدر کو بہت کم عرصہ باقی تھا، کہ پیغام اجل آپہونچا، اس بنا پر حضرت کلثومؓ کسی غزوہ مین شریک نہ ہوسکے، ہجرت کے بعد صحابہ مین یہ پہلی موت تھی، جس کے چند ہی روز بعد اسلام کے پرجوش داعی حضرت ابوامامہؓ نے بھی اس دار فانی سے رخت سفر باندھا،

”م“

حضرت معاذ بن جبلؓ

نام ونسب اور ابتدائی حالات، معاذ نام، ابو عبد الرحمٰن کنیت، امام الفقہاء، کنز العلماء اور عالم ربانی القاب، قبیلۂ خزرج کے خاندان اُدَیّ بن سعد سے تھے، نسب نامہ یہ ہے،

معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عائذ بن عدی بن کعب بن عمرو بن اُدَیّ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردۃ بن یزید بن جشم بن خزرج اکبر،

سعد بن علی کے دو بیٹے تھے، سلمہ اور اُدَیّ، سلمہ کی نسل سے بنو سلمہ ہین جنمین حضرت ابو قتادہؓ، جابر بن عبد اللہؓ، کعب بن مالکؓ، عبد اللہؓ بن عمرو بن حرام مشہور صحابہ گذرے ہین، ان لوگون کے ماسوا اور بھی بہت سے بزرگون کو اس خاندان سے انتساب تھا، لیکن سلمہ کے دوسرے بھائی اُدَیّ کے گھر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے وقت صرف ایک فرزند تھا، جس کی وفات پر خاندان اُدَی کا چراغ ہمیشہ کے لئے گل ہو گیا،

امام سمعانی نے کتاب الانساب مین حسین بن محمد[1] بن طاہر کو اسی ادی کی طرف منسوب کیا ہے، لیکن یہ خیال غلطی سے خالی نہین، تمام موثق روایتون سے ثابت ہے کہ اسلام کے زمانہ مین اس خاندان مین صرف دو شخص باقی تھے، حضرت معاذ اور انکا لڑکا عبد الرحمٰن،

بنو ادی کے مکانات اپنے بنو اعمام (بنو سلمہ) کے پڑوس مین واقع تھے،

---

[1] کتاب الانساب ورق ۲۲۲،

مسجد قبلتین جہان تحویل قبلہ ہوا تھا یہین واقع تھی، حضرت معاذؓ کا گھر بھی یہین تھا،

اسلام، طبیعت نظرۃً اثر پذیر واقع ہوئی تھی، چنانچہ نبوت کے بارھوین سال جب مدینہ مین اسلام کی دعوت شروع ہوئی، تو حضرت معاذؓ نے اس کے قبول کرنے مین کچھ بھی پس وپیش نہ کیا، حضرت مصعب بن عمیرؓ داعی اسلام کی خدمت مین حاضر ہوئے، اور صدق دل سے توحید کا اقرار کیا، اوس وقت حضرت معاذؓ کا سن ۱۸ سال کا تھا،

حج کا موسم قریب آیا تو حضرت مصعبؓ مکہ روانہ ہوئے، اہل مدینہ کی ایک جماعت جس مین مسلم اور مشرک دونون شامل تھے، ان کے ہمراہ ہوئی، حضرت معاذؓ بھی ساتھ تھے، مکہ پہنچکر عقبہ مین وہ نورانی منظر سامنے آیا جو حضرت معاذ کی آنکھون نے کبھی نہ دیکھا تھا، یعنے رسول اللہ صلعم رات کے وقت تشریف لائے، اور اس جماعت سے بیعت لی،

یہ جماعت مکہ سے مدینہ واپس ہوئی تو ملت اسلام کی روشنی گھر گھر پھیل گئی ع

یثرب تمام مطلع انوار ہوگیا

حضرت معاذؓ کمسن تھے مگر جوش ایمان کا یہ اثر تھا. کہ بنو سلمہ کے بت توڑے گئے، تو بت شکنون کی جماعت مین وہ سب کے پیش پیش تھے، بت کا کسی کے گھر مین موجود ہونا اب ان کے لیے سخت تکلیف دہ تھا، بنو سلمہ کے اکثر گھر ایمان کی صدا سے معمور ہوچکے تھے، لیکن بعض لوگ اب بھی باقی تھے جن کا نفس آبائی مذہب چھوڑنے سے ابا کرتا تھا، عمرو بن جموح بھی انھین لوگون مین تھے، اور اپنے قبیلہ کے سردار اور نہایت معزز شخص تھے، انھون نے لکڑی کا ایک بت بنا رکھا تھا

جس کا نام مناۃ تھا، حضرت معاذؓ اور کچھ دوسرے نوجوان رات کو اون کے گھر پہونچے وہ بستر استراحت پر آرام کر رہے تھے، ان لوگون نے بت کو لیکر محلہ کے ایک گڑھے مین پھینکدیا، کہ آنے جانے والے اس کو دیکھکر عبرت حاصل کرین، صبح کو بُت کی تلاش ہوئی تو اپنے معبود کو اوندھا پڑا دیکھکر عمرو کا غیظ و غضب اختیار سے باہر تھا، بہزار وقت اس کو اُٹھا کر لائے، اوس کو نہلایا خوشبو لگائی، اور نہایت طیش مین کہا کہ جس شخص نے یہ حرکت کی ہی اگر مجھے اُس کا نام معلوم ہوجائے تو بُری طرح خبر لون، لیکن جب پھر یہی واقعہ متعدد مرتبہ پیش آیا تو کفر سے بیزار ہو کر اسلام کے حلقہ مین داخل ہوگئے،

تعلیم و تربیت، حضرت معاذؓ ابتدا ہی سے ہونہار تھے، آنحضرت صلعم مدینہ تشریف لائے تو وہ آپ کے دامن سے وابستہ ہوئے، اور چند ہی دنون مین فیض نبوت نے یہ اثر دکھایا کہ اسلام کی تعلیم کا اعلیٰ نمونہ بنگئے، اور اون کا شمار صحابہ کے برگزیدہ افراد مین ہونے لگا،

رسول اللہ صلعم کو ان سے اس قدر محبت تھی کہ بسا اوقات ان کو اپنے ساتھ اونٹ پر بٹھاتے تھے، اور اسرار حکم کی تلقین کرتے تھے، ایک مرتبہ وہ آنحضرت صلعم کے ردیف تھے، آنحضرت صلعم نے فرمایا یا معاذ بن جبل! انھون نے کہا لبیک یا رسول اللہ وسعدیک آپ نے پھر انکا نام پکارا، انھون نے پھر اسی ادب اور محبت بھرے الفاظ سے جواب دیا، اسی طرح تین مرتبہ آپ نے انکا نام لیا، اور انھون نے برابر جواب دیا، پھر ارشاد فرمایا کہ "جو شخص صدق دل سے کلمۂ توحید پڑھ لے اوس پر دوزخ حرام ہوجاتی ہی" حضرت معاذؓ نے کہا یا رسول اللہ کیا مین لوگون کو یہ بشارت سنادون؟ آنحضرت صلعم نے فرمایا "نہین ورنہ لوگ عمل

چھوڑ بیٹھیں گے[1]"،

حضرت معاذ پر عنایات نبوی کا یہ حال تھا کہ وہ خود کوئی سوال نہ کرتے تو آنحضرت صلعم فرماتے کہ تم نے مجھے تنہائی مین پاکر کچھ پوچھا کیون نہین "،

حضرت معاذ ایک مرتبہ آنحضرت صلعم کے ساتھ خچر پر سوار تھے، آنحضرت صلعم نے کوڑے یا عصا سے اون کی پشت پر آہستہ سے ٹھوکر دی، اور فرمایا "جانتے ہو بندون پر خدا کا کیا حق ہی؟" عرض کی "اللہ اور رسول کو زیادہ معلوم ہی" فرمایا "یہ کہ بندے اوس کی عبادت کرین اور شرک سے اجتناب کرین" تھوڑی دور چلکر پھر پوچھا کہ "خدا پر بندون کا کیا حق ہی؟" پھر عرض کی کہ "خدا اور رسول کو معلوم" آپ نے فرمایا "یہ کہ وہ ان کو جنت مین داخل کرے[2]"

حضرت معاذ ہمیشہ عنایات نبوی سے سرفراز رہتے تھے، ان کو اٹھتے بیٹھتے حامل نبوت سے تعلیم ملتی تھی، ایک مرتبہ آنحضرت صلعم نے ان کو دروازہ پر کھڑا دیکھا تو ایک چیز کی تعلیم دی، ایک اور مرتبہ عنایت لطف و کرم سے فرمایا کہ "مین تمھین جنت کا ایک دروازہ نہ بتاؤن"؟ گذارش کی ارشاد ہو فرمایا لاحول ولا قوۃ[3] الا باللہ پڑھ لیا کرو،

تعلیم زندگی کے ہر شعبہ پر مشتمل تھی، مذہبی، اخلاقی، علمی، عملی، غرض مختلف عنوانات اس کے احاطہ مین داخل تھے، چنانچہ اوس کے متعدد مناظر اس مقام پر پیش کیے جاتے ہین،

حضرت معاذ رسول اللہ صلعم کے ہمراہ ایک سفر مین تھے، ایک روز صبح کے وقت

---

[1] بخاری صفحہ ۲۴ جلد ۱ باب من ترک بعض الاختیار مخافۃ ان یقصر فہم بعض الناس [2] مسند احمد صفحہ ۲۳۸ جلد ۵، [3] مسند صفحہ ۲۲۸ جلد ۵،

جب لشکرِ اسلام منزلِ مقصود کی طرف روانہ ہو رہا تھا، حضرت معاذؓ رسول اللہ صلعم کے قریب تھے، پوچھا "ایسا عمل بتائیے جو مجکو جنت مین داخل کرے اور دوزخ سے بچائے"، فرمایا "تم نے بہت بڑی بات پوچھی، لیکن جس کو خدا توفیق دے اس پر آسان بھی ہی، شرک نہ کرو، عبادت کرو، نماز پڑھو، زکوٰۃ دو، رمضان مین روزے رکھو، حج کرو"، پھر فرمایا خیر کے کچھ دروازے ہین، مین تم کو بتاتا ہون، روزہ جو سپر کا حکم رکھتا ہے، صدقہ جو آتش خطا کو پانی کی طرح بجھا دیتا ہی، اور رات کے حصون مین نماز، اور یہ آیت تلاوت فرمائی تتجافی جنوبھم عن المضاجع، (یعلمون تک آیت پڑھی) پھر فرمایا کہ "اسلام سر اور عمود اور چوٹی کی خبر دیتا ہون، سر اور پاؤن تو نماز ہے اور کوہان کی چوٹی جہاد"

پھر ارشاد ہوا کہ ان تمام باتون کی بیخ و بن صرف ایک چیز ہی زبان، اس کو روکو (آنحضرت صلعم نے اپنی زبان کو پکڑ کر فرمایا) حضرت معاذؓ نے سوال کیا کہ کیا جو کچھ ہم بولتے ہین اوس پر مواخذہ ہوگا، آنحضرت صلعم نے فرمایا ثکلتک امک یا معاذ! بہت سے لوگ صرف اسی کی وجہ سے جہنم[1] مین جائین گے،

حضرت معاذؓ کو آنحضرت صلعم نے دس باتون کی وصیت کی تھی، شرک نہ کرنا[۱]، خواہ تم کو کوئی اس کے عوض قتل کر دے یا جلا دے، والدین[۲] کو گزند نہ پہنچانا خواہ تم کو وہ تمہارے بال بچون اور مال سے علٰحدہ کر دین، فرض[۳] نماز قصداً کبھی نہ ترک کرنا کیونکہ جو شخص قصداً نماز چھوڑتا ہی خدا اوس کی ذمہ داری سے بری ہو جاتا ہی، شراب[۴] نہ پینا کیونکہ یہ تمام فواحش کی بنیاد ہی، معصیت[۵] مین مبتلا نہ ہونا کیونکہ مبتلائے معصیت پر

---

[1] مسند احمد صفحہ ۲۳۱ جلد ۵،

خدا کا غصہ حلال ہو جاتا ہی، لڑائی سے نہ بھاگنا اگرچہ تمام لشکر خاک و خون مین لوٹ چکا ہو، موت عام ہو (بیماری آئے) تو ثابت قدم رہنا، اپنی اولاد کے ساتھ سلوک کرنا، اون کو ہمیشہ ادب دینا، اور خدا سے خوف دلانا[1]،

رسول اللہ صلعم نے پانچ چیزون کی حضرت معاذ کو تاکید کی تھی، اور فرمایا تھا کہ جو ان کو عمل مین لائے خدا اوس کا ضامن ہوتا ہی، مریض کی عیادت، جنازہ کے ساتھ جانا، غزوہ کے لیے نکلنا، حاکم کی تعزیر یا توقیر کے لیے جانا، گھر مین بیٹھ رہنا جس مین وہ تمام لوگون سے محفوظ ہو جائے، اور دنیا اس سے سلامت رہے[2]،

اخلاقی تعلیم ان الفاظ مین دی، معاذ! ہر برائی کے پیچھے نیکی کر لیا کرو، نیکی اسکو مٹا دیگی، اور لوگون کے سامنے اچھے اخلاق ظاہر کرو[3]،

یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اتق دعوة المظلوم فانہ لیس بینہا وبین اللہ حجاب! یعنی مظلوم کی بد دعا سے ڈرتے رہنا، کیونکہ اس مین اور خدا مین کوئی پردہ نہین، (بخاری)

یمن کا حاکم مقرر کر کے بھیجا تو فرمایا "معاذ! خبردار عیش و تنعم سے علیحدہ رہنا، کیونکہ خدا کے بندے عیش پرست اور متنعم نہین ہوتے[4]،

اجتماعی تعلیم کی اس طرح فہمایش کی "انسان کا بھیڑیا شیطان ہی، جس طرح بکریون کا بھیڑیا اوس بکری کو پکڑتا ہی جو گلہ سے دور ہوتی ہی، اسی طرح شیطان اوس انسان پر قابو پاتا ہے جو جماعت سے کنارہ کش ہوتا ہی، خبردار! خبردار! متفرق نہ ہونا، بلکہ جماعت[5] عامہ کے ساتھ رہنا"

اشاعت اسلام کے متعلق فرمایا، معاذ! اگر تم ایک مشرک کو بھی مسلمان کر لو تو

---

[1] مسند صفحہ ۲۳۰ جلد ۵، [2] ایضاً صفحہ ۲۲۱ جلد ۵، [3] ایضاً صفحہ ۲۲۰ جلد ۵، [4] ایضاً صفحہ ۲۴۳ جلد ۵، [5] ایضاً صفحہ ۲۴۳ جلد ۵

تمھارے لیئے دنیا کی تمام نعمتون سے بڑھکر ہے[1]،

غرض یہ پاکیزہ خیالات اور اعلیٰ تعلیمات جس بزرگ کے رگ و پئے مین سرایت کر گئی تھین وہ جماعتِ انصار کا وہ "نوجوان" تھا جس کو حضرت ابن مسعودؓ فرد نہین بلکہ ایک ایک امت کہا کرتے تھے،

غزوات اور عام حالات، آنحضرت صلعم نے مدینہ تشریف لاکر مواخاہ کی تو حضرت معاذ کا مہاجری بھائی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو تجویز فرمایا،

سنہ ۲ھ مین غزوۂ بدر پیش آیا، حضرت معاذؓ اس مین شریک تھے، اور اسوقت انکا سن ۲۱ سال کا تھا، بدر کے علاوہ تمام غزوات مین حضرت معاذ نے شرفِ شرکت حاصل کیا،

اِن فضائل کے ماسوا حضرت معاذؓ نے آنحضرت صلعم کے عہد مبارک مین قرآن حفظ کیا تھا،

امامت مسجد، بنو سلمہ نے اپنے محلہ مین ایک مسجد بنائی تھی، حضرت معاذؓ اس مسجد کے امام تھے، ایک روز عشا کی نماز مین سورۂ بقر پڑھی، پیچھے ایک شخص نماز مین شریک تھا جو دن بھر کھیت مین کام کرنے سے تھکا ہوا تھا، حضرت معاذؓ کی نماز ختم نہ ہوئی تو وہ چلا گیا، حضرت معاذؓ کو اطلاع ہوئی تو انھون نے کہا کہ وہ منافق ہے، اوس کو نہایت ناگوار گذرا، رسول اللہ صلعم سے شکایت کی، آنحضرت صلعم نے معاذ سے فرمایا افتان انت ؟ کیا لوگون کو فتنہ مین مبتلا کروگے؟ اِس کے بعد فرمایا کہ چھوٹی سورتین پڑھا کرو، کیونکہ تمھارے پیچھے بوڑھے ضعیف، اور اربابِ حاجت نماز پڑھتے ہین، تم کو ان سب کا خیال کرنا چاہیئے، (بخاری جلد ۱ صفحہ ۹۸)

---

[1] مسند جلد ۵ ص ۲۳۶

امارت یمن اور اشاعت اسلام، ۹ھ میں آنحضرت صلعم غزوۂ تبوک سے تشریف لائے تھے، کہ رمضان میں ملوک حمیر (یمن) کا قاصد اہل یمن کے قبول اسلام کی خبر لیکر مدینہ پہنچا، اب آنحضرت صلعم نے یمن کی امارت کے لیے حضرت معاذؓ کو تجویز فرمایا،

اس سے پیشتر حضرت معاذؓ کی جائداد قرض مین بیع ہو چکی تھی، حضرت معاذ بہت فیاض تھے، اور خوب خرچ کرتے تھے، قرض کا بار جائداد پر پڑ رہا تھا، قرض خواہون نے زیادہ تقاضا کیا تو کچھ دنون گھر مین چھپ رہے، وہ لوگ آنحضرت صلعم کے پاس حاضر ہوئے اور کہا کہ معاذ کو بلوائیے، آنحضرت صلعم نے آدمی بھیجا، حضرت معاذؓ حاضر ہوئے، قرض خواہون نے شور مچایا کہ ہمارا ابھی فیصلہ ہونا چاہیے، جائداد سے قرض بہت زیادہ تھا، آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جو شخص اپنا حصہ نہ لے اوس پر خدا رحم کرے گا، چنانچہ کچھ لوگون نے اپنا حصہ چھوڑ دیا، لیکن کچھ لوگ بضد رہے، آنحضرت صلعم نے حضرت معاذؓ کی کل جائداد اُن لوگون پر تقسیم کر دی، لیکن قرض اب بھی ادا نہ ہوا، تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اس سے زیادہ نہین مل سکتا، اسی کو لیجاؤ، حضرت معاذؓ اب بالکل مفلس تھے، آنحضرت صلعم کو ان کا بہت خیال تھا، فرمایا کہ گھبرانا نہین خدا اس کی جلد تلافی کر دے گا،

فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلعم نے ان کو امارت یمن کے لیے منتخب فرمایا، اگرچہ اُنکی قابلیت پر ہر طرح کا اطمینان تھا، تاہم امتحان لے لینا مناسب خیال کیا، پوچھا "فیصلہ کس طرح کروگے؟" حضرت معاذؓ نے کہا کہ "قرآن مجید سے فیصلہ کرون گا"، فرمایا "اگر اوس مین نہ ملے" کہا "سنت رسول اللہ کے مطابق" فرمایا "اور اوس مین بھی نہ ہو" کہا "مین خود اجتہاد کرونگا"، آنحضرت صلعم نہایت مسرور ہوئے، اور فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ اوس نے رسول اللہ کے رسول کو اس چیز کی توفیق دی جس کو اوس کا رسول پسند کرتا ہے،

امتحان ہوچکا تو اہل یمن کو ایک فرمان لکھوایا، جس مین حضرت معاذؓ کے رتبہ کی طرف ان الفاظ مین اشارہ تھا،

انی لبعثت لکم خیر اہلی! "مین اپنے لوگون مین سے بہترین کو تمھارے لیئے بھیجتا ہون"

اس مین یہ بھی تحریر تھا کہ معاذ بن جبل اور دوسرے آدمیون کے ساتھ حسن سلوک کرنا، اور صدقہ اور جزیہ کی رقمین وصول کرکے ان کے پاس جمع کرنا، اور معاذ بن جبل کو سب پر امیر بناتا ہون، ان کو راضی رکھنا، ایسا نہ ہو کہ وہ تم سے ناخوش رہین،

یہ تمام مراتب طے ہوئے تو حضرت معاذ نے یمن کی تیاری کی، سوار ہو کر آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے، اور لوگ بھی ساتھ ساتھ تھے، روانگی کا وقت آیا تو خود سرور دو عالم نے مشایعت کی، حضرت معاذ اونٹ پر سوار تھے، اور شہنشاہ مدینہ اونٹ کے ساتھ پیادہ پا چل رہے تھے شفقت اور محبت کا اظہار ہر فقرہ سے ہوتا تھا، فرمایا "معاذ! تم پر قرض بہت ہی، اگر کوئی ہدیہ لائے تو قبول کر لینا، مین تم کو اس کی اجازت دیتا ہون، تھوڑی دور چلکر وداع کا وقت آیا، اس وقت عجیب سمان تھا، سرور کائنات اپنے محبوب سے ہمیشہ کے لیئے رخصت ہو رہے تھے، معاذ سے کہا شاید اب تم سے ملاقات نہو، اب مدینہ آؤگے تو میرے بجائے میری قبر ملیگی، حضرت معاذ اس جملہ پر زار و قطار تھے کہ اب آخری ملاقات ہی، آنحضرت صلعم نے فرمایا بس اب نہ رو، رونا شیطانی حرکت ہے رخصت کرتے وقت آنحضرت صلعم نے فرمایا حفظك الله من بين يديك ومن خلفك وعن يمينك وعن شمالك ومن فوقك ومن تحتك و درا عنك شرور الانس والجن ، یعنی جاؤ خدا تم کو تمام آفات سے محفوظ رکھے، حضرت معاذؓ نے

چلتے وقت مدینہ کی طرف[1] نہایت حسرت سے دیکھا اور کہا کہ مین متقیون کو اچھا سمجھتا ہون خواہ کوئی ہون، اور کہین ہون (یہ غالباً خلفا، کی طرف اشارہ تھا)

رسول اللہ صلعم سے رخصت ہو کر یمن کا راستہ لیا، جب یمن پہنچے تو سپیدۂ صبح[2] نمودار تھا، خورشیدِ امارت جند کے افق سے طلوع ہوا، اسلامی جاہ و جلال بشرہ سے نمایان تھا، رسول اللہ صلعم کا رسول کسی دنیاوی فرمانروا کا نائب سلطنت نہ تھا، ظاہری شان و شوکت سے اس کا جلوس بالکل خالی تھا، خدم و حشم، نقیب و چاوش خیل و سپاہ اِن مین سے ایک چیز بھی اوس کے ساتھ نہ تھی، تاہم اسلام و ایمان کا نور چہرۂ مبارک پر رعب و ہیبت بنکر چمک رہا تھا، زبان و لب نعرۂ تکبیر بلند کر رہے تھے، اور ہوا کی موجین اوس کو اُڑا اُڑا کر اہل یمن کے کانون تک پہنچا رہی تھین، دہان مبارک سے تکبیر کی جو کانپتی ہوئی آواز نکلتی تھی، ہیبتِ حق کا کفر و شرک کے اندام پر لرزہ طاری کرتی تھی، غرض اِس شان و شوکت سے رسول اللہ صلعم کا رسول پہنچا تو قصرِ کفر کی بنیادین ہل گئین، اور کفرستان یمن نعرۂ توحید سے گونج اُٹھا،

حضرت معاذ ملک یمن کے صرف امیر ہی نہ تھے، بلکہ محکمۂ مذہبی بھی انھین کے ماتحتی مین قائم تھا، وہ ایک طرف سلطنتِ عرب کے گورنر تھے تو دوسری طرف دینِ اسلام کی تبلیغ کا عہدہ تفویض تھا، اسلیئے حضرت معاذؓ عدالت کے اوقات کے علاوہ جو مذہبی خدمات انجام دیتے تھے اُس کی تفصیل یہ ہے، لوگون کو قرآن مجید پڑھاتے تھے، اور اسلام کے احکام کی تعلیم کر دیتے تھے،

قبیلۂ خولان کی ایک عورت ان کے پاس آئی، اوس کے ۱۲ بیٹے تھے جن مین سب سے

---

[1] مسند جلد ۵ صفحہ ۲۲۳، [2] ایضاً صفحہ ۲۳۱ جلد ۵،

چھوٹا بھی ڈاڑھی مونچھ والا تھا، شوہر کو گھر مین چھوڑا اور بیٹون کو ساتھ لائی، ضعف کا یہ حال تھا کہ دو بیٹے اس کے بازو پکڑے ہوئے تھے، آکر پوچھا تم کو یہان کس نے بھیجا؟ حضرت معاذؓ نے کہا مجھکو رسول اللہ (صلعم) نے بھیجا، اوس نے کہا تو آپ رسول اللہ (صلعم) کے فرستادہ ہین؟ مین آپ سے کچھ پوچھنا چاہتی ہون آپ بتائین گے؟ حضرت معاذؓ نے کہا جو جی چاہے پوچھو، اوس نے کہا یہ بتائیے کہ شوہر کا زوجہ پر کیا حق ہے؟ حضرت معاذؓ نے کہا کہ "حتی الامکان خدا سے ڈرے اور اوس کی اطاعت و فرمانبرداری کرے" اوس نے کہا آپ کو خدا کی قسم ٹھیک ٹھیک بتائیے، حضرت معاذؓ نے کہا کیا اتنے پر تم راضی نہین " وہ بولی کہ لڑکون کا باپ بہت بوڑھا ہے، مین اوس کا حق کس طرح ادا کرون؟ حضرت معاذؓ نے کہا "جب یہ بات ہے تو تم اُن کے حق سے کبھی سبکدوش نہین ہو سکتین، اگر جذام نے اونکا گوشت پھاڑ دیا ہو، اور اوس مین سے خون اور پیپ بہ رہا ہو اور تم اپنا منھ بھی اوسمین لگا دو تب بھی حق نہ ادا ہوگا"[1]

یمن کا ملک آنحضرت صلعم نے پانچ حصون پر تقسیم کر دیا تھا، صنعاء، کندہ، حضرموت، جند، زبید، (رمعہ، عدن اور ساحل تک اس مین شامل تھا) یمن کا صدر مقام جند تھا، اور حضرت معاذ یہین رہتے تھے، باقی چار حصون مین حسب ذیل حضرات حاکم تھے

خالد بن سعید	صنعاء
مہاجر بن ابی امیہ	کندہ
زیاد بن لبید	حضرموت
ابو موسیٰ اشعری	زبید اور ساحل

---

[1] مسند صفحہ ۲۳۹ جلد ۵

یہ چارون بزرگ اپنے اپنے علاقون سے صدقہ اور جزیہ وغیرہ کی رقمین وصول کرکے حضرت معاذؓ کے پاس بھیجدیتے تھے، خزانہ حضرت معاذؓ کے پاس رہتا تھا،

حضرت معاذؓ اپنے ماتحت عمال کے علاقہ مین دورہ کرتے تھے، عمال کے فیصلون کی دیکھ بھال رکھتے تھے، اور ضرورت کے وقت خود مقدمہ کی سماعت کرتے تھے، چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری کے علاقہ مین گئے تھے، اور وہان ایک مقدمہ کا فیصلہ کیا تھا، دورہ مین خیمون مین قیام ہوتا تھا، چنانچہ یہان بھی ایک خیمہ لگایا گیا، حضرت ابو موسیٰ بھی قریب ہی ایک خیمہ مین رہے[۱]،

حضرت معاذؓ صدقات کی تحصیل اس فرمان کے مطابق کرتے تھے، جو رسول اللہ صلعم نے ان کو لکھوا کر عطا فرمایا تھا، یہ فرمان تاریخ کی کتابون مین تمام[۲] تر مذکور ہے اس مین غنیمت، خمس، صدقات، جزیہ، اور بہت سے مذہبی احکام کی تفصیل تھی، حضرت معاذؓ نے ہمیشہ اس پر عمل کیا،

ایک مرتبہ گائے کا گلہ ایک شخص لیکر آیا، گائے تعداد مین ۳۰ سے کم تھین، رسول اللہ صلعم نے ان کو یہ حکم دیا تھا کہ ۳۰ پر ایک بچہ[۳] لینا، حضرت معاذؓ نے کہا کہ مین تا وقتیکہ رسول اللہ صلعم سے پوچھ نہ لون، اس پر کچھ نہ لون گا، کیونکہ آنحضرت صلعم نے اس کے متعلق مجھ سے کچھ نہین فرمایا[۴]، اس واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ عہد نبوت کے عمال، دیگر دنیاوی حکومتون کے امرا کی طرح جبار اور ظالم نہین ہوتے تھے، راعی اور رعایا کے جو تعلقات اسلام نے بیان کیے ہین اون کی ہمیشہ نگہداشت کیجاتی تھی، اور راعی پر جو ذمہ واریان شریعت کی طرف سے عاید کی گئی ہین وہ اون پر نہایت شدت سے

---

[۱] بخاری صفحہ ۶۲۳ جلد ۲، [۲] طبری صفحہ ۱۷۱۸ جلد ۴، [۳] مسند صفحہ ۲۳۰ جلد ۵، [۴] ایضاً صفحہ ۲۳۱ جلد ۵،

عمل در آمد کرتا تھا،

فیصلون مین بھی اِس کی رعایت رکھی جاتی تھی کہ رعایا کی حق تلفی نہو، اِسلامی عمال کے اجلاس مین حق و صداقت کو غلبہ ہوتا تھا، ایک یہودی مرگیا، ورثہ مین صرف ایک بھائی تھا جو مسلمان ہوچکا تھا، حضرت معاذ کی عدالت مین مرافعہ (اپیل) ہوا، انھون نے بھائی کو ترکہ دلوایا،[1]

حضرت معاذؓ کی حکومت یمن مین ۲ برس رہی، ۹ھ مین وہ عامل بنکر یمن گئے تھے اور ۱۱ھ مین خود ہی اپنی مرضی سے واپس آگئے،

حضرت معاذؓ نے یمن مین بیت المال کے روپیون سے تجارت کی تھی، اس کا جو منافع تھا اس سے اپنا قرض پورا کیا،[2] اِس کے ماسوا ہدیہ کی رقم بھی رسول اللہ صلعم کے فرمانے کے مطابق قبول کی تھی، چنانچہ جب یمن سے واپس ہوئے تو ۳۰ راس ان کے ساتھ تھین، یہ سب گو ایک طرح سے خود امیرِ وقت کے اجمالی اشارہ کے مطابق ہوا تھا، لیکن پھر بھی کوئی تصریحی حکم نہ تھا، اسلیئے بیت المال کے سرمایہ سے اتنا فائدہ اٹھانا بھی کھٹک سکتا تھا،

یمن سے واپسی، حکومت کی میعاد ختم کرکے مدینۂ منورہ وارد ہوئے، تو رسول اللہ صلعم کا وصال ہوچکا تھا،

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اوس وقت رسول اللہ صلعم کے جانشین تھے، حضرت معاذؓ آئے اور مال و متاع ساتھ لائے، تو حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو مشورہ دیا کہ اُن کے گذر اوقات کے موافق علٰحدہ کرکے باقی تمام چیزین ان سے وصول کرلی جائین، حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ اِن کو رسول اللہ صلعم نے حاکم بنا کر بھیجا تھا، اگر وہ ان کی مرضی ہوگی

---

[1] مسند صفحہ ۲۳۰ جلد ۵، [2] استیعاب ابن عبد البر،

میرے پاس لائینگے تو لے لونگا ورنہ ایک حبہ نہ لونگا" حضرت ابوبکرؓ سے صاف جواب ملا تو توحضرت عمرؓ خود حضرت معاذؓ کے پاس پہنچے اور اون سے اپنا خیال ظاہر کیا، اُنھون نے کہا کہ مجھکو رسول اللہ صلعم نے صرف اسلیے بھیجا تھا کہ اپنے نقصان کو پورا کرلون، مین تو کچھ بھی نہ دونگا حضرت عمرؓ خاموش ہوکر واپس چلے آئے، تاہم وہ اپنے خیال پر قائم تھے،

حضرت معاذؓ نے اوس وقت حضرت عمرؓ سے انکار کردیا تھا، لیکن آخر تائید غیبی نے حضرت عمرؓ کی موافقت کی، حضرت معاذؓ نے خواب مین دیکھا کہ وہ پانی مین غرق ہونا چاہتے ہین مگر حضرت عمرؓ نے آکر نکالا، سُو کے اُٹھے تو سیدھے حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے اور خواب بیان کرکے کہا کہ جو تم نے کہا تھا مجھے منظور ہے، وہان سے حضرت ابوبکرؓ کی خدمت مین آئے اور تمام کیفیت سُنا کر قسم کھائی کہ جو کچھ ہے سب لاکر دونگا، حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا مین تم سے کچھ نہ لونگا مینے تم کو ہبہ کردیا، حضرت عمرؓ نے حضرت معاذ سے کہا اب اپنے پاس رکھو، اب تمھین اجازت مل گئی،

شام کی روانگی، یہ مراحل طے ہوگئے تو حضرت معاذؓ نے شام کا قصد کیا، اور اپنے اہل وعیال کو لیکر وہین سکونت پذیر ہوئے، حضرت ابوبکرؓ نے انتقال کیا تو حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے فتوحات اسلامی کا سیلاب بلادِ شام سے گذر رہا تھا، حضرت معاذؓ بھی فوج مین شامل تھے اور میدانون مین دادِ شجاعت دیتے تھے،

سفارت، رسول اللہ صلعم کی تعلیم کی خوبی دیکھو کہ صحابہ مین مختلف کام انجام دینے کی قابلیت پیدا ہوگئی تھی، یہی حضرت معاذؓ مفتی شرع بھی تھے، مجلس ملکی کے ممبر بھی، جامع حمص مین قرآن وحدیث کے معلم بھی تھے، اور صوبہ یمن کے کہ رسول اللہ صلعم کے عہد مین سلطنت کا سب سے بڑا صوبہ تھا حاکم حکومت بھی، پیچیدہ معاملاتِ اسلام کے سفیر بھی تھے اور میدان

جنگ مین غازی و شجاع و مجاہد بھی،

سفارت کا منصب تفویض ہوا تو نہایت خوش اسلوبی سے اپنے فرائض انجام دیے، شام کے ایک شہر فحل مین سنہ ۱۳ھ مین معرکہ کی تیاریان ہوئین تو رومی صلح پر آمادہ ہوئے اور حضرت ابو عبیدہؓ سپہ سالار لشکر اسلام کی خدمت مین پیغام بھیجا کہ کسی شخص کو سفیر بناکر ہمارے پاس بھیجیے، حضرت ابو عبیدہؓ نے حضرت معاذؓ کو تجویز کیا، حضرت معاذؓ رومی لشکر مین پہنچے تو وہان نہایت ساز و سامان سے دربار آراستہ کیا گیا تھا، ایک خیمہ نصب تھا جسمین دیبائے زرین کا فرش بچھا ہوا تھا، معاذؓ نے یہ تکلفات دیکھے تو باہر کھڑے ہوگئے، ایک عیسائی نے کہا کہ گھوڑا مین تھام لیتا ہون، آپ اندر تشریف لیجائین، حضرت معاذؓ نے کہ جن کی بزرگی اور تقدس کا عیسائیون تک مین چرچا تھا جواب مین فرمایا کہ مین اس فرش پر جو غریبون کا حق چھین کر تیار کیا گیا ہی بیٹھنا پسند نہین کرتا، یہ کہکر زمین پر بیٹھ گئے، عیسائیون نے افسوس کیا کہ ہم آپ کی عزت کرنا چاہتے تھے لیکن آپ کو خود اس کا خیال نہین، حضرت معاذؓ کو غصہ آیا گھٹنون کے بل کھڑے ہوگئے، اور فرمایا کہ "جس کو تم عزت سمجھتے ہو اوس کی مجھے حاجت نہین، اگر زمین پر بیٹھنا غلامون کا شیوہ ہی تو مجھ سے بڑھکر خدا کا کون غلام ہوسکتا ہی؟" رومی حضرت معاذؓ کی اس آزادی اور بے پروائی پر سخت متحیر تھے، یہانتک کہ ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ مسلمانون مین تم سے بھی بڑھکر کوئی ہی؟ انھون نے کہا معاذ اللہ یہی بہت ہی کہ مین سب سے بدتر نہ ہون، رومی خاموش ہوگئے، حضرت معاذؓ نے کچھ دیر انتظار کرکے ترجمان سے فرمایا کہ "رومیون سے کہو کہ اگر وہ کوئی معاملہ کی گفتگو کرنا چاہتے ہین تو ٹھہرا ہون ورنہ جاتا ہون" رومیون نے کہا ہمارا آپ سے یہ سوال ہی کہ ہمارے ملک پر حملہ کیون کیا گیا؟ حبش کا ملک تم سے قریب ہی، فارس کا بادشاہ فوت ہوچکا ہی اور سلطنت کی باگ ایک عورت کے ہاتھ مین ہی، ان ملکون کو چھوڑ کر

تم نے ہماری طرف کیون رُخ کیا، حالانکہ ہمارا بادشاہ تاجدارانِ روئے زمین کا شاہنشاہ ہی، اور تعداد مین ہم آسمان کے ستارون اور زمین کے ذرّون کے برابر ہین" حضرت معاذؓ نے کہا "ہم تم سے جو درخواست کرتے ہین اس کا ماحصل یہ ہی کہ مسلمان ہو جاؤ، ہمارے قبلہ کی طرف نماز پڑھو، شراب چھوڑ دو، سور کا گوشت نہ کھاؤ، اگر تم ایسا کروگے تو ہم تمہارے بھائی ہین اور اگر اسلام منظور نہین تو جزیہ دو، اور اس سے بھی اگر انکار ہی تو اعلانِ جنگ کرتا ہون، اگر تم آسمان کے ستارون کے برابر ہو تو ہم کو قلت وکثرت کی پروا نہین،

اور ہان تم کو اس پر ناز ہی کہ تمہارا شاہنشاہ تمہاری جان اور مال کا مالک ہی، لیکن ہم نے جس کو بادشاہ بنایا ہی وہ اپنے آپ کو ہم پر ترجیح نہین دے سکتا، اگر وہ زنا کا مرتکب ہو تو دُرّے لگائے جائین، اور چوری کرے تو ہاتھ کاٹے جائین، وہ پردے مین نہین بیٹھتا، اپنے کو ہم سے بڑا نہین سمجھتا، مال و دولت مین بھی اوس کو ہم پر کوئی ترجیح نہین" رومیون نے ان باتونکو بڑے غور سے سُنا اور اسلام کی تعلیم اور پیروانِ دینِ حنیف کے طور وطریق پر نہایت حیرت زدہ ہوئے، حضرت معاذؓ نے کہا "ہم آپ کو بلقار کا ضلع اور اردن کا وہ حصہ جو آپ کے علاقہ سے متصل ہی دیتے ہین، اب آپ لوگ اس ملک کو چھوڑ کر فارس جائیے"، چونکہ یہ کوئی خرید وفروخت کا معاملہ نہ تھا، حضرت معاذؓ نے اس کا جواب نفی مین دیا، اور اُٹھکر وہان سے چلے آئے،

فوجی خدمات، حضرت معاذؓ اگرچہ خلفائے راشدین کے عہد کے تمام غزوات مین امرائے عشار مین شامل تھے، تاہم دو موقعون پر ان کو نہایت ممتاز فوجی عہدے تفویض ہوئے، سفارت سے واپس آئے تو لڑائی کی تیاریان شروع ہوئین، اس موقعہ پر ان کو جو امتیاز حاصل ہوا یہ تھا کہ حضرت ابو عبیدہؓ نے ان کو میمنہ کا افسر بنایا،

جنگ یرموک مین بھی جو ۱۵ھ مین ہوئی تھی اور نہایت معرکہ کی تھی، حضرت

معاذ میمنہ کے ایک حصہ کے افسر تھے، عیسائیون کا حملہ اس زور شور کا تھا کہ مسلمانون کا میمنہ ٹوٹ کر فوج سے علیحدہ ہو گیا تھا، حضرت معاذؓ نے یہ حالت دیکھی تو نہایت استقلال اور ثابت قدمی کا ثبوت دیا، گھوڑے سے کود پڑے اور کہا مین پیدل لڑون گا، لیکن کوئی بہادر اس گھوڑے کا حق ادا کر سکے تو گھوڑا حاضر ہے، ان کے بیٹے بھی میدان مین موجود تھے، بولے یہ حق مین ادا کرونگا، کیونکہ مین سوار ہو کر اچھا لڑ سکتا ہون، غرض دونون باپ بیٹے رومی فوج کو چیر کر گھس گئے، اس دلیری سے جنگ کی کہ مسلمانون کے اُکھڑے ہوئے پاؤن پھر سنبھل گئے،

مجلس شوریٰ کی رکنیت مجلس شوریٰ کی باضابطہ شکل اگرچہ عہد فاروقی مین عالم وجود مین آئی لیکن اس کا خاکہ عہد صدیقی مین تیار ہو چکا تھا، چنانچہ ابن سعد کی روایت کے مطابق حضرت ابوبکرؓ جن لوگون سے سلطنت کے مہمات اُمور مین مشورہ لیتے تھے، ان مین حضرت معاذ کا نام نامی بھی داخل تھا، حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ نے اپنے زمانۂ خلافت مین مجلس شوریٰ کا باقاعدہ انعقاد کیا، تو حضرت معاذ اس زمانہ مین بھی اس کے رکن تھے[1]

افواج شام کی سپہ سالاری، عہد فاروقی مین ملک شام کی تمام فوج حضرت ابوعبیدہؓ کے ماتحت تھی، ۱۸ھ مین نہایت زور شور سے شام مین طاعون نمودار ہوا، جو طاعون عمواس کے نام سے مشہور ہے، حضرت ابوعبیدہؓ نے اسی مین وفات پائی، انتقال کے قریب حضرت معاذؓ کو اپنا جانشین بنایا اور چونکہ نماز کا وقت آچکا تھا حکم دیا کہ وہی نماز پڑھائین، ادھر نماز ختم ہوئی اُدھر انھون نے داعیِ اجل کو لبیک کہا، اور حضرت معاذؓ چند دنون سپہ سالاری کے منصب پر فائز رہے،

وفات، بیماری اسی طرح زور و شور پر تھی اور لوگ سخت پریشان تھے، عمرو بن عاص نے کہا کہ

---

[1] کنز العمال جلد [illegible] صفحہ [illegible] بحوالہ ابن سعد جلد [illegible]

یہان سے ہٹ چلو، یہ بیماری نہین بلکہ آگ ہی"، حضرت معاذؓ نے سُنا تو نہایت برہم ہوئے، کھڑے ہوکر ایک خطبہ دیا جس مین عمروؓ کو سخت وسست کہا، اس کے بعد فرمایا کہ "یہ وبا، بلا نہین، خدا کی رحمت ہی، نبی کی دعوت ہی، اور صالحین کے اُٹھنے کی ساعت ہی، مین نے آنحضرت صلعم سے سنا تھا کہ مسلمان شام مین ہجرت اختیار کرینگے، شام اسلام کے علم کے نیچے آجائیگا، پھر ایک بیماری پیدا ہوگی، پھوڑے کی طرح جسم کو زخمی کریگی جو اس مین مریگا شہید ہوگا اور اوس کے اعمال پاک ہوجائینگے، الٰہی! اگر مین نے یہ حدیث رسول اللہ صلعم سے سُنی ہے تو یہ رحمت میرے گھر مین بھیج! اور مجھکو اس مین کافی حصہ دے!

تقریر ختم کرکے اپنے بیٹے کے پاس آئے جن کا نام عبد الرحمٰن تھا، دعا قبول ہوچکی تھی دیکھا تو بیٹا اسی بیماری مین مبتلا تھا، باپ کو دیکھکر کہا الحق من ربك فلا تكونن من الممترين، یہ موت جو حق ہی، خدا کی طرف سے ہی، شک کرنے والون مین نہ ہوجیے، حضرت معاذؓ نے جواب دیا ستجدنی ان شاء الله من الصابرين، تو انشاء اللہ مجھے صابرون مین پائے گا، حضرت عبد الرحمٰنؓ نے انتقال کیا، بیٹے کے فوت ہونے سے پہلے دو بیویان اسی بیماری مین مرچکی تھین، اب حضرت معاذؓ تنہا رہ گئے تھے، ساعت مقررہ آئی تو خدا کا بندۂ خاص بھی دائرۂ رحمت مین شامل ہوا، داہنے ہاتھ کی کلمہ والی اُنگلی مین پھوڑا نکلا، حضرت معاذؓ نہایت خوش تھے، فرماتے تھے کہ تمام دنیا کی دولت اس کے سامنے ہیچ ہی، با این ہمہ تکلیف اس قدر تھی کہ بیہوش تھے، ہوش آتا تو کہتے "خدایا! مجکو اپنے غم مین غمگین کر کیونکہ مین تجھ سے نہایت محبت رکھتا ہون، اور اس کو تو خوب جانتا ہی"، پھر بیہوش ہوجاتے جب افاقہ ہوتا تو پھر یہی فرماتے، وفات کی رات بھی عجیب رات تھی، حضرت معاذؓ نہایت بےچین تھے، بار بار پوچھتے تھے "دیکھو صبح ہوئی"؟

---

[1] مسند صفحہ ۲۴۰ و ۲۴۱ جلد ۵ ، [2] مسند صفحہ ۱۴۱ ۔

لوگ کہتے تھے کہ ابھی نہین، جب صبح ہوئی اور خبر کی گئی تو فرمایا، اُس رات سے خدا کی پناہ جس کی صبح جہنم مین داخل کرتی ہو، مرحبا اے موت! مرحبا! تو اوس دوست کے پاس آئی جو فاقہ کی حالت مین ہو، الٰہی مین تجھ سے جس قدر خوف کرتا تھا تجھکو خوب معلوم ہو، آج مین تجھ سے بڑی اُمیدین رکھتا ہون، مین نے کبھی دنیا اور درازی عمر کو اسلیئے پسند نہین کیا، کہ درخت بونے اور نہر کھودنے مین وقت صرف کرتا، بلکہ اسلیئے چاہتا تھا کہ فضائح و فواحش سے دور رہون، کرم وجود کو فروغ دون، اور ذکر کے حلقون مین علماء کے پاس بیٹھون" وفات کا وقت قریب پہنچا تو حضرت معاذ گریۂ وبکا مین مشغول تھے، لوگون نے تسلی دی کہ آپ رسول اللہ صلعم کے صحابی ہین اِس کے ماسوا انفضائل و محامد سے ممتاز ہین، آپ کو رونے کی کیا ضرورت ہے؟" حضرت معاذ نے فرمایا مجھے نہ موت کی گھبراہٹ ہی، اور نہ دنیا چھوٹنے کا غم ہے، مجھے عذاب و ثواب کا خیال ہی، اِسی حالت مین روح مطہر جسم سے پرواز کرگئی، اور خالقِ کون و مکان کا پیارا اپنے محبوب آقا کے جوارِ رحمت مین داخل ہوگیا،

وفات کے وقت حضرت معاذؓ کی عمر شریف ۳۲ سال کی تھی، اور اسلامی سنہ ۱۸ ہجری تھا، وفات بھی نہایت مبارک خطہ مین واقع ہوئی، بیت المقدس اور دمشق کے درمیان غور نامی ایک صوبہ تھا، جس مین منجملہ اور شہرون کے بیسان بھی ایک مشہور و معروف شہر تھا، جو نہر اردن کے قریب واقع تھا، اِسی بیسان مین حضرت معاذؓ نے وفات پائی، شہر کے مشرقی طرف وہ مقدس مقام واقع تھا جہان سے حضرت عیسیٰؑ اُٹھائے گئے تھے، حضرت معاذؓ کا مدفن اسی کو تجویز کیا گیا، چنانچہ شبیہ ابراہیمؑ نے اِس بابرکت مقام مین جگہ پائی جہان ابراہیمؑ کا ایک فرزند جلیل (مسیحؑ) مراحل حیات فانی طے کرکے مدارج زندگی ابدی کی معراج کمال پر پہنچا تھا،

حلیہ، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا حلیہ یہ تھا، رنگ سپید، چہرہ روشن، قد دراز، آنکھین سرگین اور بڑی بڑی، ابرو پیوستہ، بال سخت گھونگھر والے، آگے کے دانت صاف اور چمکتے ہوئے، بات کرنے مین دانت کی چمک ظاہر ہوتی تھی، جس کو انکا ایک عقیدت کیش "نور" اور "موتی" سے تعبیر کرتا ہی، آواز بہت پیاری اور گفتگو نہایت شیرین تھی، اور حسنِ صورت مین وہ عموماً صحابہ سے ممتاز تھے،

اولاد، حضرت معاذؓ کا سن ہی کیا تھا، وفات کے وقت وہ شباب کی دوسری منزل پر تھے تاہم صاحب اولاد تھے، بعض بزرگون نے تو صاف کہدیا ہے کہ لم یولد له قط، یعنے معاذ کی سرے سے اولاد ہی نہین ہوئی، لیکن ہم کو مستند ذرائع سے اِن کے ایک بیٹے کا وجود معلوم ہوا ہی جن کا نام عبد الرحمٰن تھا، صاحب استیعاب کا خیال ہی کہ یہ حضرت معاذؓ کے ساتھ یرموک مین شریک تھے، سنہ ۱۸ھ مین طاعون عمواس مین حضرت معاذؓ سے پیشتر وفات پائی،

ازواج کی تفصیل بھی نامعلوم ہی، اِس قدر معلوم ہے کہ طاعون عمواس مین اِن کی دو بی بیون نے وفات پائی،

علم وفضل، حضرت معاذؓ کو جن علوم مین کمال تھا وہ قرآن[۱]، حدیث[۲] اور فقہ[۳] ہین، قرآن دانی کا ثبوت اِس سے بڑھکر اور کیا ہو سکتا ہی کہ خود حامل قرآن نے ان کی مدح فرمائی تھی، چنانچہ ایک حدیث جو حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاصؓ کے ذریعہ سے روایت کی گئی ہی، ہمارے اِس قول کی تصدیق کرتی ہی، اِس حدیث مین آنحضرت صلعم نے صحابہ چار بزرگون سے قرآن پڑھنے کی تاکید فرمائی تھی، ان عناصر اربعہ کے ایک رکن حضرت معاذؓ بھی تھے، اس کی وجہ یہ تھی آنحضرت صلعم کے عہد مبارک مین جو اصحاب پورے قرآن کے حافظ ہو چکے تھے اون مین ایک یہ بھی تھے،

حدیث، رسول اللہ صلعم کے زمانہ مین اگرچہ صحابہ کو روایت کی نوبت بہت کم آتی تھی، کہ خود

خود حامل نبوت سامنے تھا، تاہم اوس زمانہ مین بھی متعدد صحابہ ان سے احادیث نبوی دریافت کرتے تھے، چنانچہ حضرت انسؓ کا واقعہ اسد الغابہ مین مذکور ہے، لیکن چونکہ وہ احادیث کے بیان مین سخت محتاط تھے اور نیز اسلیئے بھی کہ آنحضرت صلعم کے اخیر زمانہ سے لیکر اپنی وفات تک بڑے بڑے کامون کے انجام دینے کے لیئے برابر مدینہ سے باہر رہتے، یمن سے آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین ان کو تعلیم و روایات کے لیئے شام بھیدیا اور وہین انکا سنہ ۱۸ھ مین عین عالم شباب مین انتقال ہوگیا، اسلیئے جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے "حدیث او چندان باقی نماند"

تاہم روایات کا سلسلہ زندگی کی اخیر سانس کے ساتھ وابستہ تھا، عمواس کے طاعون مین جب انگلی کی سوزش بستر مرگ پر تڑپا رہی تھی، زبانِ مبارک اس فرض کی ادائگی مین مصروف[۵۱] تھی،

وفات کے وقت بھی یہی حال تھا، حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور کچھ اور لوگ پاس بیٹھے تھے، وقت وفات قریب آیا تو فرمایا "پردہ اٹھاو، مین ایک حدیث بیان کرون گا جس کو اب تک مین نے اسلیئے مخفی رکھا تھا کہ لوگ تکیہ کر بیٹھین گے" اس کے بعد ایک حدیث بیان کی،[۵۲]

حضرت معاذؓ کی روایتین اگرچہ دیگر صحابہ سے کم ہین، تاہم ان کا شمار راویان حدیث کے تیسرے طبقہ مین تھا، ان کی احادیث کی مجموعی تعداد (۱۵۷) ہے، جس مین دو حدیثون پر بخاری اور مسلم کا اتفاق ہے،

تلامذۂ حدیث کی تعداد کثیر تھی، اکابر صحابہ کا ایک بڑا طبقہ ان سے احادیث کی روایت

---

[۵۱] مسند صفحہ ۲۳۳ جلد ۵ [۵۲] مسند صفحہ ۲۳۶ جلد ۵،

کرتا ہی، حضرت عمر، ابو قتادہ انصاری، ابو موسیٰ اشعری، جابر بن عبد اللہ، عبد اللہ بن عباس عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عمرو بن عاص، انس بن مالک، ابو امامہ باہلی، ابو لیلیٰ انصاری ابو الطفیل،

تلامذۂ خاص میں حسب ذیل حضرات شامل ہیں، ابن عدی، ابن ابی اوفی اشعری عبد الرحمن بن سمرۃ العبشی جابر بن انس، ابو ثعلبہ خشنی، جابر بن سمرۃ السوائی، مالک بن یخامر، عبد الرحمن بن غنم، ابو مسلم خولانی، ابو عبد اللہ صنابحی، ابو وائل، مسروق، جنادہ بن ابی امیہ، ابو ادریس خولانی، جبیر بن نفیر، اسلم مولیٰ حضرت عمر، اسود بن ہلال، اسود بن یزید، وغیرہم،

فقہ، خود عہد نبوی میں حضرت معاذ کا شمار اکابر فقہا میں تھا، اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہی، کہ خود رسول اللہ صلعم نے ان کے فقیہ ہونے کی شہادت دی، چنانچہ فرمایا

اعلمھم بالحلال والحرام معاذ بن جبل — ہمارے صحابہ میں حلال و حرام کے سب سے بڑے
رر — رر — رر — عالم معاذ بن جبل ہیں،

حضرت عمر نے ایک موقع پر ان کے متعلق کہا لولا معاذ لھلک عمر یعنے اگر معاذ نہوں تو عمر ہلاک ہو جائے، اس سے حضرت معاذ کے رتبۂ اجتہاد و درجۂ استنباط پر کافی روشنی پڑتی ہی، حضرت عمر اس کے علاوہ اور بھی متعدد مرتبہ حضرت معاذ کے فقیہ ہونے کا اعلان کیا، چنانچہ جب جابیہ میں خطبہ دیا تو فرمایا،

من اراد الفقه فلیات معاذا — یعنے جسے فقہ سیکھنا ہو وہ معاذ کے پاس جائے،

طلب علم اور شوق تحصیل، ان اوراق کو پڑھکر تم کو تعجب ہوگا کہ اونکو یہ فضل و کمال کا منصب کیونکر ہاتھ آیا؟ اس کا جواب یہ ہی کہ ایک تو اون کا فطری شوق، اور طبعی ذکاوت و ذہانت جس کا

ہر موقع پر اظہار ہوتا ہی، دوسرے یہ کہ خود معلم نبوت صلعم ایسے جوہر قابل اور مستعد طالب علم کو دیکھکر اون کی طرف خاص عنایت مبذول فرماتے تھے، حضرت معاذؓ رسول اللہ صلعم کی خدمت مین اکثر حاضر رہتے تھے، آنحضرت صلعم کی ہر مجلس تعلیم و تربیت کی ایک درسگاہ ہوتی تھی، اِن کو اکثر اوقات اس سے اِستفادہ کا موقع حاصل ہوتا تھا،

حضرت معاذؓ بسا اوقات آنحضرت صلعم کے ساتھ تنہا ہوتے تھے، آنحضرت صلعم ایسے اوقات خاص مین ان کو مختلف مسائل تعلیم کیا کرتے تھے، کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ حضرت معاذ کو کوئی مسئلہ پوچھنے کی ضرورت ہوتی تو آنحضرت صلعم کے پاس حاضر ہوتے، آنحضرت صلعم اپنے سعادت کدہ مین تشریف نہ رکھتے تو وہ آپ کی تلاش مین دور تک نکل جاتے، چنانچہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلعم کی خدمت مین آئے، معلوم ہوا کہ آپ کہین تشریف لے گئے ہین، راستہ مین لوگون سے پوچھتے جاتے تھے کہ رسول اللہ صلعم کدھر تشریف لے گئے، آخر ایک جگہ آپ کو پا لیا، آنحضرت صلعم کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے، وہ بھی پیچھے کھڑے ہوگئے، اور نماز کی نیت کر لی، آپ نے دیر تک نماز ادا فرمائی، فارغ ہوئے تو اونھون نے پوچھا کہ "حضور نے بڑی لمبی نماز پڑھی"؟ فرمایا "یہ ترغیب و ترہیب کی نماز تھی، مین نے خدا سے تین باتون کی درخواست کی تھی، جس مین دو کے متعلق رضامندی ظاہر ہوئی اور ایک کی نسبت مین رد کر دیا گیا، مین نے یہ چاہا تھا کہ میری اُمت غرق سے محفوظ رہے، یہ مجھکو دیا گیا، ایک یہ خواہش کی تھی کہ غیر مسلم دشمن اِسلام پر غالب نہ آسکے، یہ بھی عطا کیا گیا، ایک یہ تمنا تھی کہ اِسلام مین اختلاف و تفریق نہ پڑے اِس کو مسترد کر دیا گیا"[1]،

---

[1] مسند صفحہ ۲۴۰ جلد ۵،

غزوۂ تبوک سے مراجعت کے وقت رسول اللہ صلعم کو خالی پاکر حضرت معاذؓ نے پوچھا کہ مجھکو وہ عمل بتائیے جو میرے دخولِ جنت کا سبب بنے، آنحضرت صلعم اِس سوال سے نہایت مسرور ہوئے اور فرمایا بخ! لقد سئالت عن عظیم" یعنے تم نے بہت بڑی بات پوچھی[۱]، اِس کے ساتھ ہی یہ بھی خوف لگا رہتا تھا کہ کہین اور لوگ خلل انداز نہ ہون، کیونکہ شمعِ نبوت کے گرد ہر وقت پروانون کا ہجوم رہتا تھا، چنانچہ اسی روایت مین حضرت معاذؓ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلعم ابھی بیان فرما ہی رہے تھے کہ کچھ لوگ آتے دکھائی دئیے مجھکو ڈر لگا کہ رسول اللہ صلعم کی توجہ میری طرف منعطف نہ ہوجائے، مین نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ فلان بات جو آپ نے فرمائی تھی اس کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ چنانچہ آنحضرت صلعم نے اوس کو بیان[۲] فرمایا،

حضرت معاذؓ کو ایسے موقعہ کی ہمیشہ تلاش رہتی تھی، موقعہ ملنے پر آنحضرت صلعم سے فوراً سوال کرتے تھے، لیکن نبوت کا ادب ضروری تھا، رسول اللہ صلعم کا مزاج پہچانکر سوال کی جرأت کرتے تھے، غزوۂ تبوک سے قبل لوگ طلوعِ آفتاب کے وقت سواریون پر سو رہے تھے، حضرت معاذؓ کو اب موقعہ تھا، اونٹ ادھر اُدھر راستہ مین چرتے پھرتے تھے، جن کی پشت پر عالمِ خواب بپا تھا، حضرت معاذؓ آنحضرت صلعم کی خدمت مین پہنچے، آنحضرت صلعم بھی مصروفِ خواب تھے اور ناقۂ مبارک چرتی اور کھاتی چلی جارہی تھی، حضرت معاذؓ کا اونٹ گرا، انھون نے مہار کھینچی، جس سے اوس کی وحشت مین اور اضافہ ہوا، اس کے بدکنے سے رسول اللہ صلعم کا اونٹ بھی بدکا، آنحضرت صلعم خواب سے بیدار ہوئے پیچھے دیکھا تو معاذ سے زیادہ کوئی قریب نہ تھا، آپ نے پکارا معاذ! انھون نے کہا "حضور" آپ نے فرمایا میرے قریب

---

[۱] مسند صفحہ ۲۳۰ جلد ۵، [۲] ایضاً،

آجاؤ، حضرت معاذؓ اس قدر قریب آگئے کہ آنحضرت صلعم اور معاذؓ کے اونٹ بالکل برابر کھڑے تھے، آنحضرت صلعم نے فرمایا دیکھو لوگ کس قدر دور ہین، حضرت معاذؓ نے کہا سب سو رہے ہین، اور جانور چر رہے ہین، آپ نے فرمایا مین بھی سو رہا تھا، اس قدر باتین کرنے پر رسول اللہ صلعم کا رخ دیکھا تو درخواست کی کہ مین کچھ پوچھنا چاہتا ہون، آپ اجازت دین تو ایسے امر کی نسبت سوال کرون گا جس نے مجھکو غمگین، مریض اور سقیم بنا دیا ہی، آنحضرت صلعم نے فرمایا جو چاہو پوچھ سکتے ہو،[1]

ایک اور سفر مین تم کہین اوپر پڑھ چکے ہو کہ آنحضرت صلعم نے اون کو تین دفعہ پکارا، اور ہر دفعہ اونھون نے ادب سے جواب دیا، آنحضرت صلعم نے تیسری دفعہ اون کو یہ تعلیم کیا کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کا قائل جنت مین داخل ہوگا اگرچہ وہ گنہگار ہو، حضرت معاذؓ نے اس کا اعلان کرنا چاہا تو فرمایا ایسا نہ کرو کہ لوگ عمل چھوڑ بیٹھین گے، غرضکہ یہ شریعت کا راز تھا تاہم اوس کے لیے معلم شریعت نے حضرت معاذؓ کا سینہ منتخب فرمایا،

طبیعت مین تلاش اور کرید بھی تھی، ایک شخص نے آنحضرت صلعم سے ایک خاص مسئلہ دریافت کیا تھا، آپ نے اوس کا جواب مرحمت فرمایا، ایک ظاہر بین کے لیے وہ جواب بالکل کافی تھا، لیکن حضرت معاذؓ نے بس نہ کی، پوچھا یا رسول اللہ! یہ حکم اس شخص کے لیے خاص ہی یا تمام مسلمانون کے لیے ہی، آپ نے فرمایا نہین عام ہی،[2]

منصب تعلیم، تحصیل علم مین جد وجہد اور مسائل مین غور وخوض کا مرحلہ دشوار گذار طے ہوا تو منزل مقصود سامنے تھی یعنی یہ کہ فیض تربیت سے وہ فقیہ تھے، امام تھے، مجتہد تھے، اور معلم رسول اللہ صلعم کے ایام مبارک ہی مین حضرت معاذؓ مسند ارشاد پر متمکن ہو چکے تھے، سن

---

[1] مسند صفحہ ۲۲۵ جلد ۵، [2] مسند صفحہ ۲۴۴ جلد ۵،

مکہ فتح ہوا تو آنحضرت صلعم نے ان کو مکہ مین چھوڑا کہ یہین رہ کر لوگون کو سنن اور فقہ سکھائین،[1] سنہ ۹ھ مین والی یمن بنا کر بھیجا، تو فصلِ قضایا کے علاوہ اہل یمن کی تعلیم بھی انھین کے ذمہ کی، حضرت ابوبکرؓ کے عہد مین بھی منصبِ افتا پر سرفراز رہے، حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت مین اہل شام کو تعلیم کی ضرورت تھی، یزید بن ابی سفیان والی شام نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ کچھ لوگون کو اس غرض کے لیے یہان بھیجیے، حضرت عمرؓ نے حضرت معاذؓ وغیرہ کو بلایا، اور شام جانے کی ہدایت کی، حضرت معاذؓ نے فلسطین مین سکونت اختیار کی اور[2] تعلیم مین مشغول ہوئے، تمام ملک شام مین صرف ۲ صحابی تھے، جن کی ذات علوم و فنون کا مرکز بنی ہوئی تھی، حضرت معاذؓ ان مین سے ایک تھے،

حضرت معاذؓ کی سکونت اگرچہ علاقہ فلسطین مین محدود تھی، لیکن اشاعتِ علوم کا دائرہ غیر محدود تھا، فلسطین سے متجاوز ہو کر دمشق اور حمص تک مین ان کے حلقۂ درس قائم تھے، اور خود حضرت معاذؓ نے ان مقامات مین جا کر درس دیا تھا، قاعدہ تھا کہ مجلس مین چند صحابہ کسی مسئلہ پر مباحثہ کرتے، حضرت معاذؓ خاموش بیٹھے رہتے، جب معاملہ طے نہ ہوتا، تو حضرت معاذؓ اس کا فیصلہ کرتے تھے،

ابو ادریس خولانی جامعِ دمشق مین گئے دیکھا کہ ایک خوبصورت نوجوان تشریف فرما ہی، اور لوگ اس کے گرد جمع ہین، جب کسی چیز مین اختلاف ہوتا ہی تو اوس کی طرف رجوع کرتے ہین، اور وہ تسلی بخش جواب سے مطمئن کرتا ہی، پوچھا کون صاحب ہین؟ لوگون نے کہا[3] معاذ بن جبل ہین،

ابو مسلم خولانی جامع حمص مین آئے، وہان ایک حلقہ تھا، جس مین ۳۲ صحابہ بیٹھے تھے،

---

[1] طبقات ابن سعد صفحہ ۹۹ قسم اول مغازی، [2] صفحہ ۲۸۱ جلد ۷ کنز العمال بحوالہ، [3] مسند صفحہ ۲۳۳ جلد ۵،

اور سب سن کہولت تک پہونچ چکے تھے، ایک نوجوان بھی بیٹھا تھا، جب کسی مسئلہ مین اختلاف رائے ہوتا، نوجوان سے فیصلہ کراتے تھے، یہ نوجوان معاذ بن جبل رض تھے[1]

غرض حضرت معاذ رض کی مجلس علمی کا سلسلہ حمص تک تھا، شہرون کی جامع مسجدین اونکی درسگاہ کا کام دیتی تھین، وہ مختلف شہرون مین دورہ کرتے تھے، اور جہان جاتے تھے علم کا مرکز وہان منتقل ہوجاتا تھا،

حضرت ابن مسعود رض فرمایا کرتے تھے کہ "دنیا مین صرف تین عالم ہین، جن مین ایک شام مین اقامت پذیر ہے" یہ حضرت معاذ رض کی طرف اشارہ تھا، حضرت عبد اللہ بن عمر رض لوگون سے پوچھتے تھے کہ جانتے ہو عقلا کون ہین؟ لوگ کہتے کون ہین؟ فرماتے معاذ بن جبل اور ابو درداء رض، عقلا سے مقصود ظاہر ہے کہ عقلائے شریعت ہین،

مجتہد کے لیے سب سے زیادہ ضروری اصابت رائے ہے، حضرت معاذ رض اس درجہ صائب الرائے تھے کہ خود رسول اللہ صلعم نے بعض موقعون پر ان کی رائے کو پسند فرمایا،

پڑھ چکے ہو کہ یمن روانہ کرتے وقت آنحضرت صلعم نے معاذ سے پوچھا تھا کہ "مقدمہ آئے گا تو کیونکر فیصل کروگے؟" حضرت معاذ رض نے جواب دیا، "کتاب اللہ سے" آپ نے فرمایا "اگر اوس مین نہ پاؤ" تو عرض کی "سنت رسول اللہ صلعم سے" پھر فرمایا "اگر اوس مین بھی نہ پاؤ" تو عرض کی کہ "اجتہاد کرونگا" یہ سنکر آنحضرت صلعم اس قدر خوش ہوئے کہ اون کے سینہ پر اپنا دست مقدس پھیرا اور فرمایا خدا کا شکر ہے جس نے تم کو اس بات کی توفیق دی جس کو مین پسند کرتا ہون، حضرت معاذ رض کے جواب سے گویا اصول فقہ کا یہ پہلا اصول مرتب ہوا کہ احکام اسلامی کے تین بہ ترتیب ماخذ ہین، اول کتاب الٰہی، پھر حدیث نبوی، اور اس کے بعد قیاس،

---

[1] مسند صفحہ ۲۳۳ جلد ۵،

ابتدا اگر جن لوگون کی نماز چھوٹ جاتی، وہ نمازیون سے اشارہ سے پوچھتے تھے کہ کئے رکعتین ہوچکین، وہ اشارے سے جواب دیدیتے، اور اِس طرح لوگ اور فوت شدہ رکعتین پوری کرکے نماز مین ملجاتے تھے، ایک دن جماعت ہورہی تھی، اور سب قعدہ مین تھے، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ آئے اور رکعتین پوری کرنے سے قبل جماعت کے ساتھ قعدہ مین شریک ہوگئے، آنحضرت صلعم نے سلام پھیرا تو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اُٹھکر بقیہ رکعتین پوری کین، آنحضرت صلعم نے دیکھا تو فرمایا قد سن لکم فہکذا فاصنعوا یعنے معاذ نے تمہارے لیئے ایک طریقہ نکالا ہی، تم بھی ایسا[1] ہی کیا کرو،

آج دنیا مین جس قدر مسلمان ہین اِسی طریقہ سے فوت شدہ نماز ادا کرتے ہین، اور یہ فخر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے لیئے کیا کم ہے کہ ان کی سنت تمام مسلمانون کے لیئے واجب العمل قرار دی گئی، نماز اور روزہ کے تین دور انھون نے جس طرح قایم کیئے[2] تھے وہ بھی اون کے تفقہ پر شاہد عدل ہی، اسی بنا پر ان کے اجتہادات جہان دوسرے صحابہ سے مختلف ہوئے صحت اور تیقین کا دامن اکثر ان کے ہاتھ مین رہا،

جماع کی ایک صورت خاص مین صحابہ کرام مین اختلاف تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی نہایت متردد تھے، مگر عام صحابہ کی تردید نہ کرسکتے تھے، لیکن حضرت معاذ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو سب سے اختلاف تھا، آخر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت معاذ کی رائے سے اتفاق کیا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کو اون کے خیال پر متفق کیا،[3]

اِسی طرح ایک مرتبہ، ایک اور پیچیدہ صورت پیدا ہوئی، ایک حاملہ عورت کا شوہر دو برس سے غائب تھا، لوگون کو شبہہ ہوا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اوس کو سنگسا

---

[1] مسند صفحہ ۲۳۳ و ۲۴۴ جلد ۵، [2] مسند صفحہ ۲۴۶ جلد ۵، [3] مسند ابی ۱۱۵ جلد ۵،

کرنے کا حکم دیا، حضرت معاذؓ موجود تھے، بولے کہ عورت کے رجم کا آپ کو بیشک حق ہی لیکن بچہ کا رجم کیا معنی رکھتا ہی؟ حضرت عمرؓ نے اوس کو چھوڑ دیا کہ وضع حمل کے بعد سنگسار کیجائے، لڑکا پیدا ہوا تو اپنے باپ سے بالکل مشابہ تھا، باپ نے دیکھا تو قسم کھا کر کہا کہ یہ تو میرا بیٹا ہی، حضرت عمرؓ کو خبر ملی تو فرمایا کہ معاذ کا مثل عورتیں نہ پیدا کریں گی، اگر معاذ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتا، ۱؎

قدرت نے جس فیاضی سے حضرت معاذؓ کو کمالات کے خزانے عطا فرمائے تھے اسکا اعتراف طبقۂ صحابہ میں ہر کہ ومہ کو تھا، حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے عجزت النساء ان یلدن مثل معاذ یعنی معاذ جیسا شخص پیدا کرنے سے عورتیں عاجز ہیں"

وہ خلافت کے مستحق تھے، حضرت عمرؓ کے انتقال کا وقت قریب آیا، تو لوگوں نے عرض کیا کہ کسی کو خلیفہ بنایا جائے، حضرت عمرؓ نے ایک مختصر تقریر فرمائی جس کا ایک فقرہ یہ تھا کہ اگر معاذ بن جبل زندہ ہوتے تو اون کو خلیفہ مقرر کرسکتا تھا، اور خدا پوچھتا تو کہتا کہ اسلام کا اوس شخص کو خلیفہ بنا کر آیا ہوں جس کے متعلق رسول اللہ صلعم فرما چکے تھے، یاتی معاذ بین العلماء برتوۃ

اخلاق و عادات، حضرت معاذؓ کے مناقب و محامد کا ایک باب پڑھ چکے اوس سے اون کے اخلاقی خصوصیات کا پورا نقشہ نظر کے سامنے کھنچ گیا ہوگا، ایک مسلمان کے ذاتی اخلاق و عادات کا سب سے بڑا مظہر اوس کے اور خدا کے درمیان کے تعلقات ہیں، چنانچہ حضرت معاذؓ دوسرے تربیت یافتگان نبوت کی طرح ہدایات سے اُنکے اس کام دنیا میں مصروف ہوجاتے تھے، اور عبد و معبود کے درمیان وہ معاملہ خلوص قائم ہوجاتا تھا جو عباد الرحمن کے لئے مخصوص ہے، یہ اسی تعلق الٰہی کا اثر تھا کہ جب عمواس میں طاعون کی وبا پھیلی اور حضرت عمرو بن العاص نے آبادی چھوڑ کر میدان میں نکل جانے کی ہدایت کی تو انکو اس تجویز سے

۱؎ کنز العمال صفحہ ۷۸ جلد ۷ بحوالہ صحیح بخاری و مسلم

سخت تکلیف ہوئی، اور فرمایا کہ "یہ رحمت الٰہی ہے اے خدا اپنی اس رحمت کو تو میرے گھر بھیج"

حب رسول، حُبِّ الٰہی کے بعد حُبِّ رسول کا درجہ ہے، سُن چکے ہو کہ وہ جب کبھی آپ کو نہ پاتے تھے، تو کس طرح آپکی تلاش مین نکل جاتے تھے، ایک بار رسول اللہ صلعم کسی سفر مین تشریف لے گئے، صحابہ بھی ہمراہ تھے، آنحضرت صلعم کا قاعدہ تھا کہ مہاجرین کو اپنے قریب اُتارتے تھے، آنحضرت صلعم صحابہ کے مجمع سے جن مین معاذ بن جبلؓ بھی تھے اُٹھکر چلے گئے، معاذ کو بڑا غم ہوا، شام تک انتظار کیا، اس کے بعد ابو موسیٰ اشعری کو لیکر آنحضرت صلعم کی تلاش مین نکلے، راستہ مین آواز معلوم ہوئی دیکھا تو آنحضرت صلعم تھے، معاذ کو دیکھکر پوچھا کیون؟ ان لوگون نے کہا کہ آپ آج تشریف نہ رکھتے تھے، ہم کو خوف ہوا کہ خدانخواستہ کوئی ضرر نہ پہنچا ہو، اس وقت آپ کو ڈھونڈھنے کے لیۓ نکلے تھے،[1]

ادب رسول، آنحضرت صلعم کا بیحد ادب و احترام کرتے تھے، ایک بار یمن سے آئے تو آنحضرت صلعم سے درخواست کی کہ یمن مین کچھ لوگ دیکھے جو ایک دوسرے کو سجدہ کرتے تھے، کیا ہم آپ کو سجدہ نہ کرین؟ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر مین کسی انسان کے لیۓ سجدہ جائز کرتا تو وہ صورت ہوتی کہ عورت اپنے شوہر کو سجدہ کرے،[2]

خود جناب رسالت پناہ بھی اس محبت و جان نثاری کی بنا پر اون سے نہایت محبت کرتے تھے، ایک بار حضرت معاذؓ رسول اللہ صلعم کے ساتھ تھے، آنحضرت صلعم نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ مجھکو تم سے بہت محبت ہے، حضرت معاذؓ نے کہا میرے مان باپ آپ پر فدا! مین بھی آپ کو نہایت محبوب رکھتا ہون، آنحضرت صلعم نے فرمایا مین ایک وصیت کرتا ہون، اس کو کبھی ترک نہ کرنا، یہ کہکر ایک دعا بتائی، جو حضرت معاذؓ نے ہر نماز کے بعد ہمیشہ پڑھی،[3]

---

[1] مسند صفحہ ۲۳۲ جلد ۵ [2] مسند صفحہ ۲۲۷ جلد ۵ [3] مسند صفحہ ۲۴۵ جلد ۵ و ادب المفرد صفحہ ۱۳۶،

رسول اللہ صلعم کی وصیت کا اس قدر خیال تھا کہ اپنے تلمیذ خاص صنابحی کو حضرت معاذؓ نے وصیت کی، صنابحی پر یہ اثر تھا کہ انھون نے اپنے شاگرد ابو عبد الرحمٰن جبلی کو اور جبلی نے عقبہ بن مسلم تجیبی کو اس کے پڑھنے کی وصیت کی تھی،[1]

مذکورہ بالا واقعات تمام تر عہدِ نبوت سے تعلق رکھتے تھے، عہدِ نبوت مین حضرت معاذؓ کی محبت کا جو نقشہ تھا، اوپر گذر چکا، لیکن رسول اللہ صلعم کے انتقال کے بعد اون کی کیا کیفیت تھی اِس کا بیان اب سننا چاہیئے،

رسول اللہ صلعم کی رحلت کے بعد حضرت معاذؓ کا اضطرار و اضطراب حد درجہ یاس انگیز تھا، یمن سے واپس ہو کر آئے تو مدینہ منورہ رسول اللہ صلعم کے جمال مبارک سے خالی ہو چکا تھا، حضرت معاذؓ نے مدینۂ منورہ کو چھوڑ کر شام مین سکونت اختیار کی،

شام مین بھی محبوب کا فراق چین نہ لینے دیتا تھا، ۱۶ھ مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیت المقدس تشریف لے گئے، حضرت بلالؓ بھی موجود تھے، حضرت عمرؓ نے ان سے درخواست کی کہ آج اذان دیجیئے، بلال نے کہا کہ مین ارادہ کر چکا تھا کہ رسول اللہ صلعم کے بعد کسی کے لیئے اذان نہ دونگا، لیکن آج آپ کا ارشاد بجا لاتا ہون، اذان دینی شروع کی تو صحابہ کو رسول اللہ صلعم کا عہد مبارک یاد آگیا، تمام صحابہ پر رقت طاری تھی، حضرت معاذ بن جبلؓ روتے روتے بیتاب ہو گئے تھے،

امر بالمعروف، حضرت معاذؓ نے امر بالمعروف مین کبھی لومۃ لائم کی پروا نہ کی، شام گئے تو دیکھا کہ شامی وتر نہین پڑھتے، امیر معاویہ حاکم شام تھے، ان سے پوچھا کہ وتر نہ پڑھنے کا کیا سبب؟ امیر کو معلوم نہ تھا پوچھا کیا وتر واجب ہے؟ حضرت معاذؓ نے کہا ہان،[2]

---

[1] مسند صفحہ ۲۴۵ جلد ۵، [2] مسند صفحہ ۲۴۲ جلد ۵،

جود، نہایت فیاض تھے، چنانچہ اسی سخاوت کی بدولت ان کی تمام جائداد بیع ہوگئی، اسکے ماسوا اسلام کو بھی ان کی سخاوت سے فائدہ پہنچا تھا،

صدق، راست گفتاری مین وہ عموماً تسلیم کیے جاتے تھے، اس سے زیادہ ان کے صدق کی کیا دلیل ہوگی کہ خود رسول اللہ صلعم نے ان کی صداقت کی تصدیق فرمائی تھی حضرت انسؓ سے حضرت معاذؓ نے ایک حدیث بیان کی، حضرت انسؓ نے رسول اللہ صلعم سے جاکر پوچھا کہ آپ نے معاذ سے یہ فرمایا تھا؟ آنحضرت صلعم نے فرمایا صدق معاذ! صدق معاذ! صدق معاذ!

کینہ وحسد سے مبرا تھے، اقران اور ہمعصر اکثر حسد کرنے پر مجبور ہوتے ہین، چند باکمال ایک زمانہ مین موجود ہون تو کبھی ایک دوسرے کو اچھا نہ کہے گا، لیکن رسول اللہ صلعم کی تعلیم نے صحابہ کو ان تمام خیالات باطلہ سے پاک کردیا تھا، وہ ہمعصرون کی قابلیت کا اعتراف کرتے تھے، اور وقت پر اوس کو ظاہر بھی کردیتے تھے،

حضرت معاذؓ کی وفات کا وقت آیا تو تمام لوگ رو رہے تھے کہ علم اُٹھا جا رہا ہے، حضرت معاذؓ سے کہا فرمائیے آپ کے بعد کس سے پڑھین! انھون نے کہا ذرا مجھے اُٹھا کے بٹھاؤ، بیٹھکر فرمایا سُنو! علم وایمان اُٹھ نہین سکتے، وہ بدستور رہین گے، جو جستجو کرے گا پائیگا، (تین مرتبہ فرمایا) علم چار آدمیون سے سیکھو ابو درداء، سلمان فارسی، ابن مسعود، عبد اللہ بن سلام[1]،

---

[1] مسند صفحہ ۲۴۳ جلد ۵،

حضرت مسلمہؓ بن مخلد

مسلمہ نام، ابو سعید، ابو معن کنیت، قبیلۂ خزرج سے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہے، مسلمہ بن مخلد بن الصامت بن نیار بن لوذان بن عبد ودّ بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج الاکبر،

سلہ مین مدینہ مین پیدا ہوئے، آنحضرت صلعم کی وفات کے وقت دہ سالہ تھے، صغر سنی کی وجہ سے کسی غزوہ مین شریک نہ ہو سکے،

حضرت عمرؓ کے عہد مین جب مصر پر فوجکشی ہوئی، اور عمرو بن العاص کو فتح مین دیر لگی تو مدینہ سے چار ہزار آدمی، بطور کمک روانہ ہوئے، ان پر چار شخص افسر تھے جو فن سپہ گری مین تمام عرب مین انتخاب تھے، ان لوگون کے نام یہ ہین، زبیر بن العوام، مقداد بن اسود کندی، عبادہ بن صامت، مسلمہ بن مخلد، حضرت عمرؓ نے عمرو بن عاص کو خط لکھا کہ ان افسرون مین ہر شخص ایک ہزار آدمیون کے برابر ہے، اس بنا پر فوج ۴ ہزار نہین بلکہ ۸ ہزار ہے لہ،

مصر فتح ہوا تو مسلمہ نے وہین اقامت اختیار کی، پھر مدینہ آئے، اور صفین مین امیر معاویہ کی طرف سے شریک ہوئے، یہ عجیب بات ہے کہ انصار کا ہر فرد جناب امیر علیہ السلام کے ساتھ تھا، لیکن یہ بزرگ اور نعمان بن بشیر امیر معاویہ کے طرفدار تھے کہ،

صفین کے بعد جس مین جنگ کا نتیجہ امیر معاویہ کے خاطر خواہ نکلا تھا، ۳۸ھ مین محمد بن ابی بکر قتل ہوئے کہتے ہین کہ اس مین مسلمہ کا بھی حصہ تھا، اور عجب نہین کہ یہ صحیح ہو،

لہ کنز العمال صفحہ ۱۰ جلد ۱۳، کہ یعقوبی صفحہ ۲۱۹ جلد ۲

محمد بن ابی بکر جب حاکم ہو کر مصر گئے تو قیس بن سعد نے ان کو سمجھایا کہ مسلمہ، معاویہ بن خدیج وغیرہ کے ساتھ عفو و درگذر کا برتاؤ کرنا، لیکن انھون نے اس کے بالکل خلاف عمل کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مصر مین ایک شورش نمودار ہوئی، جس نے محمد بن ابی بکر کو قتل کر کے خلافت راشدہ کا ایوان دفعۃً متزلزل کر دیا،

محمد بن ابی بکر قتل ہوئے تو امیر معاویہ نے عمرو بن عاص کو مصر کا والی بنایا، ان کے بعد اور لوگ بھی ان کی طرف سے والی ہو کر آئے، جن مین سب سے اخیر والی اور سب سے پہلے نائب السلطنت (وائسرائے) مسلمہ بن مخلد تھے،

امارت مصر و افریقہ، حضرت مسلمہؓ امیر معاویہ کے پاس شام گئے تھے، انھون نے عقبہ بن عامر جہنی کے بجائے ان کو مصر کا حاکم مقرر کیا، اور عقبہ کے نام فرمان بھیجا کہ آپ امیر البحر ہین، جزیرۂ روڈس پر حملہ کیجئے، اور مسلمہ کو تاکید کی کہ عقبہ سے اپنی امارت مخفی رکھنا، چنانچہ مسلمہ مصر پہونچے اور عقبہ کے ساتھ اسکندریہ روانہ ہوئے، ادھر عقبہ کے جہاز نے لنگر اٹھایا، ادھر مسلمہ تخت امارت پر متمکن ہو گئے، عقبہ کو خبر ہوئی تو بڑا افسوس کیا،[1] یہ ۲۰ ربیع الاول سنہ ۴۷ھ کا واقعہ ہے، بعض لوگون نے سنہ ۵۰ھ لکھا ہے، لیکن یہ صحیح نہین،

مصر اور افریقہ اب تک جداگانہ دو صوبے تھے، اور ان پر دو والی حکومت کرتے تھے، حضرت مسلمہؓ دونون صوبون کے امیر بنائے گئے، محکمۂ مذہبی اور خراج بھی انھین کے زیر اہتمام تھا،

حضرت مسلمہؓ نے نظام حکومت از سر نو مرتب کیا، سائب بن ہشام بن کنانہ عامری کو پولیس کا افسر اعلیٰ بنایا، چنانچہ وہ سنہ ۴۹ھ تک اس منصب پر قائم رہے، اسکے بعد

---

[1] یہ تمام واقعات کتاب ولاۃ مصر الکندی صفحہ ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ سے ماخوذ ہین،

عابس بن سعد مرادی کو کہ ان سے زیادہ انتظامی قابلیت رکھتے تھے، اس عہدہ پر فائز کیا، معاویہ بن خدیج کو مغرب کی سرحد پر غزوہ کے لیئے مامور کیا، اور بری وبحری لڑائیون کے لیئے بعض مقامات پر لشکر بھیجے،

حضرت مسلمہؓ نے اپنے فرائض منصبی نہایت بیدار مغزی، ہوشیاری اور مستعدی سے انجام دیئے، ایک بحری لڑائی کے لیئے آدمی کثرت سے بھرتی کیئے، تو فوج مین عام ناراضگی پھیل گئی، اس موقع پر حضرت مسلمہؓ نے فوجی جوش کم کرنے کے لیئے ایک خطبہ دیا جو بجنسہ درج ذیل ہے[1]،

یا اهل مصر! ما نقمتم منی و الله لقد زدت فی مددکم و عددکم و قویتکم علی عدوکم والذی نفسی بیدہ لا یاتینکم زمان الا الآخر فالآخر شر، فمن استطاع منکم ان یتخذ نفقا فی الارض فلیفعل؛	لوگو! تم کو مجھ سے ناخوش نہ ہونا چاہئیے، مین نے تمہاری تعداد اور کمک مین اضافہ کرکے دشمنون کے مقابلہ مین تم کو مضبوط بنایا ہے، خدا کی قسم! (مجھ کو غنیمت سمجھو) آیندہ زمانہ مین سخت وجابر عمال آئین گے، اوس وقت کے لیئے البتہ تم کو زمین مین کوئی سوراخ تلاش کرلینا چاہئیے،

۵۳ھ مین رومی لشکر برلس آیا، تو حضرت مسلمہؓ نے فوج بھیجکر سخت مزاحمت کی اگرچہ مسلمان نہایت کثرت سے کام آئے، تاہم جنگ کا فیصلہ مسلمانون کے موافق ہوا، اس موقع پر جو مسلمان شہید ہوئے اون مین بعض کے نام یہ ہین، وردان (عمرو بن عاص کے غلام) عائذ بن ثعلبہ بلوی، ابو رقیہ عمرو بن قیس لخمی وغیرہ،

غالباً اسی سنہ مین حضرت مسلمہؓ نے عابس بن سعید کو پولیس کے محکمہ سے ہٹا کر

---

[1] استیعاب صفحہ ۲۸۰ جلد ۱، [2] اصابہ صفحہ ۹۰ جلد ۱،

امیر البحر بنایا، اور اسطاذنہ (غالباً قسطنطنیہ کی تصحیف ہی، کیونکہ اسقدر ثابت ہی کہ مسلمہ کے عہد مین مصر سے قسطنطنیہ پر ایک حملہ ہوا تھا) پر لشکر کشی کی، مہم سے واپس ہونے تک سائب بن ہشام اِن کے بجائے پولیس کے افسر رہے، ۵۴ھ مین وہ روم سے واپس آئے تو اپنے سابق منصب پر بحال ہوگئے،

۶۰ھ مین حضرت مسلمہؓ کسی ضرورت سے اسکندریہ گئے تو دار الامارت فسطاط پر عابس بن سعید کو جانشین بنایا،

اسی سنہ مین رجب کے مہینہ مین امیر معاویہ نے انتقال کیا اور یزید ان کا جانشین ہوا، مسلمہ اِس عہد مین بھی اپنے عہدہ پر قایم رہے، اس وقت وہ اسکندریہ مین تھے، خبر ملی تو عابس کو خط لکھا کہ رعایا سے یزید کی بیعت لے لو، چنانچہ تمام لشکر نے بیعت کی، لیکن عبد اللہ بن عمرو بن عاص منکر تھے، عابس نے آگ منگا کر دھمکی دی کہ "انکار کروگے تو اِس مین جھونک دونگا،" عبد اللہ نے یہ دیکھکر جبراً و قہراً بیعت کر لی، اور دنیا مین آگ کے عذاب سے محفوظ رہے،

کچھ دنون کے بعد مسلمہ اسکندریہ سے واپس آئے، عابس کو پولیس کے ساتھ اب قضا کا محکمہ بھی تفویض کیا، یہ اوائل ۶۱ھ کا واقعہ ہی،

محکمہ مذہبی کا انتظام، محکمہ مذہبی کے افسر اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے بہت سی مذہبی خدمات بھی انجام دین، ۵۳ھ مین جامع مسجد کی توسیع کی، اور حضرت عمرو بن عاصؓ نے جو جامع مسجد تعمیر کی تھی اوس کو منہدم کیا،

اسی سنہ مین مسجدون مین روشنی کے منارے بنوائے، اور خولان اور تجیب وغیرہ کے ذمہ جو روشنی کا انتظام تھا، اوس کو موقوف کیا، مسجدون مین یہ حکم بھیجا کہ رات کے وقت سب جگہ ایک اذان ہو، فجر کے وقت یہ انتظام کیا کہ پیشتر جامع مسجد مین کئی مؤذن

اذان پکارین، جب وہان اذان ختم ہو تو فسطاط کی ہر مسجد مین اذان کہی جائے، چونکہ یہ طریقہ نہایت پسندیدہ، اور مستحسن اور اسلام کی شان وشوکت کو دوبالا کرتا تھا، نہایت مقبول ہوا، اور مُسَوِّدہ کے زمانہ تک متواتر رائج رہا، ان لوگون کے زمانہ مین کسی وجہ سے یہ رسم موقوف ہوئی، اور پھر افسوس کہ کبھی زندہ نہ ہوسکی،

وفات، ۲۵ رجب سنہ ۶۲ھ مین حضرت مسلمہؓ نے انتقال فرمایا، ۶۲ سال کا سن تھا، ۱۵ برس چار ماہ حکومت کی، وفات کے وقت کاروبار حکومت عابس بن سعید کے سپرد کیا،

اولاد، کوئی صلبی یادگار نہین چھوڑی،

فضل وکمال حضرت مسلمہؓ حافظ قرآن تھے، اور قرآن ایسا صحیح یاد تھا، کہ لوگ تعجب کرتے تھے، حضرت مجاہدؒ تفسیر وقرأت کے امام ہین، اور اپنے زمانہ مین اس فن مین بے نظیر تسلیم کئے جاتے تھے، ان کا بیان ہے کہ مین دنیا مین اپنے کو قرآن کا سب سے بڑا حافظ سمجھتا تھا، لیکن مسلمہ کے پیچھے ایک روز نماز فجر پڑھی تو یہ خیال غلط ثابت ہوا، انھون نے سورۂ بقرہ پڑھی تھی، اتنی بڑی سورت مین کہین واؤ اور الف کی بھی غلطی نہین کی،

حدیث مین بھی مرجعیت عامہ حاصل تھی، اور خود صحابہ حدیث سننے کے لئے ان کے پاس مصر جاتے تھے، حضرت ابو ایوب انصاریؓ صرف ایک حدیث سننے کے لئے مصر آئے تھے، عقبہ بن عامر جہنی بھی اسی غرض سے گئے تھے، اور حدیث سُنی تھی،

تلامذۂ خاص اور راویان حدیث مین حسب ذیل حضرات ہین، اسلم ابو عمران تجیبی، شیبہ بن امیہ، عبد الرحمان بن شماسہ، علی بن رباح، محمد بن کعب، مجاہد بن جبر، ہشام بن ابی رقیہ،

---

[1] مسند صفحہ ۴۰، جلد ۴،

حضرت محمد بن مسلمہؓ

نام ونسب، محمد نام، ابو عبد الرحمان کنیت، قبیلۂ اوس سے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہے، محمد بن مسلمہ بن سلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس،

بعثت نبوی سے ۲۲ سال قبل تولد ہوئے، محمد نام رکھا گیا، سن شعور کو پہونچکر عبد الاشہل کے حلیف بن گئے،

اسلام، سعد بن معاذ سے قبل، مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا،

غزوات اور دیگر حالات، ابو عبیدہ بن جراح سے کہ عشرہ مبشرہ مین تھے، برادری قائم ہوئی، غزوۂ بدر مین شریک تھے، اور غزوۂ قینقاع مین یہود کا مال انھین نے وصول کیا تھا[1]،

کعب بن اشرف یہودی، مدینہ مین ایک شاعر تھا، آنحضرت صلعم کی ہجو کرنا اور مسلمانون کے خلاف آتش غیظ و غضب مشتعل کرنا اس کا کام تھا، بدر مین مسلمانون کو فتح اور قریش کو ہزیمت ہوئی تو بولا کہ "اب زمین کا پیٹ اوس کی پیٹھ سے اچھا ہی" اسی جوش مین مکہ پہنچا اور اشعار کے ذریعہ سے تمام قریش مین انتقام کی آگ بھڑکا دی، مدینہ آیا تو آنحضرت صلعم کو فکر پیدا ہوئی فرمایا، اللھم اکفنی ابن الاشرف! بما شئت فی اعلانہ الشر و قولہ الاشعار پھر مسلمانون کے بھرے مجمع مین فرمایا من الکعب ابن الاشرف فانہ قد اذی اللہ و رسولہ؟ کعب کے لیے کون ہی؟ اوس نے

---

[1] طبقات ابن سعد صفحہ ۲۰ حصہ مغازی،

خدا اور رسول کو بہت اذیت پہنچائی، محمد بن مسلمہ نے اُٹھکر کہا کیا آپ کی مرضی ہے،
کہ وہ قتل کردیا جاوے، فرمایا ہان، عرض کی تو اس کام کے لیئے مین حاضر ہون، لیکن کچھ کہون
تو مضائقہ تو نہوگا، ارشاد ہوا کچھ نہین، وہان سے اُٹھکر کعب کے پاس آئے، اور کہا کہ اس
شخص (آنحضرت صلعم) نے ہم کو مصیبت مین ڈال رکھا ہے، اب صدقہ مانگتا ہے، ہم تمہارے
پاس اسلیئے آئے ہین کہ ایک یا دو وسق چھوہارے اور رکھا نا ہم کو بتنگی دیدہ، کیا کہین ان سے
بیعت کرچکے ہین، اب چھوڑتے بھی نہین بنتا، تاہم انجام کا انتظار ہے، کعب نے کہا مجھے
منظور ہے، لیکن کوئی چیز گرو رکھدو، ساتھیون نے پوچھا کیا رہن رکھین؟ بولا عورتین،
کہا نہین، تم خوبصورت آدمی ہو، بولا تو بیٹے، کہا یہ بھی ٹھیک نہین، لوگ اُنگلیان اُٹھائینگے
کہ ایک دو وسق کے لیئے اولاد رہن رکھی، جو بڑے شرم کی بات ہے، اس سے بہتر ہے کہ ہتھیار
گرو رکھین، اس نے کہا اچھا میرے پاس پھر آنا، رات کے وقت محمد بن مسلمہ ابونائلہ کو جو کعب کے
رضاعی بھائی تھے، اور مسلمان ہوچکے تھے، لیکر پہنچے، اس نے قلعہ مین بلالیا، اور آنے کے لیئے
گھر سے نکلا، بیوی نے کہا اس وقت کہان جاتے ہو؟ جواب دیا کہ میرے دو بھائی بلاتے ہین،
بولی کہ ان کی آواز سے تو خون ٹپکتا ہے، کہا خیر اگر ایسا ہے تب بھی مجھے جانا چاہیئے، کیونکہ
شریف رات کو بھی نیزہ کی دعوت قبول کرتا ہے، غرض نہایت عمدہ عطر لگا کر اور چادر اوڑھکر
نکلا، محمد بن مسلمہ نے پہلے سے کہہ دیا تھا کہ مین اس پر قابو پانے کی کوشش کرونگا جب مین
اشارہ کرون فوراً قتل کردینا، چنانچہ اس سے کہا نہایت عمدہ خوشبو ہے کیا مین ذرا سر
سونگھ سکتا ہون؟ اوس نے اجازت دی تو انھون نے سر پکڑکر سونگھا، اور کہا کہ ان دوستون
کو بھی اجازت دو، سب اُٹھے اور سر سونگھا، اتنے مین وہ بالکل غافل ہوگیا تھا، ساتھیون
سے کہا لو اس کو قتل کرو، اتنے مین سب کی تلوارین پڑین، لیکن جان اب بھی باقی تھی، محمد

دشمن اتنی زور سے چلایا کہ تمام یہود نے آواز سن لی، ہر قلعہ پر روشنی کی گئی، محمد بن مسلمہ نے جرأت کر کے پیش قبض پیٹ مین بھونک دی، جو ناف کے نیچے تک اتر گئی، اور ساتھ ہی وہ بھی ٹھنڈا ہو گیا،[1]

ان لوگون نے اس کا سر کاٹ کر ساتھ لیا، اور وہان سے روانہ ہوئے، بقیع پہونچکر تکبیر کہی، آنحضرت صلعم نے اوس وقت تک آرام نہ فرمایا تھا، برابر نماز پڑھ رہے تھے، تکبیر سنکر سمجھے کہ مقصد مین کامیابی ہوئی، سامنے آئے تو فرمایا کہ "کامیاب پھرے ہین" لوگون نے سر سامنے رکھدیا تو نہایت خوش ہوئے، اور خدا کا شکر ادا کیا،

غزوۂ اُحد مین لشکرِ اسلام کی حفاظت پر متعین تھے، پچاس آدمیونکو لیکر تمام رات گشت لگایا تھا،[2]

واقعۂ نضیر مین کہ ۴ھ مین پیش آیا تھا، آنحضرت صلعم نے ان کو بنو نضیر کے پاس بھیجا کہ یہ اعلان کردو کہ "ہمارے شہر سے نکلکر کسی اور جگہ چلے جائین، تم لوگون نے آنحضرت صلعم سے جو فریب اور دغا کی، ہم کو خوب معلوم ہے، تم کو دس روز کی مہلت ہے، اس میعاد کے بعد یہان دیکھے گئے تو قتل کئے جاؤ گے"، بنو نضیر نے عبد اللہ بن ابی کے اغوار سے اس حکم کی کاہ برابر بھی پروا نہ کی، اور مقابلہ پر تیار ہو گئے، آنحضرت صلعم نے مجبور ہو کر محاصرہ کیا، اور شکست دی، محمد بن مسلمہ کے ذمہ ان کے جلا وطن کرنے کا معاملہ سپرد ہوا[3]

غزوۂ خندق کے بعد ۵ھ مین غزوۂ قریظہ ہوا، ۱۵ روز محاصرہ کے بعد یہود نے زچ ہو کر سپر ڈالی اور آنحضرت صلعم کے حکم پر راضی ہوئے، محمد بن مسلمہ نے عورتون اور

---

[1] صحیح بخاری طبقات ابن سعد صفحہ ۲۱ و ۲۲ حصۂ مغازی، [2] طبقات ص ۲۰، [3] طبقات ص ۴۱

بچون کو جدا کرکے باغیون کے ہاتھ باندھے اور ایک طرف لاکر کھڑا کیا،[1]

اس واقعہ کے بعد ۳۰ سوار دیکر آنحضرت صلعم نے بکرات روانہ کیا جو مدینہ سے ۷ روز کی مسافت پر واقع تھا، وہان قرطا ریہ لوٹ مقصود تھی، محمد بن مسلمہ رات کو چلتے اور دن کو کہین چھپ رہتے، گانون پہنچکر اچانک جالیا، کچھ آدمی قتل ہوئے باقی فرار ہوگئے بہت سے اونٹ اور بکریان غنیمت مین لین جن کی تعداد حسب ذیل ہی،

اونٹ ۱۵۰، بکریان ۳۰۰۰، ۱۹ روز کے بعد مدینہ واپس آگئے،[2]

ربیع الثانی سنہ ۶ھ مین ۱۰ آدمیون کے ساتھ ذی القصہ بھیجے گئے، یہ مقام مدینہ سے ۲۴ میل ہی اور ربذہ کی سڑک پر واقع ہی، رات کو پہنچے، قبیلہ والون نے سو آدمی جمع کرکے تیر پھینکے، پھر نیزے لیکر ٹوٹ پڑے، سب آدمی مارے گئے، محمد بن مسلمہ بچے لیکن اون کے ٹخنے پر چوٹ آئی تھی جس سے ہلنا بھی مشکل تھا، ان لوگون نے سب کے کپڑے اُتار لیے اور برہنہ چھوڑ کر چلے گئے، ایک مسلمان ادھر سے گذر رہا تھا، محمد بن مسلمہ کو اُٹھاکر مدینہ لایا، آنحضرت صلعم نے اس کے انتقام کے لیئے ابو عبیدہ کو روانہ فرمایا،[3]

سنہ ۷ھ مین عمرۃ القضا ہوا، آنحضرت صلعم نے ذو الحلیفہ پہنچکر گھوڑے محمد بن مسلمہ کے سپرد کیئے، اور فرمایا کہ تم آگے بڑھو، مرظہران پہونچے تو قریش سے ملاقات ہوئی، پوچھا کیا ماجرا ہی؟ کہا آنحضرت صلعم تشریف لا رہے ہین، اور انشاء اللہ کل یہان پہونچینگے[4]

غزوۂ تبوک مین کہ سنہ ۹ھ مین واقع ہوا تھا، آنحضرت صلعم نے مدینہ مین اِن کو کاروبارِ خلافت سپرد کیا تھا،[5]

حضرت عمرؓ کے عہد خلافت مین قبیلۂ جہینہ کے صدقات وہی وصول کرتے تھے،

---

[1] طبقات صفحہ ۴۵، [2] ایضاً صفحہ ۵۶، [3] ایضاً صفحہ ۶۱ و ۶۲، [4] ایضاً صفحہ ۸۰، [5] ایضاً صفحہ ۱۱۹،

حضرت عمرؓ نے گورنرون اور عاملون کی نگرانی کا ایک عہدہ قایم کیا تھا، دربارِ خلافت مین وقتاً فوقتاً عمال کی جو شکایتین موصول ہوتین اون کی تحقیق و تفتیش کے لیئے، حضرت عمرؓ نے انھین کو انتخاب کیا، صاحب اسد الغابہ لکھتے ہین،

وهو كان صاحب العمال ايام عمر رض كان عمر اذا شكى اليه عامل ارسل محمدا يكشف الحال[1]

وهو الذى ارسله عمر الى عماله لياخذ شطر اموالهم[2]

سنہ ۲۱ھ مین حضرت سعد بن وقاصؓ جو کوفہ کے گورنر تھے، ان کی نسبت لوگون نے حضرت عمرؓ سے جاکر شکایت کی، محمدؓ بن مسلمہ تحقیقات کے لیئے کوفہ روانہ ہوئے، انھون نے کوفہ کی ایک ایک مسجد مین جاکر لوگون کے اظہار لیئے، اور سعد وقاص کو ساتھ لیکر مدینہ آئے یہان حضرت عمرؓ نے خود انکا اظہار لیا[3]،

حضرت عمرؓ کو خبر ملی کہ سعد وقاص نے محل بنایا اور اوس مین ڈیوڑھی لگی ہی فرمایا کہ اب اون تک آواز نہین پہونچے گی، محمدؓ بن مسلمہ کو بھیجا کہ جاکر ڈیوڑھی مین آگ لگا دین، انھون نے اس حکم کی تعمیل کی، سعد باہر نکلے اور پوچھا کیا معاملہ ہی، انھون نے واقعہ بیان کیا، تو خاموش ہو گئے،

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ بازار مین پھر رہے تھے، ایک شخص نے آواز دی، عمر! کیا چند شرطین تم کو خدا سے نجات دلا دینگی، تمہارا عامل عیاض بن غنم جو مصر کا حاکم ہی، باریک کپڑے پہنتا ہی اور دروازہ پر دربان مقرر کر رکھا ہی، حضرت عمرؓ نے محمد بن مسلمہؓ کو بلا کر مصر بھیجا کہ جس حال مین ہون ان کو لاؤ، وہان پہنچکر دیکھا تو واقعی دروازہ پر دربان تھا، اندر گئے تو عیاض باریک کرتہ پہنے تھے، کہا چلو امیر المومنین نے طلب کیا ہی، درخواست کی

---

[1] طبقات صفحہ ۳۰۳ جلد ۳ [2] صحیح بخاری صفحہ ۱۰۴، جلد ۱ و طبری صفحہ ۲۴۰۶، [3] اصابہ صفحہ ۴۶ جلد ۶،

کہ قبا پہن لون، جواب ملا نہین اسی وضع سے چلو، غرض اسی حالت سے مدینہ لائے، حضرت عمرؓ نے وہ کرتہ اُترواکر بالون کا کرتہ پہنایا، اور بکریون کا گلہ منگواکر حکم دیا کہ جنگل مین لیجاکر چراؤ[1]،

عمرو بن عاص کے متعلق معلوم ہوا کہ اون کے مال و دولت مین بہت اضافہ ہوگیا ہے، محمدؐ بن مسلمہ کو فرمان دیکر روانہ کیا، اوس مین لکھا تھا کہ مال ان کے سامنے رکھدینا، یہ جسقدر مناسب سمجھین گے لے لین گے، محمد، مصر پہونچے تو عمرو نے ہدیہ بھیجا، انھون نے واپس کردیا، عمرو سخت رنجیدہ ہوئے، اور کہا کہ تم نے میرا ہدیہ واپس کردیا، حالانکہ رسول اللہ صلعم نے قبول فرمایا تھا، جواب دیا کہ آنحضرت صلعم کے ہدیہ اور اس ہدیہ مین فرق ہے، اس مین بُرائی پوشیدہ ہے، عمرو نے کہا خدا اوس دن کا بُرا کرے جب مین عمر بن خطاب کا والی بنا، مین نے عاص بن وائل (عمرو کے باپ کا نام ہے) کو دیکھا ہے، وہ جب کمخواب کی قبا زیب بدن کرتے تھے تو خطاب (حضرت عمر کے باپ) لکڑیون کا گٹھہ گدھے پر لادے پھرتا تھا، آج اُسی خطاب کا بیٹا مجھپر حکومت جتا رہا ہے، محمدؐ بن مسلمہ نے کہا تیرا اور اونکا باپ دونون جہنم کے کُندے ہین، لیکن عمر تم سے بہتر ہین، اس کے بعد کچھ سخت گفتگو ہوئی، عمرو نے مال لاکر سامنے رکھدیا، انھون نے کسی قدر لیکر باقی واپس کیا، اور مدینہ چلے آئے[2]،

محمدؐ بن ربیع نے صحابۂ مصر کے حال مین اس واقعہ کو درج کیا ہے، ایک حدیث بھی سنداً اپنی کی ہے[3]،

حضرت عثمانؓ کے زمانۂ خلافت تک مدینہ مین رہے، پھر ربذہ کی سکونت اختیار کی، ان کے قتل کے واقعہ مین بالکل الگ تھے، حضرت حذیفہؓ کہتے ہین کہ مین ایک ایسے شخص کو

---

[1] کتاب الخراج صفحہ ۶۶، [2] کنز العمال صفحہ ۲۸۰ جلد ۳، [3] اصابہ صفحہ ۲۴ جلد ۶،

جانتا ہون جس کو فتنہ نے کچھ ضرر نہین پہونچایا، اور وہ محمد بن مسلمہ ہین،

چند آدمی ربذہ آئے دیکھا کہ ایک خیمہ نصب ہی، اندر گئے تو محمد بن مسلمہ سے ملاقات ہوئی، عزلت نشینی کا سبب دریافت کیا، فرمایا جب تک معاملہ صاف نہ ہوجائے ہم کو دخل دینے کی ضرورت نہین،[1]

جناب امیر علیہ السلام خلیفہ ہوئے تو ان کو طلب فرمایا اور پوچھا میرے ساتھ کیون نہ شریک ہوئے، عرض کی آپ کے بھائی (آنحضرت صلعم) نے مجھے تلوار دی تھی اور فرمایا تھا کہ مشرکین سے لڑنا اور جب مسلمان سرگرم پیکار ہون تو اسے اُحد پر مار کر پاش پاش کر دینا، اور گھر مین بیٹھ رہنا، چنانچہ مین نے یہی کیا ہی،[2]

جمل اور صفین وغیرہ مین کسی فریق کے ساتھ نہ تھے، اس زمانہ مین ایک لکڑی کی تلوار بنائی تھی، اور کہتے تھے کہ مجھے رسول اللہ صلعم نے یہی حکم دیا ہی،[3]

وفات، امیر معاویہ کے عہد حکومت مین ۴۶ھ مین وفات کی، صفر کا مہینہ تھا، ایک شامی جو صوبۂ اردن کا رہنے والا تھا، ان کی فکر مین مدینہ آیا، مکان کے اندر تھے، وہ اندر چلا گیا اور کام تمام کر دیا، قصور یہ تھا کہ امیر معاویہ کی طرف سے تلوار کیون نہ اُٹھائی،[4]

اس زمانہ مین مروان، مدینہ منورہ کا امیر تھا، اس نے نماز جنازہ پڑھائی،[5] اور مدینہ کے قبرستان مین دفن کیا، وفات کے وقت سن مبارک ۷۷ سال کا تھا،

اہل وعیال، دس لڑکے اور چھ لڑکیان یادگار چھوڑین،[6] مشہور لڑکون کے نام حسب ذیل ہین،

جعفر، عبد اللہ، سعد، عبد الرحمن، عمر، (یہ سب صحابی تھے) محمود،

حلیہ، قد دراز، بدن دہرا، رنگ گندم گون، سر کے بال آگے سے اُڑ گئے تھے،

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۳۱۳ جلد ۴، [2] مسند صفحہ ۲۲۵ جلد ۴، [3] اسد الغابہ، [4] تہذیب التہذیب، [5] استیعاب صفحہ ۳۴۲ جلد ۱، [6] اسد الغابہ صفحہ ۳۱۰

فضل وکمال، فضلائے صحابہ مین تھے[1]، رسول اللہ صلعم کے ساتھ برسون رہے تھے، سیکڑون حدیثین سُنی تھین، تاہم صرف ۶ روایتین حدیث کی کتابون مین ملتی ہین[2]،

راویون مین مشاہیر تابعین ہین، جن کے نام یہ ہین،

ذویب، مسور بن مخرمہ، سہل بن ابی حثمہ، ابوبردہ بن ابی موسیٰ، عروہ، اعرج، قبیصہ بن حصین

اخلاق، اخلاق مین دو چیزین نہایت نمایان ہین، حُبِّ رسول، اور فتنہ سے کنارہ کشی، اور دونون کے مختلف مناظر اوپر گذر چکے ہین

* * *

---

[1] استیعاب صفحہ ۲۳۹ جلد ۱، [2] تہذیب التہذیب صفحہ ۲۵۵ جلد ۹،

حضرت معاذ رضؓ بن عفراء

نام ونسب، معاذ نام، سلسلۂ نسب یہ ہی، معاذ بن حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار، بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج، والدہ کا نام عفرا بنت عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار تھا،

اسلام، بیعت عقبہ سے قبل مکہ جاکر مسلمان ہوئے، ۵ آدمی اس سفر مین ان کے ہمراہ تھے، ان ۶ آدمیون کے نامون مین سخت اختلاف ہی، ہم نے موسیٰ بن عقبہ اور ابوالاسود[1] کی روایت پر اعتبار کیا ہی، جو بالترتیب زہری اور عروہ سے اس واقعہ کو روایت کرتے ہین

مواخاہ، ہجرت کے بعد معمر بن حارث ان کے اسلامی بھائی بتائے گئے،

غزوات، بدر مین شریک تھے، جب شیبہ، عتبہ اور ولید بن عتبہ نے مبارزطلبی کی تو سب سے پہلے یہی تینون بھائی (معاذ، معوذ، عوف) تیغ بکف میدان مین نکلے، آنحضرت صلعم نے ان کو واپس بلا لیا اور حضرت حمزہؓ وغیرہ کو مقابلہ کے لیے بھیجا،

تاہم جوش ایمان اور ولولۂ جہاد کب رُک سکتا تھا، عبدالرحمان بن عوف صف مین کھڑے تھے، ان کے داہنے بائین دونون بھائی آکر کھڑے ہوگئے، وہ ان کو پہچانتے نہ تھے، اس بنا پر اپنے گرد دو جوانون کو دیکھکر خوف زدہ ہوئے، اتنے مین ایک نے آہستہ سے کہا چچا! ابوجہل کہان ہے؟ انھون نے کہا برادرزادے! کیا کروگے؟ کہا مین نے سُنا ہے کہ وہ رسول اللہ صلعم کو گالی دیتا ہے، اس بنا پر خدا سے عہد کرچکا ہون، کہ اس کو ضرور مارون گا

---

[1] دیکھو فتح الباری صفحہ ۲۱، جلد ۷،

یا پھر اسی دھن مین اپنی جان بھی قربان کردون گا، دوسرے نے بھی اِسی قسم کی گفتگو کی، حضرت عبد الرحمانؓ نہایت متعجب ہوئے، اور اشارہ سے بتایا کہ ابوجہل وہ گشت لگا رہا ہے، اتنا سُنکر وہ دونون باز کی طرح ٹوٹ پڑے، اور ابوجہل کو قتل کرڈالا، پھر آنحضرت صلعم کو خوشخبری سُنائی، پوچھا کس نے قتل کیا؟ دونون نے جواب دیا ہم نے، فرمایا تلوار دکھاؤ، چنانچہ دونون کی تلوارون مین خون کا اثر موجود تھا،[1]

صحیح مسلم مین اِن دونون کا نام معاذ بن عمرو بن جموحؓ اور معاذ بن عفرا، مذکور ہے، لیکن صحیح بخاری مین ابناءِ عفرار کی تصریح ہے، جس سے صرف معاذ اور اون کے بھائی کا مارنا ثابت ہوتا ہے،

ابوجہل پر حملہ کرتے وقت، ابن ماعص نے کہ قبیلۂ زریق سے تھا، ان پر حملہ کیا، چنانچہ زخمی ہوکر مدینہ آئے تھے،

وفات، بعضون کے نزدیک تو اسی زخم سے فوت ہوگئے، بعض روایتون مین ہے کہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ مین وفات پائی، اور ایک جماعت کی یہ رائے ہے کہ ۳۷ھ مین انتقال کیا، اس زمانہ مین جناب امیر علیہ السلام اور امیر معاویہ مین لڑائی چھڑی ہوئی تھی،

اخلاق، حُبِ رسول کا بہترین مظہر، بدر مین ابوجہل کا قتل ہے، اس مین انھون نے جانبازی کی جیسی اعلیٰ مثال پیش کی، وہ اپنے باب مین نہایت حیرت انگیز ہے،

فرائض کی بجا آوری مین اہتمام تھا،

آنحضرت صلعم کے ہمراہ حج کرنے کے علاوہ وہ دو حج کئے، جن مین ایک کا تذکرہ سنن نسائی مین آیا ہے،

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۵۶۸ جلد ۲ و مسلم صفحہ ۱۰۲ و ۱۰۳ جلد ۲،

حضرت مجمع بن جاریہؓ

نام ونسب مجمع نام، قبیلۂ اوس کے خاندان عمرو بن عوف سے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہے، مجمع بن جاریہ بن عامر بن مجمع بن عطاف بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس،

اسلام، ہجرت کے وقت کم سن تھے، اسی زمانہ مین اسلام لائے،

غزوات، غزوۂ حدیبیہ مین شرکت کی،[1]

وفات، امیر معاویہ کے آخر زمانۂ خلافت مین انتقال کیا۔[2]

اولاد، حسب ذیل اولاد چھوڑی، یعقوب، یحییٰ، عبید اللہ، بیوی کا نام سلمہ بنت ثابت ابن وحدانہ بن نعیم بن غنم بن ایاس تھا، اور قبیلہ قضاعہ کے خاندان بلی سے تھین،[3] صاحب طبقات کا بیان ہو کہ ان کی نسل باقی نہین رہی،[4]

فضل وکمال، بچپن مین قرآن حفظ کیا تھا، آنحضرت صلعم کی وفات کے وقت ایک دو سورتین باقی رہ گئی تھین،[5] مسند ابن حنبل مین ہو،

كان احد القراء الذين قرؤا القرآن یعنی وہ ان قاریون مین تھے جنھون نے قرآن
〃 〃 〃 〃 [6] پڑھا تھا،

حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت مین ان کو تعلیم قرآن کے لیے کوفہ بھیجا تھا،[7] عبد اللہ

---

[1] مسند ابن حنبل صفحہ ۴۲۰ جلد ۳، [2] استیعاب صفحہ ۲۶۸ جلد ۱، [3] طبقات صفحہ ۱۹۲ جلد ۵، [4] ایضاً صفحہ ۳۴ جلد ۱، [5] اسد الغابہ صفحہ ۳۰۳ جلد ۴، [6] مسند صفحہ ۴۲۰ جلد ۳، [7] اصابہ صفحہ ۴۱ جلد ۶،

بن مسعود بھی وہین تھے، انھون نے ان سے قرآن پڑھا تھا،

حدیثین بہت کم روایت کین، صحیح ترمذی مین ۳ حدیثین ہین، جن مین بعض صحیح سند سے ثابت ہین،

راویون مین یعقوب، عبدالرحمان بن یزید بن جاریہ اور عکرمہ بن سلمہ ہین،

اخلاق، زہد و تقدس کی وجہ سے اپنی قوم کے امام تھے، اور یہ منصب صغر سنی ہی مین حاصل ہوگیا تھا، باپ نے مسجد ضرار بنائی تھی، معصوم بیٹا اوس مین نماز پڑتا تھا، لیکن یہ نہ معلوم تھا کہ اس سے آنحضرت صلعم اور اسلام کی بیخ کنی مقصود ہے، آنحضرت صلعم نے اس مسجد کو جلوا دیا،

حضرت عمرؓ کے زمانہ مین لوگون نے درخواست کی کہ مجمع کو امام بنایا جائے، بولے یہ کبھی نہ ہوگا، وہ مسجد ضرار مین منافقین کی امامت کرتا تھا، مجمع کو خبر ہوئی تو قسم کھا کر کہا کہ مجھے منافقین سے کچھ سروکار نہ تھا، حضرت عمرؓ نے ان کو امامت کرنے کی اجازت دیدی،

◆

حضرت محیصہ بن مسعودؓ

نام ونسب، محیصہ نام، ابوسعید کنیت، قبیلۂ اوس سے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہی، محیصہ بن مسعود بن کعب بن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس،

اسلام، مسعود بن کعب کے دو بیٹے تھے، حویصہ اور محیصہ، حویصہ بڑے تھے، انکا ذکر صحیحین مین موجود ہی، محیصہ چھوٹے تھے، لیکن ان سے زیادہ عقلمند، ہوشیار، اور وقت شناس تھے، ہجرت سے قبل مشرف بہ اسلام ہوئے، اور اس مقولہ کے مصداق بنے "بزرگی بعقل ست، نہ بسال"

غزوات، احد، خندق، اور تمام غزوات مین شرکت کی، غزوہ احد سے قبل کعب بن اشرف یہودی کا قلع قمع ہوا تھا، چونکہ اوس کو اور اوسکی تمام جماعت کو اسلام سے خاص عداوت تھی، آنحضرت صلعم نے عام حکم دیدیا کہ جس یہودی پر قابو پاؤ، اوسکو فوراً قتل کردو، ابن سبینہ ایک یہودی تاجر تھا، حویصہ کے اور اس کے خاص تعلقات تھے، محیصہ نے اوس کو موقع پاکر قتل کردیا، چونکہ وہ ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے، نہایت برہم ہوگئے، مارتے جاتے تھے اور کہتے خدا کے دشمن! تیرے پیٹ مین بہت سی چربی اسی کے مال کی ہی، حویصہ نے ان کے غصہ اور مار کا صرف ایک جواب دیا کہ "جس شخص نے مجھکو اوس کے قتل کا حکم دیا، اگر تمہارے قتل کا حکم دے تو تم کو بھی قتل کردون" یہ سنکر سخت متعجب ہوئے، اور حیرت سے پوچھا "کیا واقعی اگر وہ میرے مارنے کا حکم دین تو تم مجکو مارڈالوگے"؟ انھون نے کہا "خدا کی قسم! ضرور مار دون گا" حویصہ پر اب غصہ کے بجائے حقانیت طاری ہوئی، بولے "جس نے تجھکو ایسا کردیا وہ کوئی عجیب مذہب ہی"، اور پھر انھین کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، محیصہ نے اپنے بھائی کے اس مکالمہ کو نظم کردیا ہے

جس کو ہم بھی نقل کرتے ہین،

یلوم ابن امی لو امرت بقتله ۔ لطبقت ذفراه بابیض قاضب
حسام کلون الملح اخلص عقله ۔ متی ما اصوبه فلیس بکاذب
وما سرنی انی قتلتك طائعا ۔ وان لنا ما بین بصری ومارب

آنحضرت صلعم نے تاسیس خلافت کے بعد جب اشاعت اسلام کا محکمہ قائم کیا تو ان کو مبلغ بناکر فدک روانہ فرمایا،[1]

وفات، سنہ وفات معلوم نہین، قرائن سے معلوم ہوتا ہی کہ امیر معاویہ کا عہد خلافت تھا، کیونکہ ان کے پوتے نے ان کو اچھی طرح دیکھا تھا، اور حدیث سُنی تھی، اور یہ ثابت ہی کہ ان کے پوتے سنہ ۲۳ھ مین پیدا ہوئے تھے،

اولاد، حدیثون سے ایک لڑکے کا پتہ چلتا ہی لیکن نام مین اختلاف ہی، مسند مین ساعدہ اور سعد دو نام لئے ہین، طبقات مین سعد لکھا ہی، کتب رجال مین ہے کہ بعض لوگ اون کے صحابی ہونے کے قائل ہین، ان کے بیٹے کا نام حرام تھا،

فضل وکمال، عہد نبوت مین اشاعت اسلام جیسے اہم کام پر متعین ہونا، ان کے فضل وکمال کی بیّن دلیل ہی، اس کے علاوہ چند حدیثین بھی روایت کین، جو محمد بن سہل بن ابی حثمہ اور حرام بن سعد کے سلسلہ سے مروی ہین،

اخلاق، حُبّ رسول کا عظیم الشان اثر اوپر گذر چکا، بارگاہ نبوی مین ان کو جو تقرب حاصل تھا اوس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہی کہ ایک مسئلہ آنحضرت صلعم سے دریافت فرمایا، جواب خلاف مزاج ملا، اسلئے اوس کو بار بار پوچھتے رہے اور آخر مین اپنے اطمینان کی صورت پیدا کرلی،[2]

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۳۳۳ جلد ۴، [2] مسند صفحہ ۴۳۶ جلد ۵،

حضرت منذر بن عمروؓ

نام ونسب، منذر نام، اعنق لیموت لقب، قبیلۂ خزرج کے خاندان ساعدہ سے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہی، منذر بن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوذان بن عبد ود بن زید بن ثعلبہ بن خزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج الکبیر،

اسلام، عقبۂ ثانیہ مین بیعت کی اور اپنے قبیلہ کے نقیب مقرر ہوئے، سعد بن عبادہ بھی اسی قبیلہ کے نقیب[1] تھے،

غزوات، عام حالات اور وفات، طلیب بن عمیر سے مواخاۃ ہوئی، بدر اور اُحد مین شریک ہوئے مؤخر الذکر غزوہ مین میسرہ کے افسر تھے،

اُحد کے ۴ ماہ بعد صفر کے مہینہ مین انصار کے ستر نوجوان جو قراء کے نام سے مشہور تھے اشاعت اسلام کی غرض سے نجد روانہ ہوئے، حضرت منذرؓ اس جماعت کے امیر تھے، بیر معونہ پہونچے تھے کہ رعل اور ذکوان کے سوارون نے گھیر لیا، ان لوگون نے ہر چند کہا کہ ہم کو تم سے کوئی سروکار نہین، رسول اللہ صلعم کے کام سے کسی طرف جا رہے ہین، لیکن ظالمون نے ایک نہ سُنی اور سب کو قتل کر ڈالا، منذر باقی رہ گئے، ان سے کہا درخواست کرو تو تم کو امان دیجائے لیکن ان کی حمیت یہ بے غیرتی گوارا نہ کرسکتی تھی، صاف انکار کیا، اور جس مقام پر حضرت حرامؓ شہید ہوئے تھے پہونچکر لڑے اور قتل ہوئے، آنحضرت صلعم کو خبر ہوئی تو فرمایا اعنق لیموت! یعنے انھون نے دانستہ موت کی طرف سبقت کی، اوسوقت سے انکا یہ لقب خاص وعام کے زبان زد ہوگیا[2]

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۴۱۸ جلد ۴، [2] طبقات صفحہ ۳۶ و ۳۷ جلد ۲ قسم ۱، [3] صحیح بخاری صفحہ ۵۸۶ جلد ۲،

یہ اوائل سنہ ۴ھ کا واقعہ ہے،

اولاد، کوئی اولاد نہین چھوڑی،

فضل وکمال، جاہلیت مین عربی لکھتے تھے[1]، اسلام مین قرآن وحدیث کی جو واقفیت بہم پہونچائی تھی، اشاعت اسلام کے لیئے اسی بناپر منتخب ہوئے، اور مبلغین کے امیر بنائے گئے،

اخلاق، زہد وتقویٰ، عبادت، قیام لیل، یہ تمام قراء کا شیوہ تھا، حضرت منذرؓ بھی انہین اوصاف سے متصف تھے،

* * *

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۴۱۰ جلد ۴،

حضرت نعمانؓ بن بشیر

نام ونسب، نعمان نام، ابو عبداللہ کنیت، قبیلۂ خزرج سے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہی، نعمان بن بشیر بن سعد بن ثعلبہ بن خلاس بن زید بن **مالک** اغر بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن الخزرج الاکبر، والدہ کا نام عمرۃ بنت رواحہ تھا، جن کا سلسلۂ نسب **مالک** اغر پر، حضرت نعمانؓ کے آبائی سے ملجاتا ہی،

حضرت نعمانؓ کے والد بشیر بن سعد بڑے رتبہ کے صحابی تھے، عقبۂ ثانیہ مین ۷۰ انصار کے ہمراہ مکہ جاکر بیعت کی، بدر، اُحد اور تمام غزوات مین آنحضرت صلعم کے ہمرکاب رہے، واقعۂ سقیفہ مین سب سے پہلے انھون نے حضرت ابو بکرؓ سے بیعت کی تھی، ۱۲ھ مین خالد بن ولید کے ہمراہ مسیلمہ کذاب کے مقابلہ کو نکلے، اور واپسی کے وقت عین التمر کے معرکہ مین قتل ہوئے،

والدہ بھی آنحضرت صلعم سے بیعت کا شرف حاصل کرچکی تھین، اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ مشہور صحابی کی ہمشیر تھین، حضرت نعمانؓ ربیع الثانی ۲ھ مین ہجرت کے ۱۴ ہوین مہینے اس مقدس گھر مین تولد ہوئے، ہجرت کے بعد انصار مین یہ سب سے پہلے مولود تھے، ان کی ولادت کے ۶ ماہ بعد عبداللہ بن زبیرؓ پیدا ہوئے،

اسلام کی تاریخ مین ۲ھ کا طالع، خرمن امن وامان کے لیئے برق مضطر تھا، آغاز سال ہی سے قریش اور دیگر ہمسایہ قبائل سے چھیڑ چھاڑ شروع ہوگئی تھی، جس کا نتیجہ چند ماہ کے بعد غزوۂ بدر کی صورت مین رونما ہوا، اس سال جو لڑکے پیدا ہوئے سب مین ان کا

اثر موجود تھا، چنانچہ نعمانؓ جو بدر کے وقت ۳-۴ مہینے کے تھے، اور عبداللہ بن زبیرؓ کہ اسی سال پیدا ہوئے بڑے بڑے انقلابات کے بانی ہوئے،

عام حالات، باپ، ماں کو ان سے بڑی محبت تھی، باپ ان کو آنحضرت صلعم کے پاس لاتے اور دعا کراتے تھے، ماں کو اس قدر محبت تھی کہ اپنی باقی اولاد کو محروم کرکے تمام جائداد ان کو دلائے دیتی تھین، ایک روز شوہر کو مجبور کرکے اس پر آمادہ کیا اور گواہی کے لیئے رسول اللہ صلعم کو منتخب کیا، حضرت بشیرؓ ان کو آنحضرت صلعم کی خدمت مین لیکر آئے، اور عرض کی کہ آپ گواہ رہین، مین فلان زمین اس کو دیتا ہون، فرمایا اس کے دوسرے بھائیون کو حصہ دیا؟ بولے نہین، ارشاد ہوا "تو پھر مین ظلم پر گواہی نہین دیتا"، یہ سنکر بشیرؓ اپنے ارادہ سے[1] باز آئے،

چلنے پھرنے کے قابل ہوئے تو آنحضرت صلعم کے پاس پہونچتے، ایک مرتبہ آنحضرت صلعم کے طائف سے انگور آئے، آپ نے ان کو دو خوشے عنایت کئے اور فرمایا کہ ایک تمہارا ہے اور ایک تمہاری والدہ کا، نعمان راستہ مین دونون خوشے چٹ کرگئے، اور گھر مین خبر تک نہ کی، چند دنون کے بعد آنحضرت صلعم نے پوچھا کہ اپنی ماں کو انگور دیئے تھے؟ انھون نے کہا نہین، آپ نے ان کی گوشمالی کی اور کہا یا غدر! کیون مکار![2]

اسی زمانہ سے نماز وغیرہ کی طرف توجہ کی، آنحضرت صلعم کے واقعات دیکھتے تو انکو یاد رکھنے کی کوشش کرتے، منبر کے قریب بیٹھکر وعظ سنتے[3]، ایک مرتبہ انھون نے دعوے سے کہا کہ آنحضرت صلعم کی رات کی نماز کے متعلق مین اکثر صحابہ سے زیادہ واقف ہون[4]، شب قدر کی راتون مین آنحضرت صلعم کے ہمراہ جاگے اور نمازین پڑھین[5]،

---

[1] مسند صفحہ ۲۶۹ جلد ۴۔ [2] استیعاب صفحہ ۱۰۳ جلد ۱۔ [3] مسند صفحہ ۲۶۹ جلد ۴۔ [4] ایضاً صفحہ ۲۰۰۔ [5] ایضاً صفحہ ۲۰۲۔

ربیع الاوّل ۱۱ھ مین آنحضرت صلعم نے انتقال فرمایا، اوس وقت حضرت نعمان کا سن ۰ سال، ماہ کا تھا،

حضرت علی علیہ السلام کے عہد خلافت مین امیر معاویہ سے جنگ چھڑی تو نعمان نے انھین کا ساتھ دیا، اور یہ نہایت عجیب بات تھی، انصار مین یہی ایک دو صاحب امیر معاویہ کے طرفدار تھے، چنانچہ نعمان کے متعلق صاف طور پر مذکور ہے ~~کہ وہ ان کو دوست رکھتے تھے~~، چنانچہ صاحب اسد الغابہ لکھتے ہین[1]،

وکان ہواہ مع معاویۃ ومیلہ الیہ والی ابنہ یزید یعنے وہ معاویہ اور یزید دونون کی طرف مائل تھے،

امیر معاویہ نے اس کے صلہ مین ان کو جلیل القدر عہدے دئیے، عین التمر مین جناب امیر کی طرف سے مالک بن کعب ارحبی حاکم تھے، امیر معاویہ نے ان کو بھیجکر وہان کے اسلحہ خانہ پر حملہ کرایا[2]، فضالہ بن عبید کے بعد دمشق کا قاضی مقرر کیا[3]، اور جب یمن پر تسلط ہوا، تو عثمان بن ثقفی کے بعد وہان کا والی بنایا، اس بنا پر یمن کے (سلطنت امیہ) تیسرے امیر تھے[4]،

۵۹ھ مین امیر معاویہ نے ان کو کوفہ کا حاکم بنایا اور تقریبًا ۹ ماہ تک اس منصب پر مامور رہے، امیر معاویہ کے بعد یزید تخت حکومت پر متمکن ہوا، اس نے حضرت امام حسین علیہ السلام عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر کو بیعت کے لیے مجبور کیا، حضرت امام حسین علیہ السلام نے بیعت سے صاف انکار کیا، اور ادھر کوفہ سے شیعیان علی کے خطوط پہنچ رہے تھے، جن مین اونکی خلافت پر آمادگی ظاہر کی گئی تھی، چنانچہ آپ نے حضرت مسلم بن عقیل کو تفتیش حالات کے لیے کوفہ روانہ فرمایا، مسلم کوفہ پہنچے تو شہر کا بڑا حصہ ان کے ساتھ تھا، ۱۲ ہزار آدمیون نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی، حضرت نعمانؓ کو تمام خبرین پہونچ رہی تھین، تاہم وہ جگر گوشۂ رسول کے

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۲۳ جلد ۵، [2] یعقوبی صفحہ ۲۲۸ جلد ۲، [3] ایضاً صفحہ ۲۳۰، [4] ایضاً صفحہ ۲۴۰،

معاملہ مین خاموش رہنا پسند کرتے تھے،

لیکن جب مختار بن ابی عبید کے مکان مین شیعون کا اجتماع ہوا اور نقض بیعت کی تیاریان ہوئین تو نعمان نے منبر پر ایک پُر زور خطبہ دیا جو درج ذیل ہے،

اما بعد! فاتقوا الله عباد الله ولا تسارعوا
الى الفتنة والفرقة! فان فيهما يهلك
الرجال وتسفك الدماء وتغصب الاموال
انى لم اقاتل من لم يقاتلنى ولا اثب على من لا
يثب على ولا اشاتمكم ولا اتحرش بكم ولا
اخذ بالقرف ولا الظنة ولا التهمة ولكنكم
ان ابديتم صفحتكم لى ونكثتم بيعتكم وخالفتم
امامكم فوالله الذى لا اله غيره لاضربنكم
بسيفى ما ثبت قائمه فى يدى ولو لم يكن
لى منكم ناصر، اما انى ارجوان يكون من
يعرف الحق منكم اكثر ممن يرديه الباطل،

لوگو! خدا سے ڈرو اور فتنہ اور اختلاف پیدا کرنے
مین جلدی نہ کرو، کیونکہ اس مین آدمی ضائع ہوتے
ہین، خون ریزیان ہوتی ہین اور مال غصب کئے جاتے
ہین، جو شخص مجھ سے نہ لڑے گا مین بھی اوس سے نہ لڑونگا
نہ تم کو بُرا کہونگا نہ آپس مین جنگ و جدل پیدا کرونگا،
نہ سوء ظن اور تہمت مین اخذ کرونگا لیکن اگر
تم نے علانیہ میری نافرمانی کی بیعت توڑ دی اور
بادشاہ سے مخالفت شروع کی تو خدا کی قسم جب تک
میرے ہاتھ مین تلوار رہے گی تم کو مارونگا،
خواہ تم مین کا ایک شخص بھی میری مدد نہ کرے، ہان
مجھے امید ہے کہ تم مین باطل کے بنسبت حق کے پہچاننے
والے زیادہ موجود ہین،

〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

عبد اللہ بن مسلم حلیف بنی امیہ بھی مجمع مین موجود تھا، والی حکومت کا یہ تساہل دیکھکر جوش مین اُٹھا اور کہا آپ کی رائے اس معاملہ مین نہایت کمزور ہے، یہ نرمی کا وقت نہین اِس وقت آپ کو دشمن کے مقابلہ مین سخت ہونا چاہیئے، حضرت نعمانؓ نے فرمایا "مین خدا کی معصیت مین قوی ہونے سے اوس کی اطاعت مین کمزور رہنا زیادہ پسند کرتا ہون اور

جس پردہ کو خدا نے لٹکا دیا ہی مین اوس کا چاک کرنا مناسب نہین سمجھتا، عبداللہ نے وہان سے آکر یزید کو خط لکھا کہ مسلم نے کوفہ آکر تسلط کر لیا، اگر آپ کو یہان حکومت کی ضرورت ہی تو کسی قوی شخص کو بھیجیے کہ آپ کے احکام نافذ کر سکے، نعمان بالکل بودے شخص ہین یا عمداً کمزور بن رہے ہین، عبداللہ کے ساتھ عمارہ بن عقبہ، عمر بن سعد بن ابی وقاص نے بھی اسی مضمون کے خطوط روانہ کیے، یزید نے عبیداللہ بن زیاد کو کوفہ کا حاکم بنایا اور نعمان شام چلے گئے[1]،

یہ سنہ ۶۰ھ کا واقعہ ہی،

اس کے بعد حمص کے امیر مقرر ہوئے، اور یزید کی وفات تک اسی عہدہ پر قائم رہے، سنہ ۶۴ھ مین جب معاویہ بن یزید کا انتقال ہوگیا تو عبداللہ بن زبیر کی بیعت کی اہل شام کو دعوت دی، اور اون کی طرف سے حمص کے حاکم مقرر ہوئے، بعض روایتون مین ہی کہ انھون نے پیشتر ابن زبیر کی بیعت لی بعد مین خود اپنی بیعت[2] لینا شروع کی، لیکن یہ روایت قرین قیاس نہین، اگر یہ واقعہ ہوتا تو تاریخ اور رجال مین اس کا تذکرہ ہوتا لیکن اکثر تذکرے اس ذکر سے بالکل ساکت ہین،

نعمان کی طرح اور لوگ بھی شام مین ابن زبیر کے طرفدار ہوگئے تھے، مروان نے یہ دیکھکر شام کا سفر کیا اور ایک لشکر فراہم کر کے ضحاک بن قیس کے مقابلہ کو بھیجا، ضحاک بن زبیر کی طرف سے بعض اضلاعِ شام کے حاکم تھے نعمان کو خبر ہوئی تو شرحبیل بن ذوالکلاع کے ماتحت کچھ فوج ضحاک کی مدد پر روانہ کی، مرج راہط ایک مقام پر لڑائی پیش آئی جس مین ضحاک کو شکست ہوئی، نعمان کو معلوم ہوا تو خوف کی وجہ سے رات کو حمص سے کوچ کیا، مروان نے خالد بن عدی الکلاعی کو چند سوار دیکر تعاقب کے لیے بھیجا،

---

[1] طبری صفحہ ۲۲۰ و ۲۲۸ و ۲۲۹ جلد ۷، [2] اصابہ صفحہ ۲۴۰ جلد ۶،

وفات، حمص کے نواح مین بیرآن ایک گانون ہی، وہان سامنا ہوا، خالد نے نعمان کو قتل کر کے سر کاٹا اور اون کے اہل وعیال کو گرفتار کر کے مروان کے پاس حاضر ہوا، بیوی اپنے شوہر کے پُر عبرت انجام کا تماشہ دیکھ چکی تھی، درخواست کی کہ ان کا سر میری گود مین دیدو کیونکہ مین اس کی سب سے زیادہ مستحق ہون، لوگون نے سر اون کی گود مین ڈالدیا، یہ اوائل ۶۵ھ کا واقعہ ہی، اس وقت حضرت نعمانؓ کی عمر ۶۴ سال کی تھی،

اہل وعیال، ان کی بیوی جن کا ابھی ذکر ہوا خاندان کلب سے تھین، انکا عجیب قصہ مشہور ہے، امیر معاویہ کے محل مین تھین، انھون نے ایک روز یزید کی مان میسون سے کہا کہ تم اس عورت کو جاکر دیکھو، میسون نے دیکھکر بیان کیا کہ حُسن وجمال کے لحاظ سے اپنا نظیر نہین رکھتی، لیکن اس کی ناف کے نیچے ایک تل ہی، اسلیئے یہ اپنے شوہر کا سر اپنی گود مین لے گی، چنانچہ حبیب بن مسلمہ نے ان سے نکاح کیا اور طلاق دی، پھر نعمان نے نکاح کیا اور قتل ہونے کے بعد میسون کی پیشینگوئی کے مطابق اوس کی گود مین سر رکھا گیا،[1]

اولاد مین تین لڑکے مشہور ہین اور وہ یہ ہین، محمد، بشیر، یزید،

فضل وکمال، حضرت نعمانؓ کو حدیث وفقہ سے کامل واقفیت تھی، اور اگرچہ انتظام ملک، اقامت امن، اور دوسری ذمہ داریون اور مصروفیتون مین ان علوم کی خدمت کا موقع نہ تھا، تاہم دار الامارت فقہ وحدیث کا مخزن بن گیا تھا، ہزارون مقدمات فیصلہ کے لیئے پیش ہوتے تھے، جن کو انھین علوم کی وساطت سے فیصل کیا جاتا تھا،

حضرت نعمانؓ اگرچہ عہد نبوت مین ہشت سالہ تھے، تاہم بہت سی حدیثین یاد تھین، بعد مین حضرت عمرؓ اور حضرت عائشہؓ کے فیض صحبت سے مشرف ہوئے، اپنے مامون حضرت

---

[1] یہ واقعات یعقوبی صفحہ ۳۰۵ جلد ۲ و استیعاب صفحہ ۳۱۰ جلد ا سے لیئے گئے ہین۔

ابن رواحہؓ سے بھی حدیث سُنی،

بیان حدیث مین اگرچہ نہایت محتاط تھے، تاہم ان کی سند سے ۱۲۴ روایتین منقول ہین، فیصلے کے وقت حدیث کا حوالہ دیتے تھے، ایک مرتبہ ایک مقدمہ پیش ہوا تو فرمایا کہ مین تیرا فیصلہ اسی طرح کرونگا جس طرح آنحضرت صلعم نے ایک شخص کا فیصلہ کیا تھا[۱]،

بعض وقت مسائل بھی بتلاتے تھے، اور اس کا زیادہ تر خطبون مین اتفاق ہوتا تھا، خطبے مذہبی اور سیاسی دونون قسم کے ہوتے تھے، اور نہایت فصیح و بلیغ ہوتے تھے، طرزِ ادا اور اندازِ تعبیر پر جو قدرت تھی، اس کو سماک بن حرب نے اِن الفاظ مین بیان کیا ہے "مین نے جن لوگون کے خطبے سُنے اون مین نعمان کو سب سے بڑھکر پایا[۲]، خطبہ مین محل و مقام کے مناسب اعضاء کو حرکت دیتے تھے، ایک مرتبہ کہا کہ "مین نے رسول اللہ صلعم سے سُنا ہے" تو اِس لفظ پر انگلی سے کانون کی طرف اشارہ کیا[۳]،

آنحضرت صلعم اور اپنے زمانہ کی معاشرت کا نقشہ اِن الفاظ مین کھینچا،

ما کان نبیکم یشبع منه الدقل وما ترضون دون الوان التمر والزبد[۴]،

تم مختلف اقسام کے چھوہارون اور مکھن پر بھی راضی نہین، حالانکہ پیغمبر صاحب ردی چھوہارون سے بھی سیر نہ ہوتے،

ایک مرتبہ منبر پر خطبہ دیا اور اس مین جماعت کو رحمت اور فرقت کو عذاب بناکر پیش کیا تو یہ اثر ہوا کہ ابو امامہ باہلی اُٹھے اور مجمع کو مخاطب کرکے کہا علیکم بالسواد الاعظم[۵]

اِن مواقع پر جن لوگون کو حدیثین سننے کا اتفاق ہوا اون کی تعداد ہزارون سے

---

[۱] مسند ابن حنبل صفحہ ۲۷۲ جلد ۴، [۲] تہذیب التہذیب صفحہ ۴۴۰ جلد ۱۰، [۳] مسند صفحہ ۲۶۹ جلد ۴،

[۴] ایضاً صفحہ ۲۶۸، [۵] ایضاً صفحہ ۲۷۰،

متجاوز ہی، لیکن وہ لوگ جو تلامذۂ خاص کا درجہ رکھتے ہین، حسب ذیل ہین جبل عزود ر،
شعبی، حمید بن عبد الرحمن، خثیمہ، سماک بن حرب، سالم بن ابی الجعد، [illegible]
سبیعی، عبد الملک بن عمیر، سبیع کندی، حبیب بن سالم (نعمان کے میر منشی تھے تہذیب
جلد ۱۰) عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ، عروہ بن زبیر، ابو قلابۃ الجرمی، ابو [illegible]
غیراز بن حریث، مفضل بن مہلب بن ابی صفرہ، ازہر بن عبد اللہ حرازی، کو س
نثر کے ساتھ نظم مین بھی دخل تھا، یہ اشعار انھین کی طرف منسوب ہین،

وانی لاعطی المال من لیس سائلا　　وادرک للمولی المعاند بالظلم
وانی متی ما یلقنی صارما له　　فما بیننا عند الشدائد من جرم
فلا تعدد المولی شریکک فی الغنی　　ولکنما المولی شریکک فی العدم
اذا مت ذو القربی الیک برحمة　　وغشک واستغنی فلیس بذی رحم
ومن ذاک للمولی الذی یستخفه　　اذاک ومن یرمی العدو الذی ترمی

اخلاق، حضرت نعمانؓ شور و شر، فتنہ و فساد اور دیگر انقلابات مین گھرے رہنے کے باوجود جبر و ظلم روا نہ رکھتے تھے، وہ نہایت نرم دل اور رحیم تھے اور شورش کے مواقع پر سختی کے بجائے لطف و کرم سے کام لیتے تھے، مورخ طبری لکھتے ہین،

کان حلیماً ناسکا یحب العافیہ　　وہ بردبار، عابد، اور عافیت پسند تھے،

مسلم بن عقیل کا واقعہ اور اس کے متعلق حضرت نعمانؓ کا خطبہ اوپر نقل ہوچکا قیس بن الہیثم کو ایک خط لکھا تو اوس مین تحریر فرماتے ہین" تم نہایت بدبخت بھائی ہو، ہم رسول اللہ صلعم کو دیکھا اور آپ سے حدیث سُنی، تم نے نہ دیکھا نہ حدیث سُنی، آپ نے فرمایا ہو کہ قیامت کے

---

[1] طبری صفحہ ۲۳۸ جلد ۷،

یرہ وتار فتنے اُٹھین گے جن مین آدمی صبح کو مسلمان ہوگا تو شام تک

،،اور لوگ دنیا کی تھوڑی منفعت کے لیئے اپنا مذہب بیچ ڈالین گے[1]،،

رمی طبع، جبن و بزدلی کا نتیجہ نہ تھا، وہ حلم وتحمل مین جس طرح یکتا تھے شجاعت

نام ونسب، نعمان نظیر نہ رکھتے،

بن عامرہ سخاوت کا بھی یہی حال تھا، حمص کے والی ہوئے تو اعشی ہمدانی پہونچا اور کہا کہ مین نے یزید سے مدد کی درخواست کی تھی، لیکن اُس نے نہ سُنی، اب تمہارے پاس آیا ہون کہ کچھ قرابت کا پاس کرو، اور میرا قرض ادا کرو، نعمان کے پاس کچھ نہ تھا، قسم کھا کر کہا میرے پاس کچھ نہین، پھر کچھ سوچکر کہا "ہنہ!" اور منبر پر کھڑے ہوکر ۲۰ ہزار کے مجمع مین ایک خطبہ دیا جس کا مضمون حسب ذیل ہی،

"لوگو! اعشی ہمدان تمہارے ابن عم ہین، مسلمان اور عالی خاندان ہین، ان کو روپیہ کی ضرورت ہی اور تمہارے پاس اسی غرض سے وارد ہوئے ہین، اب بتلاؤ کیا رائے ہی؟" تمام مجمع نے یکزبان ہوکر کہا "جو آپ کا حکم ہو"، فرمایا "نہین، مین کچھ حکم نہین دیتا"، کہا "تو فی کس ایک دینار" (۵ روپیئے) فرمایا "نہین دو شخصون مین ایک دینار" سب نے منظور کیا تو کہا کہ ان کو بیت المال سے اس وقت دیئے دیتا ہون جب تنخواہ کا روپیہ برآمد کرون گا تو وضع کر دیا جائے گا، حضرت نعمانؓ نے ۱۰ ہزار دینار[2] (۵۰ ہزار روپیہ) دیئے تو اعشی سراپا شکر و امتنان تھا چنانچہ حسب ذیل اشعار مدح مین کہے،

فلم ار للحاجات عند انکماشھا کنعمان اعنی ذ الندی ابن بشیر

حاجتون کے پیش آنے کے وقت مین نے سخی نعمان بن بشیر کی طرح کسی کو نہین دیکھا،

---

[1] مسند صفحہ ۲۷۷ جلد ۴ [2] یہ استیعاب کی روایت ہی اسد الغابہ مین ۴ ہزار دینار لکھا ہی، اس حساب سے دو لاکھ روپیہ ہوئے

اذا قال ادنی بالمقال ولم یکن   کمدل الی الاقوا

جب وہ کچھ کہتے ہین، تو اپنے قول کو ایفا کرتے ہین   اوس شخص کی طرح نہین جو لوگون کی

فلولا اخوا الانصار کنت کنازل   ثوی لم ینقلب

اگر یہ انصاری نہ ہوتے تو مین اوس شخص کی طرح   ہوتا جو کہین اتر کر ٹھہر

متی اکفر النعمان لم اک شاکرا   ولا خیر فیمن لم یکن بشا

جب مین نعمان کا کفران کرون تو مجھ مین احسانمندی کا مادہ نہین   کہ جو شکر گذار نہین اوس مین کوئی بھلائی

M. U. INTER COLLEGE
...: Societies Library
ALIGARH.

حضرت نعمان بن عجلانؓ

نام ونسب، نعمان نام، خاندان زریق سے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہی نعمان بن عجلان بن نعمان بن عامر بن زریق، اپنی قوم کے سردار تھے، اور انصار کی عمومی سیادت کی وجہ سے گویا اونکی زبان بن گئے تھے،

حالات، آنحضرت صلعم کے زمانۂ مبارک مین بیمار ہوئے تو آپ خود عیادت کو تشریف لائے اور صحت کی دعا فرمائی[1]،

جناب امیر علیہ السلام کے عہدِ خلافت مین بحرین کے عامل ہوئے، سعد بن عبادہ اور ابن عباس کی طرح شاید وہ بھی خلافت کو اپنا حق سمجھتے تھے، چنانچہ اپنے خاندان کا جو شخص پہونچتا اوس کو انعام واکرام سے مالا مال کردیتے، ایک شاعر نے اس واقعہ کو نظم کردیا ہی،

وفات، حضرت علیؓ یا امیر معاویہ کے زمانۂ خلافت مین وفات پائی،

اہل وعیال، اہل وعیال کی تفصیل معلوم نہین، اتنا معلوم ہی، کہ بیوی کا نام خولہ بنت قیس تھا اور انصار سے تھین، پہلے حضرت حمزہ عم رسول اللہ صلعم کو منسوب تھین، انکی شہادت کے بعد انکے نکاح مین آئین،

حلیہ، حلیہ یہ تھا، پست قد، سُرخ رنگ، لوگ ان کو کم رو سمجھتے تھے،

فضل وکمال، شاعر تھے اور شعر اچھے کہتے تھے، عہدِ خلافت اور انصار کے نمایان کارنامون کو نظم کا جامہ پہنایا ہی، جو اور کتابون مین منقول ہی،

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۲۶ جلد ۵،

حضرت ہلال بن امیہؓ

نام ونسب، قبیلۂ اوس کے خاندان واقف سے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہے، ہلال بن امیہ بن عامر بن قیس بن عبد الاعلم بن عامر بن کعب بن واقف (مالک) بن امراء القیس بن مالک بن اوس،

والدہ کا نام انیسہ تھا، اور حضرت کلثوم بن الہدمؓ جن کے مکان مین آنحضرت صلعم نے ہجرت کے وقت قیام کیا تھا، اون کی ہمشیر تھین،

اسلام، عقبۂ ثانیہ کے بعد مسلمان ہوئے، اور خاندان واقف کے بت توڑے،

غزوات اور عام حالات، بدر اور احد مین شرکت کی، فتح مکہ مین واقف کے علمبردار ہوئے، غزوۂ تبوک مین شریک نہ ہوئے، آنحضرت صلعم واپس آئے تو انھون نے جاکر صاف صاف کہا کہ مجھے کوئی عذر نہ تھا اور باینہمہ بیٹھا رہا، آنحضرت صلعم نے ان سے لوگون کو بات چیت کرنے کی ممانعت فرمادی، گھر مین بیٹھ رہے، اور رات دن گریہ وزاری مین بسر کی، ۴۰ دن گذرنے پر آنحضرت صلعم کا حکم پہونچا کہ اپنی بیوی سے علیحدہ ہوجاؤ، اون کی بیوی حاضر خدمت ہوئین اور عرض کی کہ ہلال بہت بوڑھے ہین، اور اون کے پاس خدمت کے لیے کوئی آدمی نہین کیا اس صورت مین مین اون کی خدمت کرسکتی ہون، فرمایا ہان لیکن ہمبستر نہ ہونے پائین، بولین اس کا احتمال بھی نہین ہے، ۱۰ روز کے بعد جب ۵۰ دن پورے ہوئے تو توبہ قبول ہوئی اور یہ آیت اتری وعلی الثلثۃ الذین خلفوا[1]

---

[1] صحیح بخاری صفحہ [illegible]

غالباً اس واقعہ کے بعد لعان کا واقعہ پیش آیا، شریک بن سحماء ایک شخص تھے، ہلال کو اپنی بیوی کی نسبت اون کی طرف سے شبہہ ہوا، آنحضرت صلعم سے بیان کیا کہ یہ معاملہ ہے ارشاد ہوا "دو صورتین ہین، یا تو ثبوت پیش کرو یا اپنی پیٹھ پر دُرّے کھاؤ" ہلال نے کہا "کیا خوب! ایک شخص اپنی بیوی کے پاس دوسرے کو دیکھے اور پھر ثبوت بھی تلاش کرتا پھرے" آنحضرت صلعم نے وہی جملہ پھر دوہرایا، تو ہلال بولے "اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق و صداقت کے ساتھ مبعوث کیا، مین قول مین بالکل سچا ہون، اور امید ہے کہ خدا ایسی آیتین نازل کریگا جس سے میری پیٹھ حد سے بچ جائیگی"، اس کے بعد آیت لعان (وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَھُمْ) اتری تو آنحضرت صلعم نے ہلال کو بلا کر "اشھد" کے لفظ سے دعویٰ سنا اور فرمایا "تم دونون مین ایک یقیناً جھوٹا ہے، لیکن توبہ بہرحال بہتر ہے، دیکھین اس کی بھی کسی کو توفیق ہوتی ہے"، ہلال کے بعد اون کی بیوی کھڑی ہوئی اور انھین الفاظ کے ساتھ اپنی برأت کا اظہار کیا، پانچوین مرتبہ لوگون نے روکا، اور وہ یہ کہتی ہوئی واپس گئی کہ "مین اپنی قوم کو کبھی رسوا نہین کر سکتی" ارشاد ہوا دیکھنا! اگر سُرمگین چشم، پر گوشت سرین اور موٹی پنڈلیون والا لڑکا ہو تو شریک کا سمجھا جائیگا، چنانچہ شریک کا ہمصورت لڑکا پیدا ہوا، آنحضرت صلعم کو معلوم ہوا تو فرمایا۱؎ "کیا کہون؟ کتاب الٰہی کا معاملہ ہے ورنہ آج اسے بتلاتا"،

اوپر گذر چکا ہے کہ یہی عورت جب آنحضرت صلعم سے اپنے شوہر کی خدمتگذاری کی اجازت لینے آئی تھی تو آپ کے استفسار پر کہا تھا،

واللہ ما بہ حرکتہ الیٰ شی   میرا شوہر کسی قسم کی حرکت کے قابل نہین،

اس لحاظ سے حضرت ہلالؓ کا خیال بالکل صحیح تھا، چنانچہ ایسا ہی واقع بھی ہوا،

۱؎ صحیح بخاری صفحہ ۶۹۵ جلد ۲،

وفات، سنہ وفات صحیح طور پر متعین نہین، ابن شاہین نے لعان کے قصہ کو جس سلسلہ سے روایت کیا ہی اُس مین اخیر نام عکرمہ کا ہی جنھون نے ہلال سے بلا واسطہ اِس قصہ کو سُنا، اگر یہ صحیح ہی تو ہلال نے، امیر معاویہ کے زمانہ مین قضا کی،

اخلاق، صحیح بخاری مین کعب بن مالک سے روایت ہی کہ ہلال اور فلان دونون نہایت صالح تھے[1]، اور درحقیقت بنو سلمہ کے بُت توڑنا، تبوک مین اور لوگون کے برخلاف جھوٹ اور بہانہ سے گریز کرنا، اپنی بیوی کے واقعہ مین صاف گوئی سے کام لینا، اِن کے جوش ایمان زہد و تقویٰ اور راستبازی و صداقت کلی نہایت روشن علامات ہین،

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۶۳۵ جلد ۲،

حلفائے انصار

یعنی

وہ لوگ جو قبائلِ انصار کے ہم معاہدہ تھے

حضرت ابو بردہ بن نیارؓ

نام و نسب، ہانی نام، ابو بردہ کنیت، قبیلۂ بلی سے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہے، ہانی بن نیار بن عمرو بن عبید بن کلاب بن دہمان بن غنم بن ذبیان بن ہمیم بن کاہل بن ذہل بن بلی،

اسلام، عقبۂ ثانیہ مین مسلمان ہوئے،

غزوات، بدر، اُحد، خندق، اور تمام غزوات مین شرکت کی، غزوۂ اُحد مین مسلمانون کے پاس صرف دو گھوڑے تھے، جن مین ایک ابو بردہؓ کا تھا، فتح مکہ مین بنو حارثہ کا علم اِن کے پاس تھا،

عہدِ نبوت کے بعد حضرت علی علیہ السلام کی تمام لڑائیون مین شریک رہے،

وفات، امیر معاویہ کے زمانۂ خلافت مین سنہ ۴۱ھ مین وفات پائی،

اولاد، کوئی اولاد نہین چھوڑی،

فضل و کمال، البتہ معنوی اولاد بہت سی ہین، اور اون مین سے بعض کے نام یہ ہین، براء بن عازبؓ (بھانجے تھے) جابر بن عبد اللہؓ، عبد الرحمٰن بن جابرؓ، کعب بن عمیر

له ماخوذ از کتب رجال،

بن عقبہ بن نیار، نصر بن سیار، بشیر بن یسار،

روایتون کی تعداو (۲۰) ہی،

حضرت ثابت بن وحداح رض

نام ونسب، ثابت نام، ابوالدحداح کنیت، قبیلۂ بلی کے خاندان انیف یا عجلان سے تھے، اور عمرو بن عوف کے حلیف تھے، سلسلۂ نسب یہ ہے ثابت بن وحداح بن نعیم بن غنم بن ایاس

اسلام، ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے،

غزوات، غزوۂ اُحد مین نمایان شرکت کی، جنگ کی شدت سے جب مسلمانون کے پانون اُکھڑے تو انھون نے بڑھکر انصار کو آواز دی "اِدھر! اِدھر! ثابت بن وحداح مین ہون اگر محمد قتل ہوئے تو خدا موجود ہے، تم کو اپنے دین کے لیئے لڑنا چاہیئے، خدا فتح و نصرت عطا فرمائے گا،" انصار کے چند جانباز اِس دعوتِ حق کے خیر مقدم کے لیئے بڑھے، قریشِ مکہ کی ایک زبردست جماعت جس مین خالد، عمرو بن عاص، عکرمہ بن ابوجہل، ضرار بن خطاب اور دیگر رؤساے قریش تھے، قریب کھڑی تھی، انھون نے اِن انصار کے ساتھ اِس جماعت پر حملہ کیا، خالد نے بڑھکر نیزہ مارا جس سے حضرت ابو وحداح رض جان بلب ہوکر زمین پر گر پڑے، لوگ اُٹھا کر گھر لائے اور علاج شروع کیا، خون بند ہوگیا، لیکن غزوۂ حدیبیہ کے بعد زخم پھٹا اور اوس کے صدمہ سے وفات پائی، یہ ٦ھ کا واقعہ ہے،

وفات، آنحضرت صلعم صحابہ کے ہمراہ جنازہ مین تشریف لائے، اور دفن کرنیکے بعد گھوڑا منگا کر سوار ہوئے، اِس موقع پر آپ نے فرمایا، جنت مین چھوہارے کی کتنی شاخین ابن وحداح کے واسطے لٹکائی گئی ہین، [1]

---

[1] صحیح مسلم صفحہ ۳۵۶ جلد ۱،

اِس کے بعد عاصم بن عدی کو طلب فرمایا اور پوچھا تم لوگون سے کچھ قرابت تھی؟ بولے نہین، ابو البابہ بن عبد المنذر اِن کے بھانجے تھے، آنحضرت صلعم نے ترکہ اِن کے حوالہ کیا[1]،

اہل وعیال کوئی اولاد نہ تھی، بیوی کا نام ام دحداح تھا، مسند کی ایک حدیث مین انکا ذکر ہے،

اخلاق جوشِ ایمان نہایت نمایان تھا، جب آیت "من ذالذی یقرض اللّٰہ قرضاً حسنا فیضاعفہ لہٗ" نازل ہوئی تو آنحضرت صلعم سے کہا، خدا ہم سے قرض مانگتا ہے؟ فرمایا ہان حضرت ابو دحداح رضؓ نے اپنا مال صدقہ کیا[2]،

ایک شخص اپنے باغ کی دیوار اُٹھانا چاہتا تھا، بیچ مین دوسرے کا درخت پڑتا تھا، آنحضرت صلعم سے کہا کہ وہ درخت مجھکو دلوا دیجیے، آپنے اُس کو بُلا کر فہمایش کی اوس نے انکار کیا، تو فرمایا اس کے عوض جنت مین ایک درخت لو، وہ اوس پر راضی نہ ہوا، حضرت ابو دحداح رضؓ نے سُنا تو اوس کے پاس گئے اور کہا کہ مجھ سے دیوار لے لو اور اپنا درخت میرے ہاتھ فروخت کر دو، اوس نے منظور کیا تو آنحضرت صلعم کے پاس پہونچے اور اِس واقعہ سے آگاہ کیا، آپ نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ابو دحداح کے لیے جنت مین کتنے درخت ہین،

حضرت ابو دحداح آنحضرت صلعم کے پاس سے باغ آئے اور بیوی سے کہا یہان سے نکل جاؤ مین نے یہ باغ جنت کے ایک درخت کے معاوضہ مین بیچ ڈالا، شوہر کی طرح بیوی بھی نہایت سعادتمند تھی، خوشی سے اِس واقعہ کو سُنا اور بولی کہ یہ نہایت نفع کا سودا ہے[3]،

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۱۸۵ جلد ۵، [2] اسد الغابہ صفحہ ۱۸۵ و اصابہ صفحہ ۵۰ جلد ۷، [3] اصابہ صفحہ ۵۰ جلد ۷،

حضرت حذیفہ بن الیمانؓ

نام ونسب، حذیفہ نام، ابو عبد اللہ کنیت، صاحب السر لقب، قبیلۂ غطفان کے خاندان عبس سے ہین، نسب نامہ یہ ہے، حذیفہ بن حسیل بن جابر بن عمرو بن ربیعہ بن قروہ بن حارث بن مازن بن قطیعہ بن عبس بن بغیض بن ریث بن غطفان العبسی، والدہ کا نام رباب بنت کعب بن عدی بن عبد الاشہل تھا،

حضرت حذیفہؓ کے والد اپنی قوم کے کسی شخص کو قتل کرکے مدینہ آئے، اور یہین سکونت اختیار کی، عبد الاشہل کے خاندان سے حلف کا تعلق ہوا، پھر بعد مین قرابت بھی کرلی، کہتے ہین کہ چونکہ اوس وخزرج کا تعلق یمن سے تھا، اسلئے اِن کی قوم نے اِن کا نام یمان رکھدیا[1]، عبد الاشہل مین جو نکاح کیا تھا اس سے حسب ذیل اولاد پیدا ہوئی، حذیفہ، سعد، صفوان، مدلج، لیلےٰ[2]، یہ لوگ اولادِ یمان کے نام سے مشہور ہوئے،

اسلام، والدین نے اِسلام کا زمانہ پایا، اور مشرف بہ اِسلام ہوئے، بھائی بہنون مین حضرت حذیفہ اور صفوان کو یہ سعادت میسر ہوئی، اوس وقت آنحضرت صلعم مکہ مین اقامت گزین تھے، حضرت حذیفہؓ ہجرت کرکے مکہ پہونچے اور آنحضرت صلعم نے ہجرت اور نصرت کے متعلق رائے طلب کی، آپ نے ہجرت کے بجائے نصرت کو اون کے لیے تجویز فرمایا[3]،

غزوات، اگرچہ غزوۂ بدر مین شریک نہ ہوسکے تاہم اپنے باپ کے ساتھ غزوہ کے ارادہ سے نکلے تھے، لیکن راستہ مین کفارِ قریش نے روکا کہ محمدؐ کے پاس جانے کی اجازت نہین

---

[1] اصابہ صفحہ ۳۳۲ جلد ۱، [2] طبقات صفحہ ۲۳۴ جلد ۸، [3] اسد الغابہ صفحہ ۳۹۱ جلد ۱،

بولے کہ محمدؐ کے پاس نہین بلکہ مدینہ جاتے ہین، چنانچہ ان لوگون نے اس شرط پر چھوڑا کہ لڑائی مین محمدؐ کی طرف سے شریک نہ ہون، انھون نے خدمت اقدس مین پہونچکر ساری داستان سنائی ارشاد ہوا، کہ اپنے عہد پر قائم رہو اور مکان واپس جاؤ، باقی فتح و نصرت تو وہ خدا کے ہاتھ ہے، ہم اُسی سے طلب بھی کرینگے[1]،،

غزوۂ اُحد مین شریک ہوئے، والد بھی موجود تھے، اور ثابت بن وقش کیساتھ عورتون کی حفاظت پر متعین تھے[2]، جب مشرکین نے شکست کھا کر راہِ فرار اختیار کی، کسی شیطان نے آواز دی، دیکھنا! مسلمان پہونچگئے، چنانچہ مشرکین کا ایک دستہ پلٹ پڑا، مسلمانون کی ایک جماعت سے ڈبھیڑ ہوگئی، حضرت حذیفہؓ کے والد درمیان مین تھے، یہ دیکھکر کہ اون کی خیر نہین حذیفہ نے آواز دی "خدا کے بندو! یہ میرے باپ ہین" لیکن وہان کون سنتا تھا، ایک مسلمان نے نادانستہ قتل کردیا، حضرت حذیفہؓ کو معلوم ہوا تو انتہائی حلم و عفو سے کام لیکر کہا یَغفِرُ اللّٰہُ لَکُم، خدا تم لوگون کی مغفرت کرے[3]، آنحضرت صلعم کو خبر ہوئی تو اپنی جیب خاص سے حذیفہ کو دیت عطا کی، اور اس فعل کو بنظرِ استحسان دیکھا[4]،

غزوۂ خندق مین نمایان حصہ لیا، قریش مکہ جس سرو سامان سے اُٹھے تھے اس کا یہ اثر تھا کہ مدینۂ منورہ کی بنیادین ہل گئین، مدینہ کے چارون طرف کوسون تک آدمیون کا ٹڈی دل پھیلا ہوا تھا، آنحضرت صلعم نے جناب باری مین دعا کی اور مدینہ کی حفاظت کے لیے خندق کھدوائی، ایک رات عجیب واقعہ پیش آیا، جو مسلمانون کے حق مین تائید غیبی سے کم نہ تھا، قریش کا لشکر جنگل مین خیمہ زن تھا، چنانچہ نہایت تیز و تند ہوا چلی جس سے طنابین اُکھڑ گئین، انڈیان اوندھ گئین، اور سردی نہایت تیزی سے چمک اُٹھی، ابوسفیان نے کہا اب

---

[1] صحیح مسلم صفحہ ۸۹ جلد ۲، [2] اصابہ صفحہ ۱۳ جلد ۲، [3] صحیح بخاری صفحہ ۵۸۱ جلد ۲، [4] اصابہ صفحہ ۱۴ جلد ۲،

خبر نہین یہان سے فوراً کوچ کرنا[1] چاہیئے، آنحضرت صلعم کو ان لوگون کی فکر تھی ارشاد ہوا "کوئی جاکر مشرکین کی خبر لائے، تو اوس کو قیامت مین اپنی معیت کی بشارت سُناتا ہون،، سردی اور ہوا کی شدت سے کوئی شخص ہامی نہین بھرتا تھا، آپ نے ۳ مرتبہ یہی جملہ دُہرایا، لیکن کسی طرف سے جواب مین کوئی صدا نہ اُٹھی، چوتھی بار آپ نے خذیفہ کا نام لیا کہ "تم جاکر خبر لاؤ" چونکہ نام لیکر پکارا تھا اسلیئے تعمیلِ ارشاد مین اب کیا چارہ تھا، اپنی جگہ سے اُٹھے، ارشاد ہوا دیکھو "مشرکین کو میری طرف سے خوف نہ دلانا،، یعنی موقع پاکر کسی پر حملہ نہ کردینا، حضرت حذیفہؓ تیز چال چلے، پہونچکر دیکھا کہ ابوسفیان پیٹھ سینک رہا ہی، تیر وکمان لیکر چاہا کہ خاتمہ کردین، لیکن پھر آنحضرت صلعم کا قول یاد آیا اور اپنے ارادے سے باز آئے، واپس ہوئے تو آنحضرت صلعم ابتک نماز مین مصروف تھے، فارغ ہوکر خبر سُنی اور اپنا کمبل اوڑھایا، حضرت حذیفہؓ نہین شب باش ہوئے، صبح ہوئی تو فرمایا قم یا نومان[2]! اے سونے والے اب اُٹھ،

خندق کے بعد دیگر غزوات اور واقعات مین بھی شرکت کی،

عام حالات، عہد نبوت کے بعد عراق کی سکونت اختیار کی، اور کوفہ نصیبین اور مدائن مین اقامت گزین ہوئے، نصیبین مین کہ جزیرہ کا ایک شہر تھا شادی بھی[3] کی،

عراق کے اضلاع فتح ہونے پر حضرت عمرؓ نے وہان بندوبست کا ارادہ کیا، تو دو مہتمم مقرر کیئے، علاقہ فرات کے حضرت عثمان بن حنیفؓ، اور نواحِ دجلہ کے حضرت حذیفہؓ افسر[4] ہوئے، حضرت حذیفہؓ کی رعایا نہایت بے ایمان اور شریر تھی، اوس نے کوئی مدد نہ دی بلکہ اُلٹے مسخرہ پن کیا،

---

[1] طبقات صفحہ ۵۰ جلد ۶ قسم ۱، [2] صحیح مسلم صفحہ ۹۹ جلد ۲، [3] اسد الغابہ صفحہ ۳۹۱ جلد ۱، [4] کتاب الخراج صفحہ ۲۱،

باایں ہمہ حضرت حذیفہؓ نے تشخیص مین جو سہولت اور آسانی کی تھی اوس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہی کہ جب حضرت عمرؓ سے مدینہ مین ملاقات ہوئی اور انھون نے پوچھا کہ "شاید زمین پر زیادہ بوجھ ڈالا گیا ہی"، تو حذیفہ نے جواب دیا "لقد ترکت فضلاً"[1]، مین نے بہت زیادہ چھوڑ دیا ہی،

سنہ ۲۱ھ[2] مین نہاوند پر فوج کشی کی تیاریان ہوئین اس وقت حضرت حذیفہؓ کوفہ مین مقیم تھے، حضرت عمرؓ کا خط ملا کہ کوفہ کی فوج کو لیکر نکلو، اور نعمان[3] بن مقرن کے لشکر سے ملجاؤ، حضرت نعمانؓ نے نہاوند کے قریب پڑاؤ ڈالا اور فوج کی ترتیب قائم کی، حذیفہ کو میمنہ سپرد کیا، لڑائی شروع ہوئی، اور سخت کشت وخون کے بعد مسلمانون کو فتح میسر ہوئی، اسی مین حضرت نعمانؓ نے شہادت حاصل کی، حضرت عمرؓ نے سائب بن اقرع سے کہا تھا کہ نعمان قتل ہون تو حذیفہ امیر ہین[4]، نعمان نے بھی وفات سے قبل اونکی امارت کی وصیت کی، چنانچہ اون کی شہادت کے بعد جب لوگون کو امیر کی تلاش ہوئی تو معقل نے حذیفہ کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ تمہارے امیر یہ ہین، اور اُمید ہے کہ خدا ان کی آنکھین فتح وظفر کے ذریعہ سے ٹھنڈی کریگا، تمام لشکر نے حضرت حذیفہؓ سے امارت کی بیعت کی اور وہ فوج لے کر نہاوند کی طرف بڑھے[5]،

نہاوند مین ایک آتش کدہ تھا، اس کا موبد خدمت مین حاضر ہوا، اور درخواست کی کہ مجھے امان ملے تو ایک متاع بے بہا کا پتہ دون، حضرت حذیفہؓ نے امان دی، اور اوس نے کسریٰ کے نہایت بیش بہا جواہرات لاکر پیش کیے، حضرت حذیفہؓ نے مال غنیمت تقسیم کرکے پانچوان حصہ مع جواہرات حضرت عمرؓ کی خدمت مین بھیجدیا، حضرت عمرؓ جواہرات دیکھکر غصہ

---

[1] کتاب الخراج صفحہ ۲۱، [2] طبری صفحہ ۲۶۳۲ جلد ۵، [3] طبری صفحہ ۲۶۰۱ جلد ۵، [4] اخبار الطوال صفحہ ۱۴۲، [5] طبری صفحہ ۲۶۰۴ و ۲۶۰۵ جلد ۵،

ہوئے اور ابن ملیکہ سے فرمایا کہ فوراً واپس لیجاؤ اور حذیفہ سے کہو کہ بیچکر فوج مین تقسیم کردین، حضرت حذیفہؓ اوس وقت ماہ (نہاوند) مین مقیم تھے، انھون نے ۴ کرور درہم پر جواہرات فروخت کیے[1]،

اِس موقع پر حضرت حذیفہؓ نے اہل شہر کے نام جو فرمان جاری کیا وہ بتمامہ درج کیا جاتا ہے،

"هذا ما اعطى حذيفة بن اليمان اهل ماه دينار، اعطاهم الامان على انفسهم واموالهم واراضيهم لا يغيرون عن ملة ولا يحال بينهم وبين شرائعهم ولهم المنعة ما ادوا الجزية في كل سنة الى من وليهم من المسلمين على كل حالم في ماله ونفسه على قدر طاقته وما ارشدوا ابن السبيل واصلحوا الطرق وقروا جنود المسلمين من مر بهم فاوى اليهم يوما وليلة ونصحوا فان غشوا وبدلوا فذمتنا منهم بريئة"

حذیفہ بن یمان نے اہل ماہ کو حسب ذیل شرائط پر امان دی، یہ کہ اون کے مذہب سے بالکل تعرض نہ ہوگا اور نہ مذہب بدلنے پر مجبور کیے جائین گے، ان مین ہر بالغ شخص بقدر وسعت سالانہ جزیہ ادا کرے گا، مسافرون سے اچھا برتاؤ کرین گے راستون کو درست رکھین گے، اسلامی لشکر کی جو یہان ٹھہرے گا ایک شبانہ روز ضیافت کرینگے اور سلطنت کے خیرخواہ رہینگے، اِن صورتون مین اون کی جان و مال اور زمین محفوظ رہے گی، اور اگر انھون نے اِس عہد مین خیانت کی اور اون کی روش مین تغیر واقع ہوا تو ہم مسلمان بری الذمہ ہین،

یہ عہدنامہ محرم ۱۹؁ھ مین لکھا گیا اور اس پر قعقاع، نعیم بن مقرن، سوید بن مقرن کی گواہی ثبت کی گئی[2]، آج مہذب ممالک مین اپنے دشمنون کے ساتھ جو عہدنامے کیے جاتے ہین،

---

[1] طبری صفحہ ۲۶۲۷ و ۳۰ جلد ۵، [2] طبری صفحہ ۲۶۳۳ جلد ۵،

انکا اِس عہدنامہ سے مقابلہ کرو، کیا اس عفو و ترحم، اِس درگذر اور اِس رواداری کے باوجود بھی مسلمان متعصب، بے رحم، جابر، اور سخت گیر کے القاب کے سزاوار ہو سکتے ہین؟

نہاوند فتح کرنے کے بعد حذیفہ اپنے سابق عہدہ یعنے بندوبست کی افسری پر واپس آئے،[1]

۲۲ھ مین حسب روایت بلاذری آذربائیجان کا علم ملا، چنانچہ نہاوند سے چلکر اردبیل پہونچے جو آذربائیجان کا دار السلطنت تھا، یہان کے رئیس نے، باجروان، میمند، سراة، سبز، میانج وغیرہ سے ایک لشکر فراہم کرکے مقابلہ کیا اور شکست کھائی پھر ۸ لاکھ درہم سالانہ پر صلح ہوئی، حذیفہ وہان سے موقان اور جیلان پر بڑھے اور فتح حاصل کی اسی اثناء مین دربار خلافت سے ان کی معزولی کا فرمان پہونچا، اور عتبہ بن فرقد ان کی جگہ پر مقرر ہوئے،[2]

اس کے بعد غالباً مدائن کے والی بنائے گئے، حضرت عمرؓ کا قاعدہ تھا کہ عاملون کے فرمان تقرری مین اپنے احکام اور اوس کے فرائض درج کرتے تھے، لیکن حضرت حذیفہؓ کے نام جو فرمان تھا اوس مین صرف یہ لکھا کہ "تم لوگ ان کی اطاعت کرنا اور جو طلب کرین دیدینا" حضرت حذیفہؓ مدائن پہونچے تو معززین شہر نے استقبال کیا، اور جب فرمان امارت پڑھا تو ہر طرف سے صدا بلند ہوئی کہ جو مانگنا ہو مانگئے، ہم لوگ ہر طرح حاضر ہین، حضرت حذیفہؓ نے کہ آنحضرت صلعم اور خلفاء راشدین کے قدم بقدم چلتے تھے فرمایا کہ "مجھے صرف اپنے پیٹ کا کھانا اور گدھے کے چارہ کی ضرورت ہے، جب تک یہان رہونگا تم سے اسی کا طلبگار ہون"، کچھ زمانہ کے بعد حضرت عمرؓ نے دار الخلافت مین طلب فرمایا، خود راستہ مین کسی کی تمام

---

[1] طبری صفحہ ۲۶۳۳ جلد ۵،

[2] یہ تفصیل بلاذری مین ہے، طبری مین حملۂ آذربائیجان [illegible]

چھپ رہے، حذیفہؓ اپنی اسی قدیم شان سے گذرے تو حضرت عمرؓ سامنے آکر لپٹ گئے، اور فرمایا تم میرے بھائی ہو اور مین تمھارا بھائی ہون[1]، اس کے بعد اسی عہدہ پر قائم رکھا،

حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت اور حضرت علیؓ کے ابتدائے زمانۂ خلافت تک اسی منصب پر فائز رہے[2]، سنہ ۳۰ھ عہد حضرت عثمانؓ مین سعید بن عاص کے ہمراہ کوفہ سے غزوہ خراسان کے لیئے نکلے، طمیسہ نام ایک بندرگاہ پر لڑائی ہوئی، یہان سعید بن عاص نے صلاۃ الخوف پڑھائی تو ان سے پوچھا کہ آپ اس کی ترکیب بتائیے[3]، فتح حاصل کرکے رے کی مہم پر روانہ ہوئے، پھر وہان سے سلمان بن ربیعہ اور حبیب بن مسلمہ کے ہمراہ آرمینیہ کا رُخ کیا، اس وقت وہ کوفہ کی تمام فوج کے افسر تھے[4]،

سنہ ۳۱ھ مین خاقان خزر سے ایک عظیم جنگ پیش آئی، جس مین سلمان اور ۴ ہزار مسلمانون نے شہادت حاصل کی، حضرت حذیفہؓ سلمان کے بجائے لشکر کے امیر ہوئے[5]، لیکن پھر دوسری مہم مین چلے گئے، اور مغیرہ بن شعبہ کا ان کی جگہ پر تقرر ہوا،

حضرت حذیفہؓ نے باب پر تین مرتبہ[6] حملہ کیا، تیسری مرتبہ کہ سنہ ۳۴ھ مین ہوا تھا[7]، حضرت عثمانؓ کا اخیر عہد خلافت تھا، غزوہ ختم کرکے مدائن آئے، اور زمام حکومت ہاتھ مین لی،

وفات، یہان پہونچکر حضرت عثمانؓ کی شہادت کا واقعہ سُنا[8]، اور اس کے ۴۰ روز کے بعد خود بھی وفات پائی، یہ سنہ ۳۶ھ کا واقعہ ہی،

وفات سے پہلے عجیب کیفیت تھی نہایت سراسیمہ، خوف زدہ، اور شدید گریہ و بکا مین مصروف تھے، لوگون نے رونے کا سبب پوچھا تو بولے کہ دنیا چھوڑنے کا غم نہین، موت مجھکو

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۳۹۲ جلد ۱، [2] اصابہ صفحہ ۳۳۲ جلد ۱، [3] مسند صفحہ ۳۸۵ جلد ۵، وطبری صفحہ ۲۸۰۳ و ۲۸۰۶ جلد ۵، [4] طبری صفحہ ۲۸۹۳، [5] یعقوبی صفحہ ۱۹۴ جلد ۲، [6] طبری صفحہ ۲۰۹۴، [7] طبری صفحہ ۲۹۳۶ جلد ۶، [8] طبقات صفحہ ۷ جلد ۶،

محبوب ہی، بات یہ ہی کہ یہ معلوم نہین کہ وہان کیا پیش آئے گا،

جس وقت روح نے آخری سانس لی تو فرمایا "خدایا اپنی ملاقات میرے لیے مبارک کرنا، کیونکہ معلوم ہی کہ تجھے مین نہایت محبوب رکھتا ہون[1] "

جنازہ کے ساتھ کثیر مجمع تھا، ایک شخص نے اشارہ کرکے کہا کہ مین نے ان سے سنا تھا کہ آنحضرت صلعم نے جو کچھ فرمایا ہی اوس کے بیان کرنے مین ہم کو کوئی مضائقہ نہین، اور اگر تم لوگ آمادۂ قتال ہو تو مین اپنے گھر بیٹھ رہون گا، اس پر بھی کوئی وہان پہونچے گا تو کہونگا کہ آ اور میرے اور اپنے گناہ اپنے سر لے[2]،

وفات کے وقت اپنے دو بیٹون کو وصیت کی کہ علی سے بیعت کرنا، چنانچہ انھون نے حضرت علیؓ سے بیعت کی اور صفین مین قتل ہوئے[3]، حضرت حذیفہؓ نے خود بھی حضرت علیؓ سے بیعت کی تھی،

اولاد، حسب ذیل اولاد چھوڑی، ابو عبیدہ، بلال، صفوان، سعید، صاحب طبقات کے زمانہ مین ان کی اولاد مدائن مین موجود تھی[4]، بیویان غالبًا دو تھین،

حلیہ، صورت سے حجازی معلوم ہوتے تھے، حلیہ یہ تھا، قد متوسط، بدن اکہرا، آنکھ [illegible]، دانت خوبصورت، نظر اسقدر تیز تھی کہ صبح کے اندھیرے مین تیر کا نشانہ دیکھ لیتے تھے،

فضل وکمال، حضرت حذیفہؓ علماء کبار مین تھے، فقہ و حدیث کے علاوہ اسلام پر قیامت تک جو انقلابات ہونے والے ہین اون کے بہت بڑے عالم تھے، منافقین اسلام کے متعلق جو واقفیت تھی اوس کے لحاظ سے وہ محرم راز تسلیم کیے جاتے تھے،

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۳۹۲ جلد ۱، [2] مسند صفحہ ۳۰۹ جلد ۵، [3] استیعاب صفحہ ۱۰۵ جلد ۱، [4] طبقات صفحہ ۸ جلد ۶، [5] مسند صفحہ ۴۰۰، ۴۰۳ جلد ۵،

ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے پاس بیٹھے تھے اور لوگ بھی تھے، دجال کا ذکر آیا تو فرمایا کہ مین اس کے متعلق ان سے زیادہ معلومات رکھتا ہون[1]،

آنحضرت صلعم نے ایک روز ایک خطبہ مین قیامت تک کے تمام واقعات صحابہ کے سامنے بیان فرمائے تھے، حضرت حذیفہؓ کو وہ خطبہ یاد تھا، بعض باتین فراموش ہوگئی تھین لیکن جب کوئی واقعہ پیش آتا تو یاد آجاتی تھین، بعینہٖ اس طرح کہ آدمی کسی شخص کو ایک مرتبہ دیکھتا ہی، پھر جب کبھی سامنا ہوتا ہی، اوس کی پہلی صورت آنکھون مین پھر جاتی ہی[2]،

ان کا خود بیان ہی کہ آنحضرت صلعم نے انھین تمام واقعات کی خبر دیدی تھی، صرف ایک بات باقی رہ گئی تھی، اور وہ یہ کہ مدینہ والون کے مدینہ سے نکلنے کا سبب کیا ہوگا[3]،

صحابہ عام طور پر آنحضرت صلعم سے فضائل اعمال، نماز، روزہ اور اسی قسم کی باتین دریافت کرتے تھے، لیکن حضرت حذیفہؓ یہ نہین پوچھتے تھے انکا قول ہی کہ

کنت اسالہ عن الشر مخافۃ ان یدرکنی　　مین آنحضرت صلعم سے برائیان پوچھتا تھا کہ ا مین
" " " " " " "　　مبتلا نہ ہو جاؤن،

صحابہ مین انکا لقب "محرم راز نبوت تھا"، حضرت ابو درداؓ کہتے تھے[4]،

الیس فیکم صاحب السر　　کیا تم مین اسرار کا سب سے بڑا عالم موجود نہین،

حضرت عمرؓ کے پاس صحابہ جمع تھے، حذیفہؓ بھی موجود تھے، فرمایا "فتنہ کے متعلق کسی کو کچھ معلوم ہی، حذیفہؓ نے کہا مجکو یاد ہی، بولے "بڑے جری ہو اچھا اپنی معلومات پیش کرو، عرض کی "مال و دولت، اہل وعیال اور ہمسایہ کے متعلق آدمی سے جو کچھ سرزد ہوتا ہی، اوس کا نماز روزہ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے کفارہ ہوجاتا ہی، حضرت عمرؓ نے کہا "پوچھنے کا یہ مقصد نہین

---

[1] صحیح مسلم صفحہ ۵۱۴ جلد ۲، [2] ایضاً صفحہ ۴۹۱ جلد ۵، [3] ایضاً، [4] صحیح بخاری صفحہ ۱۰۴۹ جلد ۲،

وہ فتنے بتاؤ جو سمند کی طرح جوش مارین گے، حذیفہؓ نے جواب دیا کہ "آپ کے اور ان کے درمیان ایک دروازہ حائل ہے، اس لئے آپ کو تردد کی ضرورت نہین، فرمایا "دروازہ کھولا جائیگا، یا توڑا جائیگا، بولے "توڑا جائیگا" فرمایا تو پھر کبھی بند نہ ہوگا، کہا جی ہان، حضرت حذیفہؓ نے جب یہ حدیث بیان کی اوس وقت اہل مجلس مین شقیق بھی تھے کہا کہ عمرؓ کو دروازہ کی خبر تھی؟ فرمایا "ہان جس طرح تم یہ جانتے کہ دن کے بعد رات ہوتی ہے" لوگون نے پوچھا دروازہ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا خود عمرؓ[1]

حضرت حذیفہؓ سے اس قسم کی بہت سی روایتین ثابت ہین، یہ اسرار زیادہ تر اسلام کی سیاست سے متعلق تھے، صحابہ مین خذیفہ کے علاوہ ماہرین اسرار کی ایک اور جماعت بھی تھی جس کا وجود ہم کو حذیفہ ہی کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے، صحیح مسلم مین ان سے روایت ہے[2] کہ "مین اس وقت سے قیامت تک تمام فتنون کو جانتا ہون، لیکن یہ نہ سمجھا جائے کہ میرے سوا کسی کو ان باتون کی خبر نہ تھی، آنحضرت صلعم نے ہم کو ایک مجلس مین ایک دن یہ باتین بتلائی تھین، اور چھوٹے بڑے تمام واقعات کی خبر دی تھی، چنانچہ ان مین سے میرے سوا اب کوئی باقی نہین" حضرت حذیفہؓ اپنے علم سے وقتاً فوقتاً کام لیتے اور مسلمانون کو ان کے مستقبل کی نسبت مطلع کرتے رہتے تھے، ایک مرتبہ عامر بن حنظلہ کے گھر مین خطبہ دیا تو فرمایا،

ان ھذا الحی من مضر لا تدع للہ فی الارض	قریش ایک زمانہ مین دنیا کے کسی نیک بندہ کو نہ چھوڑینگے
عبدا صالحا الا فتنتہ واھلکتہ حتی	اور اس کو فتنہ سے آلودہ کر کے ہلاک کرین گے اس وقت
یدرکھا اللہ بجنود من عبادہ فیذلھا	خدا ان کو اپنے بندون کی ایک فوج سے بالکل
حتی لا تمنع ذنب تلعۃ	پامال کر دے گا۔

---

[1] صحیح بخاری ص ۱۰۵۱ ج ۲

[2] صحیح مسلم ص ۴۹۰ ج ۲

لوگون نے کہا آپ کیا کہتے ہین، آپ خود بھی تو قریشی ہین،، فرمایا اس کو کیا کرون مین نے آنحضرت صلعم سے اسی طرح سُنا ہی،[1]

ایک مرتبہ فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے ہم سے دو باتین بیان کی تھین، جن مین ایک کو مین دیکھ چکا، دوسری کا انتظار ہی، اِس کے بعد خود کہتے ہین کہ مجھپر ایک وقت ہی کہ جس امیر سے بیعت کرتا اوس کی نسبت مجکو کچھ تردد نہ ہوتا تھا، اگر وہ مسلمان ہوتا تو اِسلام کے ذریعہ اور نصرانی ہوتا تو مسلمان عمال کے ذریعہ سے ہم پر حکومت کرتا تھا، لیکن اب مین بیعت مین تامل کرتا ہون میری نگاہ مین اوس کے اہل صرف چند اشخاص ہین، مین ان ہی کے ہاتھ پر بیعت کرسکون گا،[2]

حضرت حذیفہؓ نے اِسلام کے مستقبل کی نسبت ایک پیشینگوئی فرمائی ہی، جو آج ہماری حالت پر بالکل راست ہی اور وہ یہ ہی،

لاتقوم الساعة حتی یسود کل قبیلة منافقوها،[3]	قیامت اوس وقت آئے گی جب قبیلون کے سردار منافق ہوجائینگے،

حضرت حذیفہؓ سے بہت سی حدیثین مروی ہین، جن کا صاحب خلاصہ نے سو سے اوپر شمار کیا ہی، یہ ذخیرہ آنحضرت صلعم اور حضرت عمرؓ سے فراہم کیا تھا،

اِن کے راویان حدیث مین متعدد صحابہ ہین، جن کے نام نامی یہ ہین، جابرؓ، جندب بن عبداللہ بجلیؓ، عبداللہ بن یزید خطمیؓ، ابوالطفیلؓ، تابعین مین کثیر جماعت ہی، بعض کے نام یہ ہین، قیس بن ابی حازم، ابووائل، زید بن وہب، ربعی بن خراش، زر بن حبیش، ابوظبیان حصین بن جندب، صلہ بن زفر، ابو ادریس خولانی، عبداللہ بن عکیم، اسود بن یزید نخعی، عبدالرحمان بن یزید، عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ، ہمام بن الحارث، یزید بن شریک التیمی،

---

[1] مسند صفحہ ۳۹۰ و ۳۹۵ و ۴۰۴ جلد ۵، [2] بخاری صفحہ ۱۰۴۹ و ۱۰۵۰ جلد ۲، [3] استیعاب صفحہ ۱۰۶ جلد ۱،

مہمات سلطنت کی وجہ سے اگرچہ بہت کم فرصت تھی تاہم کبھی کبھی فرصت ملتی تو حدیث کا درس دیتے تھے، کوفہ کی مسجد مین حلقہ قائم ہوتا اور حضرت حذیفہؓ حدیث بیان فرماتے[1]، شاگرد انکا نہایت ادب کرتے اور ان سے ڈرتے تھے، یشکری ایک مرتبہ جب مین آئے تو دیکھا کہ تمام مجمع خاموش اور ایک شخص کی طرف ہمہ تن متوجہ، ان کے الفاظ یہ ہین،

کانما قطعت رؤسهم[2]   گویا مجمع کے سر کاٹ دیئے گئے ہین،

شاگردون کے خوف کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ جب انھون نے حضرت عمرؓ کا واقعہ بیان کیا تو باایں ہمہ کہ پوری حدیث رموز و اشارات کا مجموعہ تھی کسی کو پوچھنے کی ہمت نہ پڑی، چنانچہ مسروق کو اس کے پوچھنے پر آمادہ کیا جو عبداللہ بن مسعودؓ کے ارشد تلامذہ مین تھے[3]،

ایک مرتبہ زر بن حبیش آئے حضرت حذیفہؓ معراج کی حدیث بیان کر رہے تھے، انہون نے کہا کہ آنحضرت صلعم بیت المقدس مین داخل نہین ہوئے، زر بولے آنحضرت صلعم تو گئے تھے، اور نماز پڑھی تھی، فرمایا گنجے تیرا کیا نام؟ مین تجھے پہچانتا ہون لیکن نام نہین جانتا، انھون نے نام بتایا تو فرمایا کہ تمہین یہ کیونکر معلوم ہوا کہ آنحضرت صلعم نے نماز پڑھی تھی، کہا قرآن سے، فرمایا آیت پیش کرو، انھون نے وہ آیت پڑھی جس مین معراج کا تذکرہ ہے، سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ الخ لیکن اس مین نماز کا کہین ذکر نہین، حضرت حذیفہؓ نے کہا اس مین نماز کا کہان تذکرہ ہے، زر نے لاجواب ہوکر اپنی غلطی کا اعتراف کیا[4]،

روایت حدیث مین سخت محتاط تھے، عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کہتے ہین،

وانا ان سالناه لم يحدثنا[5]   ہم ان سے حدیث کی خواہش کرتے تو نہ بیان کرتے تھے

---

[1] مسند صفحہ ۴۰۲ جلد ۵، [2] ایضاً صفحہ ۳۸۶ جلد ۵، [3] صحیح بخاری صفحہ ۱۰۱ جلد ۱، [4] مسند صفحہ ۳۹۰ جلد ۵، [5] ایضاً صفحہ ۴۰۰ جلد ۵

اِسی وجہ سے لوگ موقع کے منتظر رہتے، اور کوئی واقعہ پیش آتا اور حدیث بیان ہوتی تو تمام مجمع کو نہایت اہتمام سے خاموش کیا جاتا تھا، دہقان کے واقعہ مین جب حدیث بیان کی تو ہر طرف غل پڑ گیا، اسکتوا اسکتوا![1]،

ایک مرتبہ حضرت ابو مسعودؓ کے ساتھ تھے، ایک نے دوسرے سے حدیث کی درخواست کی تو ہر شخص دوسرے پر ٹالتا تھا کہ بل حدث انت![2] تم ہی بیان کرو،

اخلاق وعادات، | مطلع اخلاق بہت سے درخشان ستارون سے مزین تھا، زہد وتقدس، عبادت، امر بالمعروف، حق گوئی، علم وعفو، اطاعتِ رسول، ادب، یہ ستارے اس کی زیب وزینت کا باعث تھے،

زہد کا یہ عالم تھا کہ مدائن کے زمانۂ امارت مین بھی طرز معاشرت مین کوئی تغیر نہ پیدا ہوا، عشرت کدۂ عجم مین فاتح نہاوند کا مرکب ہمیشہ حمار عربی رہا، حاکم قسمت اور والی ملک ہو کر بھی یہ برگزیدۂ خلائق، صرف قوت لایموت کا محتاج تھا، ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے مال بھیجا تو سب اُٹھا کر تقسیم[3] کر دیا،

اِس استغنا کیساتھ عبادت اور ذکر الٰہی مین جو انہماک تھا اوس کا اندازہ اِس سے ہو سکتا ہی کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلعم کے ساتھ تمام رات نماز پڑھی اور اُف تک نہ کی، صبح کے وقت جب بلال نے اذان فجر پکاری اوس وقت تک اِن بزرگون کی صرف دو رکعتین ہوئی تھین[4]،

امر بالمعروف کا یہ حال تھا کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے کہ نہایت مقدس صحابی تھے از راہ احتیاط شیشی مین پیشاب کرنا شروع کیا کہ چھینٹ نہ پڑے تو انھون نے کہا کہ یہ

---

[1] مسند صفحہ ۳۹۵ جلد ۵، [2] مسند صفحہ ۴۰۰ جلد ۵، [3] اسد الغابہ صفحہ ۳۹۲ جلد ۱، [4] مسند صفحہ ۴۰۰ جلد ۵،

شدت ٹھیک نہیں، آنحضرت صلعم نے ایک گھوڑے پر کھڑے ہوکر پیشاب کیا تھا، میں آپ کے ساتھ تھا، ہٹنا چاہا تو ارشاد ہوا کہ قریب رہو، چنانچہ میں آپ کی پشت کے قریب کھڑا رہا، [1]

ایک مرتبہ کچھ لوگ بیٹھے باتیں کر رہے تھے، حذیفہ آئے اور فرمایا کہ یہ باتیں آنحضرت صلعم کے زمانہ میں نفاق میں شمار کیجاتی تھیں، [2]

ایک شخص مسجد میں نہایت عجلت سے نماز پڑھ رہا تھا، حضرت حذیفہ آئے تو فرمایا تم کتنے زمانہ سے اس طرح نماز پڑھتے ہو؟ بولا، ۴۰ برس سے، فرمایا تمہاری ۴۰ سال کی نماز بالکل بیکار اور اگر اسی طرح نماز پڑھتے ہوئے تم مرگئے تو دین محمدی پر نہ مروگے، اس کے بعد اس کو نماز کا طریقہ بتلایا، اور کہا چھوٹی رکعت پڑھو، لیکن رکوع وسجود میں اعتدال کا خیال رہے، [3]

حضرت عثمانؓ کے ایام محاصرہ میں ربعی زیارت کے لئے [illegible] آئے تو پوچھا [illegible] خروج کن لوگوں نے کیا ہے، ربعی نے نام گنائے، فرمایا میں نے آنحضرت صلعم سے سنا ہے کہ جس نے جماعت کو چھوڑا اور امارت کو ذلیل کیا وہ خدا کے نزدیک بالکل بے وقعت ہے، [4]

ایک شخص مجلس کے وسط میں بیٹھا تو فرمایا آنحضرت صلعم نے ایسے شخص پر لعنت کی ہے، [5]

عرب میں وفات کی خبر نہایت اہتمام سے مشتہر کی جاتی تھی، آنحضرت صلعم نے اس کی ممانعت فرمائی ہے، حضرت حذیفہؓ اس پر اس شدت سے عامل تھے کہ جب کوئی مرتا تو اس کی خبر نہ کراتے کہ شاید اس میں بھی وہ صورت پیدا ہو جائے، [6]

حق گوئی خاص شعار تھی، ان کے ایک شاگرد ربعی حدیث روایت کرتے تو کہتے

حدثنی من لم یکذبنی، مجھ سے اس نے حدیث بیان کی جو مجھ سے جھوٹ نہیں بولتا،

---

[1] مسند صفحہ ۳۸۲ جلد ۵، [2] ایضاً صفحہ ۴۰۳ جلد ۵، [3] ایضاً صفحہ ۳۸۴ جلد ۵، [4] ایضاً صفحہ ۴۰۰ جلد ۵، [5] ایضاً صفحہ ۳۹۰ جلد ۵، [6] ایضاً صفحہ ۴۰۶ جلد ۵،

لوگ سمجھ جاتے کہ حذیفہؓ مراد ہین[1]،

ایک شخص، حضرت عثمانؓ کو ان کی باتین پہنچاتا تھا، سامنے سے نکلا، تو لوگون نے کہ یہ اُمراء کے پاس تمام خبرین لیجاتا ہی، فرمایا ایسا شخص جنت مین نہین جاسکتا[2]،

ایک مرتبہ لوگون نے پوچھا کہ آنحضرت صلعم کے کسی ایسے صحابی کو تبلائیے جو آپ سے ر وگفتار، مذہب غرض ہر چیز مین مشابہ ہو، فرمایا ایسے شخص ابن مسعود ہین، لیکن جبتک لے باہر رہتے ہین، باقی گھر مین کیا کرتے ہین اس کی مجھکو اطلاع نہین[3]،

عفو و درگذر جس پیمانہ پر موجود تھا، درحقیقت خود اپنے باب مین ایک معجزہ ہے، کے والد کو مسلمانون نے غلطی سے قتل کیا تو انھون نے خشم وعتاب، کشت وخون اور انتقام کے خیالات سے خالی ہوکر قاتلین کے لیے مغفرت کی دعا کی، عروہ بن زبیرؓ کا ن ہی کہ یہ صفت حضرت حذیفہؓ مین اخیر وقت تک موجود تھی[4]،

اطاعت رسول کا حال غزوۂ خندق مین معلوم ہوچکا ہی، صحابہ مین ایک شخص بھی رکین کے لشکر مین جانے کی ہمت نہ کرتا تھا، حضرت حذیفہؓ گئے اور آنحضرت صلعم سے ت کی بشارت حاصل کی،

ایک مرتبہ راستہ مین آنحضرت صلعم سے ملاقات ہوئی، اور آپ اون کی طرف سے تو چونکہ ان کو غسل کی حاجت تھی، بولے مین جنب ہون، فرمایا مومن نجس نہین ہو سکتا[5]،

آنحضرت صلعم کے ساتھ کھانا کھانے کا اتفاق ہوتا تو پہلے خود نہ شروع کرتے بلکہ

---

[1] مسند صفحہ ۳۸۵ و ۴۰۱، [2] مسند صفحہ ۳۸۹، [3] مسند صفحہ ۳۹۰ و ۳۹۷، [4] صحیح بخاری صفحہ ۵۰۱ جلد ۲، [5] مسند صفحہ ۳۸۴،

[illegible] حضرت صلعم ابتداءً فرماتے تھے،

رسول اقدس صلعم کے تقرب وخصوصیت کا یہ عالم تھا، کہ آنحضرت صلعم نے ان کے سینہ سے ٹیک لگائی تھی، ایک مرتبہ ازار کی حد بتائی تو ان کی پنڈلی دست مقدس سے پکڑی تھی، خندق کی رات کو مشرکین کی خبر لائے تو آنحضرت صلعم نے اپنا کمبل اڑھایا، [illegible] سواری پیش کیا، ایک رات اپنے حجرہ میں رکھا، انکا بیان ہے کہ آنحضرت صلعم [illegible] رہے تھے، لحاف کا کنارہ خود اوڑھے تھے، ایک حضرت عائشہؓ پر پڑا تھا، وہ نسوانی [illegible] نماز کو [illegible] اٹھ سکیں،

[illegible] بیوی کی وجہ سے [illegible] خدمت میں آتے تو [illegible] اوقات ظہر، عصر، مغرب، عشاء میں [illegible] آنحضرت صلعم کی [illegible] بہت [illegible] رہتے،

[illegible] اور طہارت کو پانی دیتے تھے،

[illegible] آنحضرت صلعم کی خدمت میں کب سے نہیں گئے، انھوں نے [illegible] گئے، بولے اچھا اس وقت چھوڑیے [illegible] پڑھتا ہوں، اپنے اور آپ کے لیے استغفار [illegible] بولے، نماز پڑھکر آپ کے پیچھے ہوئے، آپ نے [illegible] اغفر اللہ لک ولامک، خدا تجھے اور تیری ماں [illegible]

[illegible] لیکن بیوی سے سخت گفتگو کرتے

[illegible] صفحہ [illegible] ایضاً صفحہ ۲۹۳، ۵ ایضاً صفحہ ۱۴۰۰

[illegible] صفحہ ۲۲۵

ر

حضـ

کہ شاید

ق کوئی

ن من لم

صفحہ ۳۸۳ جلد ۵،

صفحہ ۹۰۳ جلد ۵،

اس کا احساس کر کے آنحضرت صلعم سے عرض کی، ارشاد ہوا کہ تم استغفار کیا کرو،[1]

غصہ کم آتا تھا، لیکن جب احکام شرع پامال ہوتے تو اون کے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ رہتی تھی، مدائن مین کسی جگہ پانی مانگا، ایک رئیس نے چاندی کے برتن مین لا کر دیا، چونکہ اسلام مین چاندی سونے کا استعمال مردون کے لیئے حرام ہے، اور اس رئیس کو حذیفہ اس امر سے پہلے بھی مطلع کر چکے تھے، اسلیئے سمجھانے کے بجائے جھنجھلا کر پیالہ کھینچ مارا،[2]

بغض و کینہ دیر تک قائم نہ رکھتے، جن لوگون سے شکر رنجی ہو جاتی تھی اون سے جلد صاف ہو جاتے تھے، اصحاب عقبہ مین ایک شخص سے کسی معاملہ مین بگاڑ ہو گیا تھا، اور بول چال ترک ہو گئی تھی، لیکن حذیفہ نے خود ہی چھیڑ کر گفتگو کی، اور آخر اون کو بھی جواب دینا ہی پڑا،[3]

استغنا کے واقعات اوپر مذکور ہو چکے ہین، طبیعت کے فیاض اور سیر چشم تھے، کوئی کھانے کے وقت پہونچتا تو اوس کو اپنے ساتھ شریک کر لیتے،[4]

مذکورہ بالا محاسن و مکارم جس ذات اقدس مین مجتمع تھے، حضرت عمرؓ اس کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ جس جنازہ پر وہ نماز پڑھتے خود بھی پڑھتے، اور جس پر نماز نہ پڑھتے، حضرت عمرؓ بھی نہ پڑھتے تھے،[5]

ایک مرتبہ صحابہ سے فرمایا کہ اپنی تمنائین پیش کیجیئے، سب نے کہا کہ زر و جواہر سے بھرا ہوا ایک گھر ملتا اور اوس کو خدا کی راہ مین خرچ کرتے، حضرت عمرؓ کی جوہر شناسی دیکھو، انھون نے کہا کہ مجھکو ابو عبیدہ، معاذ بن جبل اور حذیفہ بن یمان،

---

[1] مسند صفحہ ۳۰۴ جلد ۵، [2] مسند صفحہ ۳۰۲ جلد ۵، [3] مسند صفحہ ۳۹۰ جلد ۵، [4] مسند صفحہ ۳۹۶ جلد ۵، [5] اسد الغابہ صفحہ ۳۹۱ جلد ۱،

جیسے آدمیون کی تمنا ہے، ایسے لوگ ملین تو اون کو سلطنت کے عہدے تفویض کرون[1]

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۲۰۳ جلد ۱

حضرت زید بن سعنہؓ

زید نام، بنی اسرائیل سے تھے، اور یہود مین بہت بڑے حبرُ (عالم) شمار ہوتے تھے، آنحضرت صلعم مدینہ تشریف لائے تو انھون نے صورت دیکھتے ہی آپ کی نبوت کا یقین کیا، توراۃ مین نبوت کی جو علامات مذکور ہین، اون سے تطبیق دی تو صرف دو باتون کی کمی محسوس ہوئی، جن کا تعلق اخلاق سے تھا، اور انہی کی تحقیق پر ان کا ایمان موقوف تھا،

اب حضرت زیدؓ وقت کے منتظر ہوئے، ایک روز دربار نبوی مین ایک سوار پہنچا کہ "فلان گانون کے لوگ مسلمان ہوگئے، لیکن قحط زدہ ہین، آپ سے کچھ امداد ہوسکے تو دریغ نہ کیجیے"، شہنشاہِ مدینہ کے پاس نام خدا کے سوا اور کیا تھا؟ زید کو اب موقع ملا، توراۃ مین دو علامتین مذکور ہین، کہ پیغمبر کا حلم، اوس کے غیظ وغضب پر سبقت کرتا ہی، اور جاہلانہ حرکتون کا جواب تحمل سے دیتا ہی، زید علم کے ساتھ مال ودولت سے بھی بہرہ مند تھے، سامنے آئے اور کہا "محمدؐ! اگر چاہو تو فلان باغ کے چھوہارے اتنی مدت کے لیے میرے ہاتھ رہن کر دو"، آپ نے ۵۰ دینار (۴۰۰ روپیے) پر چھوہارون کی ایک معین مقدار رہن کی، روپیہ سوار کے حوالہ کیا،

ایک روز آنحضرت صلعم ایک انصاری کے جنازہ پر تشریف لائے، حضرت ابو بکرؓ وعمرؓ بھی ساتھ تھے، نماز سے فارغ ہوئے تو زید نے میعاد ختم ہونے سے قبل ہی آکر تقاضا شروع کیا، اور نہایت سختی کی، چادر اور قمیص کا دامن پکڑا، پھر آپ کی طرف گھور کر دیکھا، اور کہا "محمدؐ! میرا حق نہ دوگے؟ خدا کی قسم عبد المطلب کی اولاد ہمیشہ کی نادہند ہی"، یہ جملہ سنکر حضرت عمرؓ کو طیش آگیا، بولے خدا کے دشمن! میرے سامنے رسول اللہ کو یہ باتین کہتا ہی، خدا کی قسم وار خالی جانے کا احتمال

نہوتا تو ابھی تیرا سر اڑا دیتا،، آنحضرت صلعم حضرت عمرؓ کی طرف دیکھکر مسکرائے اور فرمایا،، یہ بات زیبا نہین، تم ان کا قرض ادا کرنے کی فکر کرو، ان کو لیجاکر روپیہ دو، ۲۰ صاع اور زیادہ دینا جو اس خفگی کا جرمانہ ہے،، زید نے حضرت عمرؓ سے روپیہ لیا اور چونکہ ان دونون صفتون کی اب تصدیق ہوگئی تھی فوراً مسلمان ہوئے، اور کلمۂ توحید پڑھا،

غزوات، اکثر غزوات مین شامل ہوئے،

وفات، غزوۂ تبوک مین مدینہ واپس ہوتے وقت شہادت نصیب ہوئی، اس غزوہ مین نہایت شجاعت سے لڑے تھے، صاحبِ اصابہ لکھتے ہین استشہد فی غزاۃ تبوک مقبلاً غیر مدبر[1]

---

[1] اصابہ صفحہ ۸۲ جلد ۲،

INTER COLLEGE
Societies Library
GARH.

حضرت سعد بن حبتہؓ

نام ونسب، سعد نام، ابن حبتہ عرف، قبیلہ بجیلہ سے ہین اور عمرو بن عوف کے حلیف ہین، سلسلۂ نسب یہ ہے، سعد بن بجیر بن معاویہ بن نفیل بن سدوس بن عبد مناف بن ابی اسامہ بن لحمہ بن سعد بن عبد اللہ بن قذاذ بن معاویہ بن زید بن غوث بن انمار بن اراش، والدہ کا نام حبتہ بنت مالک تھا، اور قبیلۂ عمرو بن عوف سے تھین، اسلام کا زمانہ پایا اور مسلمان ہوئین،

اسلام، حضرت سعدؓ بھی ان کے ساتھ اسلام لائے،

غزوات، غزوۂ بدر اور احد مین کم سنی کی وجہ سے شریک نہ ہوسکے،[۱] غزوۂ خندق مین شرکت کی، اس وقت ۱۵ برس کا سن تھا، نہایت جوش سے لڑے، آنحضرت صلعم نے پوچھا "تمھارا کیا نام؟" بولے "سعد بن حبتہ" فرمایا اسعد اللہ جدک خدا تمھین خوش نصیب کرے، پھر پاس بلا کر ان کے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا[۲]

سنہ ۶ھ مین غابہ نامی ایک مقام پر غزوہ کیلئے گئے یہان آنحضرت صلعم کی ۲۰ اونٹیان چرنے کے لیے گئی تھین، عیینہ بن حصن کے ۴۰ سوار آکر ان کو ہانک لے گئے، ایک شخص دوڑتا ہوا مدینہ آیا، کھڑے ہوکر فریاد کی الفزع الفزع، آنحضرت صلعم نے آواز سنکر اوسے سوارون کو امداد کے لیے بھیجا، لیکن سوارون کی روانگی سے قبل عمرو بن عوف مین آواز پہونچ گئی تھی، اور وہان سے ابو قتادہؓ، سعد بن حبتہؓ وغیرہ روانہ ہوچکے تھے، موقع پر

---

[۱] استیعاب صفحہ ۵۶۹ جلد ۲، [۲] اسد الغابہ صفحہ ۲۷۰ جلد ۲،

پہنچکر مقابلہ ہوا ابو قتادہ نے سعدہ پر حملہ کیا اور ابن حبتہ نے اسکو مار کر گرا دیا، [1]

مصنف اصابہ نے اس واقعہ کو احد سے متعلق بتایا ہے لیکن وہ ابن کلبی کی روایت ہے اور بخاری و مسلم کے علاوہ تمام کتب سیر کے خلاف ہے، غزوۂ ذی قرد کے (ہیرو) حضرت سلمہ بن اکوع رضؓ ہیں جن سے صحیح مسلم مین ایک طویل روایت منقول ہے، اس کا ایک فقرہ یہ ہے

فواللہ مالبثنا الا ثلث لیال حتی خرجنا الی خیبر مع رسول اللہ صلعم [2]	غزوۂ ذی قرد کے بعد ۳ دن بھی نہ گذرے تھے کہ آنحضرت صلعم کے ساتھ خیبر کی لڑائی پر ہم لوگ روانہ ہوئے،

صحیح بخاری سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، باب غزوۂ ذات القرد مین ہے،

وھی الغزوۃ التی اغاروا علی لقاح النبی صلعم قبل خیبر بثلاث [3]	ذی قرد وہ غزوہ ہے جس مین کفار نے آنحضرت صلعم کی اونٹنیوں پر خیبر سے ۳ روز قبل لوٹ ڈالی تھی،

مسلم کی روایت مین ایک اور جملہ مذکور ہے،

ثم قدمنا المدینۃ فبعث رسول اللہ ﷺ بظہرہ مع رباح غلام رسول اللہ صلعم وانا معہ [4]	پھر ہم (سلمہ) حدیبیہ سے مدینہ آئے تو آنحضرت صلعم نے اپنی اونٹنیاں رباح کے ہاتھ جو آپ کے غلام تھے چرانے روانہ کین، مین بھی رباح کے ساتھ چلا،

ان روایتون سے حسب ذیل باتون پر روشنی پڑتی ہے،

۱۔ غزوۂ ذی قرد حدیبیہ کے بعد ہوا،

۲۔ سلمہ لڑائی کے وقت سے پیشتر غابہ مین موجود تھے،

۱؎ طبقات ابن سعد صفحہ [illegible] ۲؎ اصابہ [illegible] ۳؎ [illegible] ۴؎ بخاری صفحہ ۶۰۳ جلد ۲ ۵؎ مسلم صفحہ ۱۰۹ جلد ۲

۳- غزوۂ غابہ کے ۳ دن بعد خیبر کی مہم پیش آئی،

اِس سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ سنہ ۶ھ یا سنہ ۷ھ کا ہی، کیونکہ صلح حدیبیہ سنہ ۶ھ اور خیبر اوائل سنہ ۷ھ مین پیش آیا تھا، اِسلیئے اِس کو غزوۂ اُحد سے ملحق سمجھنا کسی طرح صحیح نہین،

وفات، عہد نبوت کے بعد کوفہ مین اقامت کی اور یہین انتقال کیا، زید بن ارقمؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور ۵ تکبیرین کہین

اولاد، ۳ بیٹے اور ایک لڑکی یادگار چھوڑی، فقہ حنفی کے دست راست اور اسلام کے سب سے پہلے قاضی القضاۃ حضرت امام ابو یوسفؒ انہین کی اولاد ہین،

فضل وکمال، روایتین بہت کم ہین، آنحضرت صلعم کے علاوہ حضرت علیؓ اور زید بن ارقم سے بھی حدیث سُنی، راویون مین اِن کے ایک بیٹے نعمان ہین،

۱؎ اصابہ صفحہ ۷۲، جلد ۳،

حضرت سمرہ بن جندب رضؓ

نام و نسب: سمرہ نام، ابو عبد الرحمان کنیت، سلسلۂ نسب یہ ہی، سمرہ بن جندب بن ہلال بن حریج بن مرہ بن حزن بن عمرو بن جابر بن ذی الریاستین خشین بن لای بن عاصم (عصیم) بن شمخ بن فزارہ بن ذبیان بن بغیض بن ریث بن غطفان۔

حضرت سمرہؓ کے باپ ان کی صغر سنی میں فوت ہوئے، ماں ان کو لیکر مدینہ آئین، اور انصار مین نکاح کا پیام دیا، لیکن شرط یہ تھی کہ شوہر پر میری اور سمرہ دونوں کی کفالت ضروری ہوگی، مری بن شیبان بن ثعلبہ نے اس کو منظور کیا اور عقد ہو گیا، سمرہ نے انھین کے ظل عاطفت مین تربیت پائی،

اسلام: ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے،

غزوات: کم سنی کی وجہ سے بدر مین شرکت نہ کی، احد مین انصار کے لڑکے معاینہ کی غرض سے آنحضرت صلعم کے سامنے پیش ہوئے، تو آنحضرت صلعم نے ایک لڑکے کو جنگ کے قابل سمجھکر میدان کی اجازت دی، اور سمرہ کو واپس کیا، سمرہ نے کہا آپ انکو اجازت دیتے ہین حالانکہ مین ان سے طاقتور ہون، اور یقین ہو تو کشتی لڑا کر دیکھ لیجئے، آنحضرت صلعم نے کشتی کا حکم دیا، جس مین سمرہ نے اپنے مقابل کو اٹھا کر دے پٹکا، آپ نے اس کے ساتھ ان کو بھی میدان کی اجازت دی،

احد کے بعد تمام غزوات مین شریک ہوئے،

عہد نبوی مدینہ مین بسر کیا، بعد مین بصرہ کی سکونت اختیار کی، سنہ ۵۰ھ مین مغیر

بن شعبہ والی کوفہ نے انتقال کیا اور زیاد بن سمیہ کو بصرہ کے ساتھ کوفہ کی بھی حکومت ملی، تو اوس نے سمرہ کو بصرہ پر اپنا جانشین (لفٹنٹ گورنر) بنایا، بصرہ اور کوفہ مین ۶-۶ ماہ رہتا تھا، سمرہ بھی اسی طرح رہتے، وہ بصرہ آتا تو یہ کوفہ اور وہ کوفہ پہونچتا تو یہ بصرہ چلے جاتے تھے،

زیاد کا عہد حکومت ہر حیثیت سے یادگار ہے، اس کے عہد مین بسط امن کا جو اہتمام تھا اوس کا یہ اثر تھا کہ کسی قسم کی شورش بصرہ اور کوفہ مین نشو ونما نہ پاسکی، انقلاب پسندون کا ایک گروہ جو زمانۂ قدیم سے موجود تھا، اوس نے سر اُٹھایا تو اچھی طرح اس کی سرکوبی کی گئی،

خوارج جن کا ظہور جناب امیر کے عہد مبارک مین ہوا، نہایت مفسد اور شورہ پشت قوم تھی، حضرت امیر علیہ السلام سے جنگ نہروان مین شکست کھائی اور بڑے بڑے بہادر مارے گئے، لیکن اب بھی اون کا استیصال نہ ہوا، اس بناپر وقتاً فوقتاً سرکشی کرتے اور علم مخالفت بلند کرتے تھے، بصرہ اور کوفہ اس فرقہ کے صدر مقام تھے، زیاد کو ان کے قلع قمع کی فکر لاحق تھی، حُسنِ اتفاق سے سمرہ بھی انھین کے ہم خیال تھے، اس بناپر سمرہ نے خوارج کے قتل کا بالکل تہیہ کر لیا[1]، صاحب اسد الغابہ لکھتے ہین[2]،

كان اذا اتى بواحد منهم قتله	سمرہ کے پاس جو خارجی آتا قتل کراتے اور کہتے کہ
ويقول شر قتلى تحت اديم السماء يكفرون	آسمان کے نیچے یہ سب سے بدتر مقتول ہین کیونکہ
المسلمين ويسفكون الدماء	مسلمانون کو کافر کہتے ہین اور خونریزی کی طرف
〃 〃 〃 〃 〃	سبقت کرتے ہین،

اسی شدت اور عداوت کی وجہ سے خوارج حضرت سمرہ کو بُرا کہتے اور اون کی روش پر اعتراض کرتے تھے، ان کے مقابلہ مین فضلائے بصرہ کا ایک گروہ جس مین ابن سیرین اور

---

[1] طبری صفحہ ۱۰ جلد ۷، [2] اسد الغابہ صفحہ ۳۵۴ جلد ۲،

حسن بصری بھی شامل تھے، ان کی تعریف کرتا، اور ان کی طرف سے جواب دیتا تھا،

رمضان ۵۳ھ جب زیاد نے وفات پائی تو نظام حکومت مین بھی تغیر واقع ہوا، بصرہ اور کوفہ دو جداگانہ حکومت قرار پائے اور دو والیون کے ماتحت ہوئے، حضرت سمرہؓ بصرہ کے والی مقرر ہوئے، کم وبیش ایک سال تک اس منصب پر رہے اور ۵۴ھ مین امیر معاویہ کے حکم سے معزول ہوئے،

وفات، ۵۹ھ مین انتقال کیا، تمام جسم مین سردی سما گئی تھی، علاج کے لیے گرم پانی کی دیگ پر بیٹھتے، لیکن فائدہ نہ ہوتا، آخر اسی نے مرض موت کی صورت اختیار کی، ایک روز شدت سے سردی محسوس ہوئی، آتشدانون مین آگ جلوا کر چارون طرف رکھوائی، لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا، فرمایا کیا بتلاؤن کہ پیٹ کی کیا حالت ہے، غرض اسی حالت مین دیگ پر بیٹھے، اور کھولتے پانی مین گر کر انتقال فرما گئے، آنحضرت صلعم نے ابوہریرہ، ابومحذورہ اور سمرہ سے ایک موقع پر کہا تھا کہ تم تینون مین سب کے بعد مرنے والا آگ مین جل کر مرے گا، چنانچہ حضرت سمرہؓ کی وفات نے اس پیشینگوئی کی تصدیق کی،[1]

اولاد، اولاد کی صحیح تعداد معلوم نہین، دو لڑکون کے نام یہ ہین، سلیمان، سعد،

فضل وکمال، حضرت سمرہؓ فضلائے صحابہ مین تھے، اور باینہمہ کہ عہد نبوت مین صغیر السن تھے سیکڑون حدیثین یاد تھین، استیعاب مین ہے،[2]

کان من الحفاظ المکثرین عن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ حدیث کے حافظ اور آنحضرت صلعم سے کثیر روایت کرتے تھے،

تہذیب التہذیب مین ہے کہ ان کی احادیث کا ایک بڑا نسخہ ان کے بیٹے کے پاس ہے،[3]

---

[1] طبقات ابن سعد صفحہ ۳۲ جلد ۶، [illegible] استیعاب [illegible]، [2] استیعاب [illegible] جلد ۱، [3] تہذیب صفحہ ۱۹۸ جلد ۴

سیرین کہتے ہین کہ یہ رسالہ علم کے بہت بڑے حصہ پر مشتمل ہے[1]،

حضرت سمرہ رضہ کو احادیث یاد رکھنے مین خاص اہتمام تھا، حافظہ غیر معمولی تھا، جس بات کا ارادہ کرتے یاد ہو جاتی تھی، آنحضرت صلعم نماز مین دو جگہ ٹھہرا کرتے تھے، ایک تکبیر کے بعد جب سبحانک اللہم پڑھتے، دوسرے ولا الضالین کے بعد جب آمین کہتے، یہ حضرت سمرہ رضہ کو یاد تھا، اور وہ اس پر عامل بھی تھے، عمران بن حصین جو ان سے معمر صحابی تھے بھول گئے تھے، سمرہ نے نماز مین اس پر عمل کیا تو معترض ہوئے، حضرت ابی بن کعب رضہ کو مدینہ خط لکھا گیا، انھون نے جواب دیا کہ سمرہ کو ٹھیک یاد ہے[2]،

اسی طرح خطبہ مین ایک حدیث روایت کی، ثعلبہ بن عباد عبدی موجود تھے، کہتے ہین کہ جب دوبارہ بیان کی تو الفاظ مین کہین بھی تفاوت نہ تھا[3]، بااینہمہ قوت حفظ، روایت حدیث مین محتاط تھے، مسند احمد مین ہے،

انہ لیمنعنی ان اتکلم بکثیر مما کنت اسمع	مین نے آنحضرت صلعم سے بہت کچھ سنا ہے لیکن اسکو
من رسول اللہ صلعم ان ھھنا من ھو	بیان کرنے مین اکابر صحابہ کا ادب مانع ہوتا ہے، یہ لوگ مجھ سے
اکثر منی وکنت لیلتئذ غلاما وانی کنت	عمر مین بڑے ہین، مین آنحضرت صلعم کے زمانہ مین لڑکا تھا
لاحفظ ما اسمع منہ (مسند ص ۱۹ ج ۵)	تاہم جو کچھ سنتا تھا یاد رکھتا تھا،

کبھی کبھی احادیث روایت کرتے اور کسی کو کوئی شبہہ ہوتا تو اوس کا جواب دیتے تھے، ایک شخص نے آنحضرت صلعم کے ایک معجزہ کو سنا اور پوچھا کہ کیا کھانا زیادہ ہو گیا تھا؟ بولے تعجب کی کیا بات ہے؟ لیکن وہان آسمان کے سوا اور کہین سے نہین بڑھا تھا[4]،

حضرت سمرہ رضہ نے آنحضرت صلعم اور ابو عبیدہ بن جراح سے روایتین کین، کتابون مین

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۳۵۴ جلد ۲، [2] مسند صفحہ جلد ۵، [3] مسند صفحہ ۱۷ جلد ۵، [4] مسند صفحہ ۱۰ جلد ۵،

اِن کی سند سے کل (۱۲۳) حدیثین مندرج ہین، راویون کے نام حسب ذیل ہین،

حضرت عمران بن حصین، شعبی، ابن ابی لیلے، علی بن ربیعہ، عبد اللہ بن بریدہ، حسن بصری، ابن سیرین، مطرف بن شخیر، ابو العلاء، ابو رجاء، قدامہ بن وبرہ، زید بن عقبہ، ربیع بن عمیلہ، ہلال بن لیاف، ابو نضرۃ العبدی، ثعلبہ بن عباد،

اخلاق۔ حضرت سمرہؓ [illegible] اخلاق [illegible] بیان تھین، وہ نہایت امانت دار، راستگو اور بہی خواہ اسلام تھے[1]،

پچھنا لگانا آنحضرت صلعم کی سنت ہے، اِس پر عملدرآمد کرتے تھے[2]،

عرب مین اخنف نامی ایک شخص نے ایک خاص قسم کی تلوار بنائی تھی جو حنیفیہ کے نام سے مشہور تھی، آنحضرت صلعم کے پاس اِسی قسم کی تلوار تھی، سمرہ نے اوس کی نقل بنوائی، اِن کے شاگردون مین ابن سیرین نے بھی اِس تلوار کی نقل لی تھی[3]،

آنحضرت صلعم نماز مین دو جگہ سکوت کرتے تھے، سمرہ کا بھی یہی طرز عمل تھا[4]،

---

[1] استیعاب صفحہ ۹۰۵ جلد ۲، [2] مسند صفحہ ۱۰ جلد ۵، [3] ایضاً صفحہ ۲۰ جلد ۵، [4] ایضاً صفحہ ۲۲ جلد ۵،

حضرت طلحہ بن البراءؓ

طلحہ نام، قبیلۂ عمرو بن عوف کے حلیف اور خاندانِ بلی سے ہین، نسب نامہ یہ ہے، طلحہ بن براء بن عمیر بن وبرہ بن ثعلبہ بن غنم بن سُرّی بن سلمہ بن انیف،

ان کا آغازِ شباب تھا کہ آنحضرت صلعم نے مدینہ کو ہجرت فرمائی، طلحہ قریب آئے اور آپ کے ہاتھ پانؤن چوم کر کہا کہ مجکو جو جی چاہے حکم دیجیے، تعمیل مین کوتاہی نہ ہوگی، آنحضرت صلعم متعجب ہوئے اور ہنسکر فرمایا جاؤ اور اپنے باپ کو قتل کردو، چلنے لگے تو واپس بلایا کہ مین قطعِ رحم کے لیئے مبعوث نہین ہوا،

وفات، اسی زمانہ مین بیمار پڑے، آنحضرت صلعم عیادت کو تشریف لائے، اور چلتے وقت گھر والون سے کہا کہ صحت سے نا اُمیدی ہی، مرین تو فوراً خبر کرنا،

شب کو انتقال ہوا، وفات سے پہلے کہا کہ آنحضرت صلعم کو خبر کرنے کی ضرورت نہین، رات کا وقت ہے راستہ مین کوئی جانور کاٹ لے یا اور کوئی حادثہ پیش آئے اس لیئے مجھکو تم ہی لوگ دفن کردو، صبح کو آنحضرت صلعم کو اِطلاع ہوئی، صحابہ کو لیکر قبر پر تشریف لائے، نمازِ جنازہ پڑھی، اور ہاتھ اُٹھا کر کہا خدایا طلحہ سے اِس طرح مِل کہ تو ان سے اور وہ تجھ سے ہنستے ہوئے ہون"،

وفات کے وقت خود نوعمر تھے، اولاد کیا چھوڑتے؟ ہان بوڑھے مان باپ کو چھوڑ گئے، جن کی قسمت مین جوان بیٹے کا صدمہ اُٹھانا مقدر ہو چکا تھا،

اخلاق، جوشِ ایمان، اور حُبِّ رسولؐ کا نظارہ گذشتہ واقعات مین ہوچکاہے، ان اوصاف کے ساتھ ایک خوبی یہ بھی تھی کہ اپنی والدہ کے حددرجہ مطیع[1] تھے،

---

[1] ماخوذ از کتب رجال وابوداؤد

حضرت عاصم بن عدی رضؓ

عاصم نام، ابو عمرو کنیت، قبیلۂ قضاعہ کے خاندان بلی سے ہین نسب نامہ یہ ہے، عاصم بن عدی بن الجد بن العجلان بن حارثہ بن ضبیعہ بن حرام بن جعل بن عمرو بن ودم بن ذبیان بن ہمیم بن ذہل بن بلی البلوی

قبیلۂ عجلان کے سردار اور معن بن عدی کے بھائی تھے،

اسلام، ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے،

غزوات، بدر کی شرکت کے لیے آنحضرت صلعم کے ساتھ چلے، مسجد ضرار تک پہونچے تھے کہ منافقین کے متعلق آنحضرت صلعم کو خبر ملی، تو آپ نے ان کو قباء اور عوالی کا امیر بنا کر واپس کیا، اور بدریین کے ساتھ غنیمت مین حصہ لگایا،

احد، خندق اور تمام غزوات مین شرکت کی،

عویمر عجلانی جن کے متعلق آیت لعان نازل ہوئی تھی، ان کے بابت آنحضرت صلعم سے انھین نے سوال کیا تھا، یہ غالباً سـہ کا واقعہ ہے،

وفات، سنہ ۵۴ھ (امیر معاویہ کے زمانۂ خلافت) مین انتقال کیا، اس وقت انکا سن ۱۱۵- اور ۱۲۰ سال کے درمیان تھا، گھر کے لوگون نے نوحہ کرنا چاہا تو ممانعت فرمائی،

اولاد، ابو البداح اور سہلہ دو اولاد یادگار چھوڑین، سہلہ عبدالرحمن بن عوف کو کہ نبوزہرہ کے ممتاز بزرگ اور عشرۂ مبشرہ مین شامل تھے منسوب تھین[1]،

---

[1] طبقات ابن سعد صفحہ ۹۰ جلد ۳ قسم ۱،

حلیہ، حلیہ مفصل معلوم نہین، طبری مین ہے کہ کوتاہ قد تھے،

فضل وکمال، آنحضرت صلعم سے ۶ حدیثین روایت کین، سہلؓ بن سعد، شعبی اور ابو البلاح راویون مین ہین،

حضرت عبداللہؓ بن انیس جہنی

نام ونسب، عبداللہ نام، ابویحییٰ کنیت، قبیلۂ قضاعہ سے ہیں، سلسلۂ نسب یہ ہی، عبداللہ بن انیس بن اسعد بن حرام بن خبیب بن مالک بن غنم بن کعب بن تیم بن نفاثہ بن ایاس بن یربوع بن برک بن وبرہ، برک بن دبرہ کی اولاد قبیلۂ جہینہ میں مل گئی تھی اسلیئے جہنی کے نام سے مشہور ہوئی، حضرت عبداللہؓ اسی سبب سے جہنی کہلاتے ہین،

اسلام، عقبۂ ثانیہ سے پہلے مسلمان ہوئے، اور آنحضرت صلعم سے مکہ جاکر بیعت کی، اور وہین مقیم ہوئے، پھر مہاجرین کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی، اسلیئے مہاجری انصاری کہلاتے ہین، جوش ایمان ابھی سے بہت تھا، مدینہ آکر حضرت معاذ بن جبلؓ کے ہمراہ بنوسلمہ کے بت توڑے[1]،

آنحضرت صلعم کے ساتھ شام اور پھر خانہ کعبہ کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھی،

غزوات، بدر، اُحد اور بعد کے غزوات مین شامل ہوئے، خلد بن شیخ عنبری اسلام کا ایک دشمن تھا، آنحضرت صلعم نے اوس کو ان کے ذریعہ سے قتل کرایا[2]،

آنحضرت صلعم کے بعد شام کی سکونت اختیار کی، بحرِ روم کے کنارہ عسقلان کے قریب غزہ ایک ساحلی شہر ہے اور حدودِ مصر پر واقع ہی، اوسی کو اپنا مسکن بنایا،

مصر اور افریقہ بھی گئے (غالبًا جہاد کی وجہ سے)

وفات، ۵۴ھ عہد امیر معاویہ مین انتقال فرمایا، یہ ابوقتادہ کی وفات کے ۱۵ روز بعد کا

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۱۲۰ جلد ۳، [2] ابوداؤد،

واقعہ ہی، لیکن یہ صحیح نہین، بعض لوگون نے سنہ ۸۰ھ کو سالِ وفات قرار دیا ہے، امام بخاری نے اپنی تاریخ مین لکھا ہی کہ جب عبداللہ بن انیس بیمار ہوئے تو ام البنین بنت ابی قتادہ آئین اور کہا چچا! آبا جان کو میرا سلام پہونچائیگا، اس روایت مین ۱۵ روز بعد کی تصریح موجود ہے،

اولاد، حسب ذیل اولاد چھوڑی، عطیہ، عمرو، ضمرہ، عبداللہ، خلدۃ،

فضل وکمال، حضرت عبداللہؓ نہایت جلیل القدر صحابی ہونے کے باوجود صرف ۲۴ حدیثون کے راوی ہین، لیکن اس سے اون کے دامنِ فضل پر کوئی داغ نہین، اس سے زیادہ کیا ہوسکتا ہے کہ خود حاشیہ نشینانِ نبوت ان کی طرف رجوع کرتے تھے، مرجعیت علمی کا یہ عالم تھا کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ جیسے صحابی صرف ایک حدیث کے لیے ایک مہینہ کی مسافت طے کرکے ان کے پاس غزہ پہونچے، صحیح بخاری مین اس واقعہ کا ذکر آیا ہے، لیکن شہر کا نام مذکور نہین[1]،

بعض روایتون مین ہی کہ مصر گئے تھے، اور وہان جاکر ان سے حدیث سُنی تھی لیکن ہمارے خیال مین یہ راوی کی غلطی ہی، غزہ شام مین ہے اور چونکہ مصر کی سرحد پر واقع ہے اسلیے بہت ممکن ہے کہ راوی نے اس کو حدودِ مصر مین داخل سمجھ لیا ہو،

حضرت عبداللہؓ نے آنحضرتؐ اور حضرت عمرؓ سے حدیث روایت کی ہی، راویون مین بہت سے صحابہ اور تابعین ہین، بعض کے نام یہ ہین،

حضرت جابر بن عبداللہؓ، ابو امامہؓ، بسر بن سعیدؒ، عبداللہ بن ابی امیہ، عبدالرحمن وعبداللہ پسران کعب بن مالک، عبداللہ ومعاذ پسران عبداللہ بن خبیب، معنوی

---

[1] بخاری صفحہ، جلد ۱،

فرزندون کے علاوہ صلبی اولاد بھی ان کے فضل وکمال کی خوشہ چین ہے،

اخلاق، عبادت گذار تھے، لیلۃ القدر مین جاگنا چاہتے تھے، مسجد نبوی سے مکان دور تھا، اسلیئے یہان روزانہ نہ آسکتے تھے، لیلۃ القدر غیر متعین اور کئی تاریخون مین ہوتی ہی اِس بناپر آنحضرت صلعم سے درخواست کی کہ ایک تاریخ معین فرمایئے تاکہ اوس روز مسجد نبوی پہونچ سکون، آپ نے ۲۳وین شب متعین کردی، اس کی تعیین چونکہ حضرت عبد اللہؓ کے سوال کی بدولت ہوئی تھی، اہل مدینہ نے اِس کا نام لیلۃ الجہنی رکھدیا،[1]

---

[1] اسد الغابہ صفحہ ۱۲۰ جلد ۳، و استیعاب صفحہ ۳۲۷ جلد ۱،

حضرت عبداللہ بن سلمہؓ

نام ونسب، عبداللہ نام، ابو محمد کنیت، قبیلہ بلی سے تھے، اور قبیلہ اوس میں عمرو بن عوف کے حلیف تھے، نسب نامہ یہ ہے، عبداللہ بن سلمہ بن مالک بن حارثہ بن عدی بن العجد بن حارثہ بن ضبیعہ، والدہ کا نام انیسہ بنت عدی تھا،

اسلام، ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے،

غزوات، بدر میں شرکت کی،

شہادت، اور غزوۂ احد میں شرف شہادت سے مشرف ہوئے، ابن الزبعری نے ان کو قتل کیا، شہداء کی تدفین کے لیئے یہ انتظام ہوا تھا کہ دو دو، تین تین، اشخاص ایک قبر میں رکھے جائیں، حضرت عبداللہؓ بھی اسی طرح دفن ہوتے، لیکن ان کی ماں نے خدمت اقدس میں عرض کی کہ میری یہ خواہش ہے کہ اپنے بیٹے کو مکان کے قریب دفن کروں، تاکہ مجھے فی الجملہ تسکین رہے، آنحضرت صلعم نے اجازت دی تو اونٹ پر لاد کر مکان بھیجے گئے، حضرت مجذرؓ بن زیاد ان کے سب سے بڑے دوست تھے، اور سفر آخرت میں بھی ان کے رفیق رہے، جس اونٹ پر حضرت عبداللہؓ کی لاش تھی، اسی پر ان کی لاش بھی رکھی گئی، اور دونوں کو ایک کمبل میں لپیٹ کر مدینہ بھیجا گیا، عبداللہ نہایت جسیم تھے، اور مجذر دبلے پتلے آدمی تھے، اونٹ پر برابر اترے تو سب کو بڑا تعجب ہوا، آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ یہ توازن جسم کا نہیں بلکہ ان کے اعمال کا کرشمہ ہے،

فضل وکمال اسلام کے ابتدائی زمانہ میں شہید ہونے کی وجہ سے ان سے کوئی روایت منقول نہیں

البتہ شاعری کی یادگارین باقی ہین،

انا الذی یقال اصلی من بلی   اطعن بالصعدۃ حتی تنثنی

لوگون مین میرے ہی متعلق مشہور ہی کہ قبیلۂ بلی مین ایک نمازگذار ہون   جب نیزہ ٹوٹ جاتا ہی تو اوسکا چھوٹا حصہ لیکر بھونکتا ہون

ولا یری مجدن الجنری قرشی[1]

لیکن مین مجذر کو کوئی سخت کام کرتے نہین دیکھتا

---

[1] ماخوذ از اصابہ صفحہ ۵۱ جلد ۴ واسد الغابہ صفحہ ۱۷۷ جلد ۳ واستیعاب صفحہ ۳۹۵ جلد ۱،

حضرت عبد اللہؓ بن سلام

نام ونسب عبد اللہ نام، ابو یوسف کنیت، حبر لقب، یہود مدینہ کے خاندان قینقاع سے تھے جن کا سلسلۂ نسب حضرت یوسف علیہ السلام پر منتہی ہوتا تھا، مختصراً آپ کا شجرہ نسب یہ ہے، عبد اللہ بن سلام بن حارث، قبیلۂ خزرج میں ایک خاندان بنی عوف کے نام سے مشہور ہے، اوس میں ایک شاخ کا نام قوافل ہے، حضرت عبد اللہؓ انہیں قوافل کے حلیف تھے،

ایام جاہلیت میں ان کا نام حصین تھا، لیکن آنحضرت صلعم نے عبد اللہ رکھا،

اسلام، آنحضرت صلعم ہجرت کرکے مدینہ تشریف لائے، اور مالک بن نجار کے محلہ میں ناقہ سے اُترے تو عبد اللہ بن سلام کو خبر ہوئی، وہ اپنے بچوں کے لیے باغ میں پھل چننے گئے تھے، جلدی سے پھل لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، لیکن چونکہ ابھی آنحضرت صلعم کا کوئی مستقر نہ تھا واپس گئے، آنحضرت صلعم نے پوچھا کہ ہمارے اعزہ (انصار) میں سب سے قریب کس کا مکان ہے، حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے بڑھ کر کہا میں سب سے قریب رہتا ہوں، میرا گھر یہ ہے اور یہ دروازہ ہے، آنحضرت صلعم نے اون کے مکان کو اپنا مسکن بنایا، اب عبد اللہ بن سلام آئے اور کہا آپ سے تین باتیں دریافت کرتا ہوں جو انبیا کے سوا کسی کو معلوم نہیں، آنحضرت صلعم نے اون کا جواب دیا تو فوراً بول اٹھے اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد انک رسول اللہ! اس کے بعد کہا کہ یہود افترا پرداز قوم ہے، اور میں عالم ابن عالم اور رئیس ابن الرئیس ہوں، آپ ان کو بلا کر میری نسبت دریافت کیجئے لیکن میرے مسلمان ہونے کی خبر نہ دیجئے گا،

آنحضرت صلعم نے یہود کو طلب فرماکر اسلام کی دعوت دی اور کہا عبد اللہ بن سلام کون شخص ہین؟ بولے ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے ہین، فرمایا وہ مسلمان ہوسکتے ہین؟ جواب ملا کبھی نہین! عبد اللہ بن سلام مکان کے ایک گوشہ مین چھپے ہوئے تھے، آنحضرت صلعم نے آواز دی، تو کلمہ پڑھتے ہوئے باہر نکل آئے اور یہودیون سے کہا ذرا خدا سے ڈرو، تمھین خوب معلوم ہی کہ یہ رسول ہین اور انکا مذہب بالکل سچا ہے، اور باینہمہ ایمان لانے پر آمادہ نہین ہوتے، یہود کو خلاف توقع جو خفت نصیب ہوئی اوس نے اون کے خرمن امن وسکون پر بجلی گرادی، سب نے غصہ مین کہا کہ تم جھوٹے ہو اور ہماری جماعت کے بدتر شخص ہو اور تمھارا باپ بھی بدتر تھا، حضرت عبد اللہؓ نے کہا رسول اللہ! آپ نے دیکھا! مجھکو اسی کا خوف تھا،[1]

غزوات، بدر اور اُحد کی شرکت کے متعلق اختلاف ہی، صاحب طبقات کے نزدیک خندق انکا پہلا غزوہ تھا، اسلئے انھون نے صحابہ کے تیسرے طبقہ یعنی اصحاب خندق مین انکا تذکرہ لکھا ہے، خندق کے بعد جو معرکے پیش آئے وہ اُن مین بھی شامل ہوئے،

عہد نبوت کے بعد خلافت فاروقی مین جب حضرت عمرؓ صلح بیت المقدس کے لیے مدینہ سے روانہ ہوئے تو حضرت عبد اللہؓ ہمراہ تھے،

حضرت عثمانؓ کے زمانۂ خلافت مین جب باغیون نے ان کے مکان کا محاصرہ کرکے ان کے قتل کی تیاریان کین تو عبد اللہ بن سلامؓ حضرت عثمانؓ کی خدمت مین حاضر ہوئے، اور کہا آپ کی مدد کے لیے تیار ہون فرمایا آپ کا مکان کے اندر رہنا ٹھیک نہین، باہر جاکر مجمع کو منتشر کیجیے، حضرت عبد اللہؓ باہر تشریف لائے اور ایک مختصر تقریر کی جس کا ترجمہ

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۵۵۶ و ۵۶۱ جلد ۱،

درج ذیل ہی،

”لوگو! میرا نام جاہلیت مین فلان تھا (یعنی حصین) آنحضرت صلعم نے عبد اللہ رکھا میرے متعلق قرآن مجید مین کئی آیتین نازل ہوئین، چنانچہ شہد شاہد من بنی اسرائیل اور قل کفیٰ باللہ شہیداً بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب میرے ہی شان مین اُتری ہین، خدا کی تلوار اب تک نیام مین ہی، اور فرشتون نے تمہارے شہر کو کہ رسول اللہ صلعم کا ہجرتگاہ ہے اپنا نشیمن بنالیا ہی، پس ڈرو، خدا سے ڈرو، اور ان کو (حضرت عثمانؓ) کو قتل نہ کرو، خدا کی قسم! اگر تم ان کے قتل پر کمر بستہ ہوئے تو تمہارے ہمسایہ فرشتے مدینہ چھوڑ دین گے، اور خدا کی وہ تلوار نکل پڑے گی جو اس وقت تک نیام مین بند ہی، اور جو پھر قیامت تک نیام مین واپس نہ جائیگی“ لیکن سنگدلون پر اس پُر درد تقریر کا کچھ اثر نہ ہوا، بلکہ اس کے خلاف شقاوت اور زیادہ ترقی کر گئی بولے کہ ”اس یہودی اور عثمانؓ دونون کو قتل کر ڈالو“

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے زمانۂ خلافت مین مدینہ سے کوفہ دار الخلافہ منتقل کیا تو انھون نے کہا کہ آپ رسول اللہ صلعم کا منبر نہ چھوڑیے، ورنہ پھر اس کی زیارت نہ کر سکین گے لوگون نے حضرت علیؑ کو خبر کی تو فرمایا وہ بیچارے نہایت نیک آدمی ہین،[2]

وفات: ۴۳ھ مین مدینۂ منورہ مین انتقال کیا، یہ امیر معاویہ کا زمانۂ خلافت تھا،

اولاد: دو بیٹے یادگار چھوڑے، یوسف، اور محمد، دونون آنحضرت صلعم کے عہد مین تولد ہوئے تھے، یوسف بڑے تھے، آنحضرت صلعم نے ان کو اپنی گود مین بٹھایا، سر پر ہاتھ پھیرا اور یوسف نام رکھا،[3]

حلیہ: مفصل حلیہ معلوم نہین، ایام پیری مین ضعف کی وجہ سے عصا لیکر چلتے تھے اور آپ پر

---

[1] صحیح ترمذی صفحہ ۶۲۰، [2] اصابہ، جلد ۳، [3] [illegible] صفحہ ۲۵ جلد ۳،

ٹیک لگاتے تھے[1]، چہرہ پر خشوع کے آثار ہر وقت نمایاں تھے[2]،

فضل وکمال، توراۃ، انجیل، قرآن مجید، احادیث نبوی، ان تمام آسمانی لعل وجواہر سے انکا سینہ بقعۂ نور بنا ہوا تھا، توراۃ پر جو عبور تھا اوس کے متعلق علامۂ ذہبی تذکرۃ الحفاظ مین لکھتے ہین[3]،

کان عبد اللہ بن سلام عالم اہل الکتاب وفاضلہم فی زمانہ بالمدینۃ۔

عبد اللہ بن سلام مدینہ مین اہل کتاب کے سب سے بڑے عالم تھے،

مسلمان ہوکر علوم اسلامیہ پر توجہ کی اور حدیث مین مرجع کل بن گئے، اس سے زیادہ کیا ہوسکتا ہو کہ حضرت ابو ہریرہؓ جو تمام صحابہ مین حدیث کے سب سے بڑے گنجینہ دار تھے، ان سے حدیثین دریافت کرتے تھے، حضرت ابو ہریرہؓ ایک بار شام گئے، اور کعب احبار سے ایک حدیث بیان کی انھون نے کئی مرتبہ رد وقدح کی اور اخیر مین حضرت ابو ہریرہؓ کے موافق ہوگئے، ابو ہریرہؓ نے مدینہ آکر عبد اللہ بن سلامؓ سے یہ واقعہ بیان کیا، انھون نے کہا کہ کعب نے جھوٹ کہا، لیکن جب معلوم ہوا کہ ہمخیال ہوگئے تھے تو وہ خاموش ہوگئے، پھر فرمایا جانتے ہو وہ وقت کونسا ہو، یہ سنکر ابو ہریرہؓ پیچھے پڑگئے کہ جلد تبلائیے، فرمایا عصر اور مغرب کے درمیان! ابو ہریرہؓ نے کہا یہ کیونکر ہوسکتا ہے، عصر اور مغرب کے درمیان کوئی نماز ہی نہین، فرمایا تم کو معلوم نہین، آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ جو شخص نماز کے انتظار مین بیٹھا رہے وہ گویا نماز ہی مین ہوتا ہے[4]،

باینہمہ جلالت قدر ان سے صرف ۲۵ روایتین منقول ہین، راویون مین بعض صحابۂ کرام بھی ہین، جن کے نام نامی یہ ہین، انس بن مالکؓ، زرارہ بن اوفے، ابو ہریرہؓ، عبد اللہ

---

[1] مسند صفحہ ۴۵۲ جلد ۵، [2] اصابہ صفحہ ۱ جلد ۴، [3] ایضاً ص ۳۲۲ ج ۱، [4] مسند صفحہ ۱۷۵ و ۳۰۵ جلد ۲،

بن معقل، عبد اللہ بن حنظلہ، تلامذہ خاص کے نام حسب ذیل ہیں، حرشہ بن الحر، قیس بن عباد، ابوسلمہ بن عبد الرحمن، حمزہ بن یوسف (پوتے) عمر بن محمد (پوتے) عوف بن مالک، ابوبردہ بن ابوموسیٰ، ابوسعید المقبری، عبادہ الزرقی، عطار بن یسار، عبید اللہ بن حبیش غفاری،

حضرت عبد اللہؓ سے ایک خاص حدیث منقول ہے، جس کے اخیر میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے ہم کو بٹھا کرکے سبح للہ چند آیتیں پڑہیں، حضرت عبد اللہؓ نے اپنے شاگردون کے سامنے وہی آیتیں پڑہیں اور پھر بالترتیب عطار بن یسار، ہلال بن ابی میمونہ، یحییٰ بن ابی کثیر نے اپنے اپنے زمانہ مین اس سنت کو قائم رکھا، لیکن یحییٰ کے شاگرد اوزاعی پر پہونچکر اس کا سلسلہ ٹوٹ گیا[1]

اخلاق، اخلاقی حیثیت سے حضرت عبد اللہؓ کا پایہ عظمت بہت بلند ہے، صحیح بخاری مین حضرت سعدؓ وقاص سے روایت آئی ہے کہ آنحضرت صلعم نے کسی زمین پر چلنے والے شخص کو جنتی نہین فرمایا، البتہ عبد اللہ بن سلام کو فرمایا تھا[2]، صحیح ترمذی مین ہے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ کی وفات ہوئی تو شاگردون سے فرمایا کہ "مین دنیا سے اٹھ رہا ہون لیکن میرے ساتھ علم نہین اٹھتا، جو شخص اس کی جستجو کرے گا، پائے گا"، اس کے بعد چار شخصون کے نام گنائے جنہین عبد اللہ بن سلام کے متعلق کہا[3]،

کان یهودیا فاسلم فانی سمعت رسول اللہ	پہلے وہ یہودی تھے پھر مسلمان ہوئے اور مین نے آنحضرت
صلعم یقول انہ عاشر عشرۃ فی الجنۃ	صلعم سے سنا ہے کہ وہ گیارھوین جنتی ہین،

باانیہمہ فضیلت، انکسار کا یہ عالم تھا کہ مسجد نبوی مین ایک روز نماز کے لیے آئے، اور لوگون نے کہا کہ جنتی شخص ہین تو فرمایا کہ جس بات کو آدمی جانتا نہو اوس کو زبان سے نہ نکالنا چاہیے، اس کے بعد اپنے اوس خواب کا ذکر کیا جس کی آنحضرت صلعم نے تعبیر دی تھی کہ اسلام پر تمام عمر قائم رہو گے[4]،

---

[1] مسند صفحہ ۴۵۲ جلد ۵، [2] صحیح بخاری صفحہ ۵۲۰ جلد ۱، [3] جامع ترمذی صفحہ ۶۲۰، [4] صحیح بخاری صفحہ ۵۳۸ جلد ۱

اس واقعہ کے ساتھ ایک اور واقعہ بھی ملایا جائے تو انکسار کا نہایت مکمل اور دیدہ زیب مرقع پیش نظر ہو جاتا ہی، ایک مرتبہ لکڑیون کا گٹھا اُٹھا کر لا رہے تھے، لوگون نے کہا کہ آپ کو اس سے خدا نے مستغنی کیا ہی، فرمایا ہان یہ ٹھیک ہی لیکن مین اِس کبر و غرور کا قلع قمع کرنا چاہتا ہون[1]

حق و صداقت کا جوش بے اندازہ تھا، فرماتے تھے کہ تم کو ایک بار قریش سے لڑائی پیش آئے گی، اوس وقت اگر مجھ مین قوت نہ ہو تو تخت پر بٹھا کر مجکو فریقین کی صفون کے درمیان رکھدینا،[2]

---

[1] تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۲۳ جلد ۱، [2] استیعاب صفحہ ۳۹۶ جلد ۱،

حضرت عبد اللہ بن طارقؓ

نام ونسب، عبد اللہ نام تھا، قبیلۂ بلی سے تھے، اور انصار مین قبیلۂ ظفر کے حلیف تھے، سلسلۂ نسب یہ ہے، عبد اللہ بن طارق بن عمرو بن مالک، مصنفین رجال کو ان کی نسبت مین اختلاف ہے، چنانچہ بعض لوگ ان کو ظفری کہتے ہین، ابن سعد کے نزدیک ظفری اور بلوی دو جداگانہ اشخاص ہین، لیکن ہمارے نزدیک ان نامون کی شخصیت ایک ہے، بلوی اپنے قبیلہ کی نسبت سے اور ظفری حلف کی نسبت سے مشہور تھے، اور یہ عرب مین عام طور پر رائج تھا اوپر اس کی متعدد مثالین گذر چکی ہین،

والدہ کا نام معلوم نہین، اتنا پتہ چلتا ہی کہ معتب بن عبید اور یہ دونون اخیافی بھائی تھے،

اسلام، ہجرت کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئے،

غزوات، بدر اور احد مین شرکت کی،

وفات، سنہ ۳ھ کے آخر مین آنحضرت صلعم نے قبیلۂ عضل اور قارہ مین ۶ آدمیون کو اشاعت اسلام کے لیے روانہ کیا تھا، عبد اللہ بھی اس جماعت کے ایک رکن تھے، رجیع پہونچے تو قبیلہ ہذیل نے سرکشی کر کے ان لوگون کا محاصرہ کیا، مرثدؓ بن ابی مرثد، خالدؓ بن بکیر اور عاصمؓ بن ثابت وہین لڑ کر قتل ہوئے، خبیبؓ بن عدی، عبد اللہؓ بن طارق، اور زیدؓ بن دثنہ کفار کے ہاتھ آئے اور ان کے ساتھ مکہ چلے، ظہران ایک مقام ہی وہان پہونچکر حضرت عبد اللہؓ نے رسی سے ہاتھ چھڑا لیا اور تلوار کھینچ کر بیٹھ گئے کفار نے پتھر مارنا شروع کیے جس سے

جان بحق تسلیم ہوئے،

بارگاہ نبوت کے مشہور شاعر حسانؓ بن ثابت نے اس واقعہ کو نظم کردیا ہے، اور ان بزرگون کے نام گنائے ہین، جس شعر مین حضرت عبد اللہؓ کا نام نامی ہے وہ یہ ہے،

وابن الدثنہ وابن طارق منہم   وافاہ ثم حمامۃ المکتوب

اس نظم کا پہلا شعر یہ ہے،

صلی الالہ علی الذین تتابعوا   یوم الرجیع فاکرموا واثیبوا

حضرت عبد اللہؓ کی قبر، ظہران مین موجود ہی اور آج تک اس واقعہ ہائلہ کی یاد کو تازہ کرتی ہی،

فضل وکمال، قرآن وحدیث مین حضرت عبد اللہؓ کو جو دستگاہ تھی وہ اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم نے ان کو اشاعت اسلام کے لیئے روانہ فرمایا تھا، آج مسلمانون مین ہر جگہ احکام دین سے ناواقف ہونے کا رونا ہے، لیکن اُس زمانہ مین یہ بات نہ تھی، وہ اشاعت اسلام کے ساتھ حفاظت اسلام کے مسائل پر بھی غور کرتے تھے، چنانچہ نومسلمون کو قرآن، مسائل اور ارکان اسلام کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی تھی، صاحب اسد الغابہ لکھتے ہین،

بعثھم رسول اللہ ... لیفقھوھم فی الدین   یعنے ان کو رسول اللہ صلعم نے اسلیئے بھیجا تھا کہ مسائل

ویعلموھم القران وشرائع الاسلام   دین کی تعلیم دین، قرآن پڑھا دین و اسلام کی ضروری

. . . .   باتین سکھلا دین،

ماخوذ از اصابہ صفحہ ۸۸ جلد ۴ و اسد الغابہ صفحہ ۸۸ جلد ۳ و استیعاب صفحہ ۳۶۹ جلد ۱،

حضرت عدیؓ بن ابی الزغباء

نام ونسب، عدی نام، قبیلہ جہینہ سے ہیں، انصار میں بنو نجار کے حلیف تھے، نسب نامہ یہ ہے، عدی بن ابی الزغباء سنان بن سبیع بن ثعلبہ بن ربیعہ بن زہرہ بن بدیل بن سعد بن عدی بن کاہل بن نضر بن مالک بن غطفان بن قیس بن جہینہ،

اسلام، ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے،

غزوات، بدر، احد، خندق اور تمام غزوات میں شرکت کی، بدر میں آنحضرت صلعم غزوہ کے ارادہ سے نکلے تو مشرکین کی خبر معلوم کرنے کے لیئے دو شخصوں کو آگے بڑھایا، ان میں عدی بھی تھے، چاہ بدر کے قریب آکر واپس ہوئے اور آنحضرت صلعم کو قریش کے ارادہ سے اطلاع دی[1]،

وفات، حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں انتقال فرمایا،

---

[1] طبقات ابن سعد صفحہ [illegible] جلد ۳ قسم ۲

حضرت عقبہؓ بن وہب

نام ونسب، عقبہ نام تھا، قبیلۂ غطفان سے تھے، اور بنو سالم کے حلیف تھے، نسب نامہ یہ ہے؛ عقبہ بن وہب بن کلدہ بن الجعدہ بن ہلال بن الحارث بن عمرو بن عدی بن جشم بن عوف بن بہثہ بن عبد اللہ بن غطفان بن سعد بن قیس بن عیلان،

اسلام، عقبۂ اولیٰ مین اسلام سے مشرف ہوئے، عقبۂ ثانیہ کی بیعت مین بھی شرکت کی، بعض کا خیال ہو کہ انصار مین یہ سب سے پہلے مسلمان ہین، اسلام لاکر مکہ مین مقیم ہوئے، اور مہاجرین کے ہمراہ ہجرت نبوی سے قبل مدینہ آئے، اس بنا پر یہ مہاجر ہین اور انصار بھی

غزوات، بدر، اُحد اور تمام غزوات مین شریک ہوئے، غزوۂ اُحد مین جب آنحضرت صلعم کے سر مین خود کی چند کڑیان گھس گئین، تو عام روایت یہ ہو کہ حضرت ابو عبیدہؓ نے اپنے دانت سے کھینچین، لیکن بعض کا خیال ہو کہ اس مین عقبہ بھی اون کے مددگار تھے،

ماخوذ از اصابہ صفحہ ۲۵۴ جلد ۴، و اسد الغابہ صفحہ ۴۲۱ و ۴۲۲ جلد ۳، و استیعاب صفحہ ۵۰۲ جلد ۲،

حضرت کعب بن عجرہؓ

نام ونسب، کعب نام، ابو محمد کنیت، خاندان بلی سے تھے، اور قواقل کے حلیف تھے، نسب نامہ یہ ہے، کعب بن عجرہ بن اُمیہ بن عدی بن عبید بن خالد بن عمرو بن عوف بن غنم بن سواد بن مری بن اراشہ بن عامر بن عبیلہ بن قسیل بن فرّان بن بلی، بن عمرو بن حارث بن قضاعہ، واقدی نے اِن کو انصار مین داخل کیا ہی، اور حلف کے منکر ہین، لیکن ابن سعد نے اس کی تردید کی ہی، اور لکھا ہے کہ مین نے انصار کے نسب نامہ مین اِن کا نام تلاش کیا لیکن کہین نہ ملا،[1]

اسلام، ہجرت کے بعد مسلمان ہوئے،

غزوات، تمام غزوات مین شرکت کی، عمرۂ حدیبیہ مین آنحضرت صلعم کے ہمراہ تھے، سر مین اس کثرت سے جوئین پڑین تھین کہ جھڑ جھڑ کر چہرہ پر گرتی تھین، آنحضرت صلعم نے دیکھا تو فرمایا تم کو سخت تکلیف ہے، اپنا سر منڈوا دو، حضرت کعبؓ اگرچہ احرام باندھے ہوئے تھے تاہم سر منڈوانا پڑا، فدیہ کے متعلق آیت اُتری تو آنحضرت صلعم نے ارشاد کیا کہ تمہارے لیئے تین صورتین ہین، خواہ ۶ مسکینون کو ایک فرق (۳ صاع) کھانا دو، یا ایک بکری ذبح کرو، یا تین روزے رکھو،[2] معلوم نہین حضرت کعبؓ نے کون سی صورت اختیار کی، بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ قربانی کی مقدرت نہ تھی، اس بنا پر صرف دو صورتین باقی رہجاتی ہین،

---

[1] اصابہ صفحہ ۳۰۴ جلد ۵، [2] صحیح بخاری صفحہ ۶۴۸ جلد ۲

عام حالات، عہد نبوت کے بعد کوفہ مین سکونت اختیار کی،

وفات، اور[1] ۵۱ھ مین مدینہ آکر انتقال کیا، اوس وقت ۷۵ برس کا سن تھا،

اولاد، چار بیٹے چھوڑے جو حدیث کے راویون مین ہین، اون کے نام یہ ہین اسحاق، عبد الملک، محمدؒ، ربیع،

حلیہ، ایک ہاتھ کسی غزوہ مین کٹ گیا تھا، سر پر گھنے بال تھے،

فضل وکمال، آنحضرت صلعم، حضرت عمرؓ، اور حضرت بلالؓ سے روایت کی، راویون مین حسب ذیل حضرات ہین،

ابن عمرؓ، جابرؓ، عبد اللہؓ بن عمرو بن عاص، ابن عباسؓ، عبداللہؓ بن معقل ابن مقرن مزنی، طارق بن شہاب، ابو وائل، زید بن وہب، عبد الرحمن بن ابی لیلی، ابن سیرین، ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن مسعود، محمد بن کعب قرظی، ابو ثمامہ حناط، سعید مقبری، عاصم عدوی، موسیٰ بن وردان،

روایتون کی تعداد (۴۷) ہے،

اخلاق، حمایت حق اور حُبِ رسولؐ دو چیزین حضرت کعبؓ کے اخلاق مین نہایت روشن ہین،

آنحضرت صلعم نے ایک روز خطبہ دیا جس مین اسلام کی ایک خانہ جنگی کا تذکرہ تھا، کعب بیٹھے تھے، اون کا بیان ہے کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا وہ وقت سامنے آگیا ہے، اتنے مین ایک شخص چادر اوڑھے سامنے سے گذرا، آنحضرت صلعم نے کہا اوس روز یہ شخص حق پر ہوگا، کعب فوراً اُٹھے اور اون کے بازو پکڑ کر کہا یا رسول اللہ! یہ شخص؟ فرمایا

---

[1] ابن سعد صفحہ جلد قسم، [2] مسند صفحہ ۲۴۲ جلد ۴،

ہان، کعب نے چہرہ دیکھا تو حضرت عثمانؓ تھے،

طبرانی کی کتاب الاوسط مین ہو کہ ایک روز کعب آنحضرت صلعم کی خدمت مین آئے، چہرۂ مبارک (بھوک کی وجہ سے) متغیر دیکھکر جلدی سے کہین گیئے، ایک یہودی اونٹ کو پانی پلا رہا تھا، انھون نے فی ڈول ایک چھوہارے کے حساب سے مزدوری کی، کچھ چھوہارے جمع ہوئے تو خدمت اقدس مین لیکر آئے، اور پیش کیئے،[2]

---

[2] مسند صفحہ [illegible] جلد ۵،

حضرت مجذرؓ بن زیاد

نام ونسب، عبد اللہ نام ، مجذر لقب ، قبیلۂ بلی سے ہین ، سلسلۂ نسب یہ ہے ، مجذر بن زیاد بن عمرو بن اخرم بن عمرو بن عمارہ بن مالک بن عمرو بن تیثرہ بن شنو بن قسر بن تیم بن عود مناہ بن باح بن تیم بن اراسہ بن عامر بن عبیلہ بن غنیل بن قرآن بن بلی ،

اسلام، غالبًا ہجرت کے بعد اسلام لائے ،

غزوات ، غزوۂ بدر مین شرکت کی ، ابو البختری مکہ مین ایک نہایت رحم دل اور نیک نفس شخص تھا ، قیام مکہ کے زمانہ مین آنحضرت صلعم کو قریش کے ہاتھون جو تکلیفین پہونچتین تو وہ آنحضرت صلعم کی طرف سے سینہ سپر ہوتا ، بنو ہاشم کے مقاطعہ کی نسبت جو عہد نامہ لکھکر کعبہ مین آویزان کیا گیا تھا ، اوس کے اُتروانے مین ابو البختری کا خاص حصہ تھا ، اِس بنا پر آنحضرت صلعم نے غزوۂ بدر مین صحابہ کو تاکید کی کہ اوس کو پانا تو قتل نہ کرنا حضرت مجذرؓ میدان مین آئے تو اِس سے سامنا ہوگیا ، اونٹ پر سوار تھا ، پیچھے ایک دوسرا شخص بھی بیٹھا تھا ، جو اوس کے مال ومتاع کا نگران تھا ، مجذرؓ نے کہا کہ "تمھارے قتل کی رسول اللہ صلعم نے ممانعت کی ہی ، لیکن دوسرے شخص کے لیے کچھ نہین کہا اس بنا پر اسکو کسی طرح نہ چھوڑونگا" ابو البختری بولا یہ تو بڑے شرم کی بات ہی ، قریش کی عورتین کہین گی کہ جینے کی بڑی ہوس تھی ، ساتھی کو قتل کرایا اور خود نہ مرگیا ، غرض اونٹ سے اُترا اور داد شجاعت دیتے ہوئے جان دی ، حضرت مجذرؓ آنحضرت صلعم کی خدمت مین آئے اور قسم کھا کر کہا کہ مین اوس کو لانا چاہتا تھا ، لیکن وہ لڑائی کے سوا کسی چیز پر راضی نہ ہوا ،

وفات، بدر کے بعد اُحد مین شریک ہوئے اور جام شہادت نوش فرمایا، ایام جاہلیت مین انھون نے سوید بن صامت کو قتل کیا تھا، جس سے جنگ بعاث کی نوبت آئی تھی، اسلام لاکر وہ معاملہ رفت وگذشت ہوگیا، لیکن سوید کے بیٹے حارث کے دل مین مسلمان ہونے کے باوجود اون کی طرف سے غبار تھا، اس نے اِن کو اپنے باپ کے عوض قتل کیا اور مرتد ہوکر مکہ کی راہ لی، سنہ ۸ھ مین جب مکہ خلافت الٰہی مین داخل ہوا تو مسلمان ہوکر آنحضرت صلعم کے پاس آیا، آنحضرت صلعم نے مجذر کے عوض اِس کے قتل کا حکم دیا،

ل اصابہ صفحہ ۳۴ جلد ۶، اسد الغابہ صفحہ ۲۰۳ جلد ۴، استیعاب صفحہ ۲۹۰ جلد ۱،

حضرت معنؓ بن عدی

نام ونسب، معن نام، قبیلہ بلی سے ہین، عمرو بن عوف کے حلیف تھے، سلسلہ نسب یہ ہے معن بن عدی بن الجد بن عجلان، حضرت عاصمؓ بن عدی کا حال ہم اوپر لکھ آئے ہین، معن انھین کے بھائی تھے،

اسلام، عقبۂ ثانیہ مین مشرف بہ اسلام ہوئے،

غزوات، حضرت عمرؓ کے بھائی زیدؓ سے مواخاۃ ہوئی، غزوۂ بدر مین شریک ہوئے[1]، اُحد خندق، اور تمام غزوات مین آنحضرت صلعم کے ہمرکاب تھے، آنحضرت صلعم نے انتقال فرمایا تو صحابہ کہتے تھے کہ کاش ہم آپ کے سامنے مرجاتے اور یہ وقت نہ دیکھتے! معلوم نہین آیندہ کن بلاؤن کا سامنا ہو،" معن بن عدی نے سُنا تو کہا مجھے یہ آرزو نہین، مین یہ چاہتا ہون کہ جس طرح آنحضرت صلعم کی زندگی مین مین نے تصدیق کی تھی وفات کے بعد بھی آپ کی تصدیق کرون[2]،

سقیفہ کے واقعہ مین حضرت عمرؓ نے جن دو صالح اشخاص سے ملنے کا ذکر کیا ہے، اون مین ایک یہ بھی تھے[3]، حضرت عمرؓ وغیرہ کو انصار کے ارادہ سے آگاہ کیا اور یہ مشورہ کہ آپ لوگ وہان نہ جائین، بلکہ اپنی جگہ پر رہ کر فیصلہ کرلین[4]،

حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت مین حضرت خالدؓ، مرتدین کی مہم پر روانہ ہوئے، تو یہ بھی ہمراہ تھے، وہان سے دوسو ۲۰۰ سوار[5] لیکر مرتدین کی دیکھ بھال کے لیئے یمامہ آئے،

---

[1] صحیح بخاری صفحہ ۵۷۴ جلد ۲، [2] فتح الباری صفحہ ۳۲۳ جلد ۱۲ [3] صحیح بخاری صفحہ ۵۰۳ جلد ۲ [4] ایضاً صفحہ ۱۰۱۰ جلد ۲ [5] اصابہ صفحہ ۱۲۹ جلد ۶

وفات مسیلمہ سے جنگ چھڑی تو اوس مین جام شہادت سے سیراب ہوئے،

اولاد، مادّی یادگار کوئی نہین چھوڑی، البتہ روحانی یادگارین بہت ہین، اور اب تک زندہ ہین،

داعلیٰ، مطبع نامی کانپور، . . . ۲/

کلیات، مولانا کے تمام فارسی قصائد، غزلیات مثنویات، قطعات، کا مجموعہ، جواب تک متفرق طور سے دیوان شبلی، دستۂ گل، بوئے گل، برگ گل کے ناموں سے چھپے تھے اس میں سب یکجا کر دیئے گئے ہیں، ۲۸۰ پونڈ کے ولایتی کاغذ پر نہایت عمدہ چھپا ہے قیمت . . . . . ع/

کلیات شبلی اردو ۱ عہ/

مولانا حمیدالدین صاحب بی اے

تفسیر سورہ والذاریات، ۶/

تفسیر سورۂ اللہب، ۴/

تفسیر سورۂ والتین، ۴/

تفسیر سورۂ والکوثر ۴/

تفسیر سورۂ القیامہ ۴/

تفسیر سورہ عبس، ۴/

تفسیر سورۂ والمرسلات، ۴/

الرای الصحیح فی من ھو الذبیح، عربی میں حضرت اسمٰعیلؑ کے ذبیح ہونے پر ایک مدلل اور پر زور رسالہ ۱۰/

اسباق النحو حصہ اول، و دوم، سہل طرز پر عربی گرامر اردو، ۶/ ، ۵/

دیوان حمید، مولانا کا فارسی دیوان مع تصویر ۱۲/

تحفۃ الاعراب، عربی کی نحو جدید اردو نظم میں ۲/

خرد نامۂ منظوم، خاص فارسی زبان میں امثال سلیمان کا ترجمہ، ۸/

دیوان فیض، عہ/

مولانا سید سلیمان صاحب ندوی

ارض القرآن، حصہ اوّل عرب کا قدیم جغرافیہ، عاد ثمود، سبا، اصحاب الایکہ، اصحاب الحجر، اصحاب الفیل کی تاریخ اس طرح لکھی گئی ہے جس سے قرآن مجید کے بیان کردہ واقعات کی یونانی، رومی، اسرائیلی لٹریچر اور موجودہ آثار قدیمہ کی تحقیقات سے تائید و تصدیق ثابت کی ہے، قیمت ۲ ع/

ارض القرآن جلد دوم، اقوام قرآن میں سے مدین، اصحاب الایکہ، قوم ایوب، بنو اسمٰعیل، اصحاب الرس اصحاب الحجر، بنو قیدار، انصار، اور قریش کی تاریخ، اور عرب کی تجارت، زبان اور مذہب پر تفصیلی مباحث صفحہ ۲۵۱ ۱۲ عہ/

دروس الادب، عربی کی پہلی ریڈر طبع سوم مع ترمیم، ۲/

〃 〃 دوسری ریڈر طبع سوم، زیر طبع ۴/

رسالہ اہل السنت والجماعہ، فرقۂ اہل سنت والجماعہ کے اصولی عقائد کی تحقیق، طبع دوم، ۸/

حیات مالک امام مالک کی سوانحعمری اور موطائے مالک پر تبصرہ، عہ/

خلافت اور ہندوستان، آغاز اسلام سے اس عہد تک مسلمانان ہند اور خلفائے اسلام کے تعلقات اور سلاطین ہند کے سکوں اور کتبوں سے ان کا ثبوت ۸/

دنیائے اسلام اور خلافت، موجودہ عہد میں خلافت عثمانیہ کے قیام و بقا کے لئے دنیا کی مسلمان قومیں کیا جد و جہد کر رہی ہیں مصنف کے سفر یورپ کے دلچسپ معلومات ہیں، ۶/

خلافت عثمانیہ اور دنیائے اسلام، اس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ خلافت عثمانیہ نے مسلمانوں

اور اسلامی ملکون کی گذشتہ صدیون مین کیا خدمتین انجام دی ہین۔ عہ

بہادر خواتین اسلام، مسلمان عورتون کے جنگی اور اخلاقی بہادری کے کارنامے طبع سوم، ۴ر

بشریٰ، محبت الٰہی اور اسلام ۵ر

مولانا عبد السلام ندوی،

اسوۂ صحابہ جلد اول، صحابہ کے عقائد، عبادات، اخلاق اور معاشرت کی صحیح تصویر اور قرون اولیٰ کے اسلام کا عملی خاکہ اس کا مطالعہ ہر مسلمان کا فرض ہے، ضخامت ۳۵۰ ہے ۸ر

،، **جلد دوم**، صحابہ کے سیاسی، انتظامی، اور علمی کارنامون کی تفصیل، ضخامت ۴۵۰ قیمت للعہ

انقلاب الامم، ڈاکٹر لیبان کی مشہور کتاب "قومون کی ترقی و تنزل کے قوانین نفسی کا خلاصہ" طبع دوم قیمت . . . عا

اسوۂ صحابیات، صحابیات کے مذہبی اخلاقی اور علمی کارنامون کا مرقع، قیمت . . عہ

سیرۃ عمر بن عبد العزیزؒ، حضرت عمرؒ بن عبد العزیز خلیفۂ اموی کے سوانح حیات اور ان کے مجددانہ کارنامے طبع دوم قیمت، ۸ عہ

مولوی عبد الباری ندوی

برکلے اور اسکا فلسفہ، مشہور فلاسفر برکلے کے حالات زندگی اور اس کے فلسفہ کی تشریح مجلد عا، غیر مجلد عہ

مبادئ علم انسانی، مادیت کی تردید مین برکلے کی مشہور کتاب پرنسپلس آف ہیومن نالج کا نہایت فصیح اور سنجیدہ ترجمہ جس مین حواس انسانی پر بحث کرکے مادیت کا ابطال کیا ہے، مجلد عہ، غیر مجلد عہ

مولوی عبد الماجد بی اے،

مثنوی بحر المحبت، شیخ مصحفی کی ایک نایاب مثنوی مع سوانح مثنوی، ۱۲ر

فلسفۂ جذبات، جذبات انسانی کی نفسیاتی تشریح، ۸عہ

تصوف اسلام، اسلامی تصوف کا عطر، عہ

پیام امن، موسیو جنہ دپال ایک فرانسیسی مصنف کے خیالات دربارۂ امن عالم، و اخوت انسانی و خون آشامی دول یورپ کی ترجمانی ہے اس کے بعد مولوی صاحب موصوف کا تبصرہ ہے جسمین انھین مسائل پر انجیل اور قرآن کی تعلیمات کی تفصیل ہے، اور اردو مین بالکل نئے خیالات ہین ۶۰ صفحے ۸عہ

مکالمات برکلے، برکلے کے ڈائلاگس کا ترجمہ جس مین مکالمہ کی صورت مین برکلے نے مادیت کا ابطال کیا ہے، قیمت باختلاف کاغذ عہ و ۸عہ

مولوی سعید صاحب انصاری،

تفسیر ابو مسلم اصفہانی، (عربی) معتزلہ کی مفقود اور نادر الوجود عقلی تفسیر قرآن کے اجزا، جو نہایت دیدہ ریزی سے امام رازی کی تفسیر کبیر سے جمع کیے گئے ہین عمدہ ٹائپ مین چھپی ہے، قیمت عا

سیر الصحابیات، ازواج مطہراتؓ بنات طاہراتؓ اور صحابیاتؓ کی سوانح عمریان اور انکے علمی اخلاقی کارنامے، عا

سیر الانصار حصہ اول، انصار کے حالات اور انکے اخلاقی اور مذہبی کارنامے، ۸ر

"منیجر"

CALL No. { ۹۲۰
س ۳۳ س
ACC. No. ۹۰۸۹م

AUTHOR سعید انصاری

TITLE سیر الانصار۔ حصہ دوم

۹۲۰
س ۳۳ س
۱۲
۹۰۸۹م
سعید انصاری
سیر الانصار

Date	No.	Date	No.
for Binding			

SECTION

D AT THE TIME

MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:—

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be charged for text-books and 10 Paise per volume per day for general books kept over - due.